

امام ابو حنیفہؒ

اور ان کے

ناقدین

از

نواب صدیق جنگ مولینا حبیب الرحمن شروانیؒ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اس کتاب میں

امام اعظمؒ کے تذکرہ کے بعد صاحبین یعنی قاضی ابویوسفؒ اور محمد بن حسن شیبانیؒ کے حالات درج ہیں، جو مولانا شروانیؒ نے تاریخ بغداد از خطیب بغدادیؒ سے اقتباس کر کے لکھے۔

اہل علم کے ذوق کا لحاظ کر کے اب مولانا شروانیؒ کے مضمون کے بعد تاریخ خطیب بغدادیؒ کا اصل متن جو تینوں ائمہؒ کے مناقب سے متعلق ہے شامل کر دیا گیا ہے۔ مولانا شروانیؒ کی علمی اہمیت کے پیش نظر ان کا تذکرہ بھی، جو یادرفسنگان سے منقول ہے، پیش کیا جا رہا ہے۔

(نشر)

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون
۹	مولانا حبیب الرحمن خان شروانیؒ
۱۹	تاریخ خطیب بغدادی
۲۲	خطیب بغدادیؒ
۲۴	تاریخ خطیب
۲۵	بغداد
۳۰	تراجم
۳۳	ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ
۳۵	علم
۳۶	عبادت و ورع
۳۷	شب بیداری و قرآن خوانی
۴۰	و قور عقل، زیر کی اور باریک نظری
۴۱	حق پر استقامت
۴۲	فقہ ابو حنیفہؒ
۴۹	جرح
۵۰	جرحوں پر تحقیقی نظر
۵۷	خلاصہ
۶۰	فقہ حنفی کی تاریخی حقیقت
۶۴	حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

۶۶	حالات بالا پر ایک نظر
۶۷	علقمہ بن قیس
۶۸	مسروق الصمدانی
۶۸	اسود الثغنی
۶۸	عمرو بن شرجیل
۶۸	شرط القاضی
۶۸	ابراہیم الثغنی
۶۸	حماد بن ابی سلیمان
۶۹	فقہ حنفی پر ایک نظر
۷۳	قاضی ابویوسفؒ
۷۵	تحصیل علم
۷۶	امام اعظمؒ کی صحبت میں
۷۸	عہدہ قضا
۷۸	وفات
۸۰	مناقب و جرح
۸۱	امام محمدؒ
۱۷۳	وصیت امام اعظمؒ



آہ! مولانا شروانیؒ

اگست کی کوئی آخری تاریخ تھی، کہ لاہور کے کسی اخبار میں سرسری طور سے یہ خبر چھپی کہ مولانا شروانیؒ کا انتقال ہو گیا، خبر پڑھ کر دل دھک سے ہو گیا، اور اپنی دُوری، ہجوری اور مجبوری پر بڑا افسوس آیا، میں نے مرحوم کی زندگی ہی میں اُن کے واقعات اور خاندان شروانی کے بعض احوال لکھوا کر دارالمصنفین میں رکھ لئے تھے، اب جب کہ اُن کا سانحہ پیش آیا تو تقدیر کی مجبوری دیکھتے کہ تدبیر کوئی کام نہ آئی۔

مرحوم نے چھیالیس سال کی عمر میں بتاریخ ۱۱ اگست ۱۹۵۰ء اس دنیائے رنگ و بو کو خیر باد کہا، اور سلف صالحین سے جا ملے، (ان کی ولادت کی تاریخ ۲۸ شعبان ۱۲۸۳ء مطابق ۱۸۶۶ء ہے) مرحوم سے میرے تعلقات اس قدر گونا گوں تھے کہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کو کہاں سے شروع کیا جاتے، اور کیا کہا جائے اور کیا چھوڑا جاتے، میں نے موصوف کو سب سے پہلے ۱۹۰۰ء میں نصف صدی پہلے پٹنہ کے اجلاس ندوہ میں دیکھا تھا، بھرا شباب، مردانہ حسن و جمال، سپید رنگ، سیاہ خوب صورت ڈاڑھی، اور سر پر زلفیں، بلند و بالا قامت، لطیف قیمتی لباس، جلسہ کے ہر اجلاس میں نیا جوڑا زیب بدن، کبھی سر پر عمامہ، کبھی گول ٹوپی، کبھی ٹرکی ٹوپی، جدھر نکل جاتے، آنکھیں اٹھ جاتیں، انگلیاں اشارہ کرتیں، لوگ ایک دوسرے کو دکھاتے اور بتاتے، اسی طرح میں نے دیکھا، اور بتایا گیا کہ یہ علی گڑھ کے ایک تیس عالم ہیں۔

۱۹۰۱ء میں جب میں ندوہ آیا، تو مدرسہ اُن کے ذکر جمیل سے پُر شور تھا، انتظامی جلسے سال میں چند بار ہوتے، اور وہ اُن میں جب آتے تو جلسہ کی اہمیت بڑھ جاتی، ۱۹۰۴ء میں جب الندوہ نکلا، اور وہ اس کے اڈیٹر ہوتے، اور میرے ایک دو مضمون اس میں نکلے، تو تعارف بڑھا، جب وہ آتے میں حاضر ہوتا، اور وہ اپنے بزرگانہ لطف و نوازش سے نوازتے، ۱۹۰۶ء میں جب میری جماعت

کی دستار بندی کا جلسہ ہوا، اور خاکسار کی عربی تقریر نے حاضرین سے داد تحسین حاصل کی، اور حضرت الاستاذ نے خوش ہو کر اپنے سر سے دستار اُتار کر میرے سر پر رکھی، تو اس جلسہ میں مولانا شروانی شریک نہ تھے، تاہم حضرت الاستاذ نے خود اپنے قلم سے لکھ کر ان کو اس واقعہ کی بڑی مسرت سے خبر دی، (یہ خط "مکاتیب شبلی" میں درج ہے) استاد کی یہ وساطت مولانا شروانی سے تقریب کا نیا ذریعہ بنی۔ ۱۹۱۰ء میں جب مکاتیب شبلی کی تدوین کا خیال آیا تو استاد نے پھر مولانا شروانی سے تقریب کی، کہ ان کے پاس شبلی کے جو خطوط ہوں وہ سید سلیمان کو دیتے جائیں، ۱۹۱۲ء میں جب ندوہ میں حضرت الاستاذ کے حسب ایما انگریزی مدارس کے نصاب تالیف کی غلطیوں کی تصحیح کا کام میرے سپرد ہوا، تو پھر تازہ تقریب کی گئی، نومبر ۱۹۱۲ء میں جب حضرت الاستاذ بیمار ہوئے اور حالت مایوسی کو پہنچی تو خاکسار حاضر خدمت تھا، سب سے پہلے میں نے اس شدتِ تعلق کی بنا پر جو ان دونوں دوستوں میں تھا، اس مضمون کا ایک مختصر کارڈ اُن کو بھیجا "افسوس کہ الفاروق" کا مصنف اس وقت موت و حیات کی کشمکش میں ہے۔" ۱۸ نومبر کو مولانا نے وفات پائی، اس کی اطلاع دی، اس کے بعد سے جو اُن سے مکاتبات کا سلسلہ شروع ہوا تو آج سے دو برس پہلے تک اُس وقت تک برابر قائم رہا جب تک اُن کی قوتِ حافظہ اور عام قوتِ جسمانی کام دیتی رہی، آج سے دو سال پہلے میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے کورٹ کی میٹنگ میں سب سے آخری دفعہ اُن سے ملا، میں نے دیکھا کہ اُن کا تیر سا قد نیم کمان بن چکا ہے، وہ چہرہ جو گلاب سا تروتازہ اور شاداب رہتا تھا، پڑ مردہ اور مڑجھایا تھا، اسی وقت دل نے کہا کہ یہ چراغِ سحر بجھا ہی چاہتا ہے۔

میرا عمر بھر یہ دستور رہا کہ حضرت الاستاذ کے مخصوص احباب اور دوستوں سے بزرگداشت کا تعلق رکھوں، اور ہمیشہ اُن کے سامنے اپنے کو چھوٹا سمجھوں، چنانچہ مرحوم سے خصوصیت کے ساتھ میری طرف سے خوردانہ اور اُن کی طرف سے بزرگانہ تعلق قائم رہا، میں انہیں مخدوم لکھتا، وہ عزیز لکھتے، دارالمصنفین کی تاسیس میں مرحوم کی بزرگانہ حمایت ہمیشہ رہنا رہی، دارالمصنفین کے پہلے صدر جسٹس مولوی کرامت حسین اور دوسرے نواب عماد الملک اور تیسرے مولانا شروانی ہوئے، اس تعلق

سے بھی اُن سے خط و کتابت کا سلسلہ اکثر رہا کیا، ایک دفعہ جب احباب اور بزرگوں کے محفوظ خطوط گئے تو سب سے زیادہ جن کے خطوط میرے پاس نکلے، وہ انہی کے تھے، میں نے جب انہیں اس کی اطلاع دی، تو اس پر مسرت ظاہر فرمائی، اور لکھا کہ اس میں تعجب کی کیا بات ہے، اس کا الٹا ہوتا تو تعجب ہوتا۔

وہ قدیم و جدید تعلیم کا بہترین مجموعہ تھے، فارسی و عربی تعلیم گھر پر حاصل کی، عربی کی اونچی کتابیں حضرت مولانا مفتی محمد لطف اللہ صاحب علی گڑھی کے درس میں پڑھیں، انگریزی تعلیم میٹرک تک اگر اسکول اگرہ میں پائی، اُن کی جوانی تک علم و فن اور دین و تقویٰ کے باکمال اکابر موجود تھے، وہ ہر ایک کے در تک پہنچے، اور ہر ایک سے حسب استعداد کسب فیض کیا، شیخ حسین یحییٰ عرب مقیم بھوپال سے سند حدیث حاصل کی، قاری عبدالرحمن صاحب پانی پتی سے فیض پایا، بیعت قطب الوقت حضرت مولانا شاہ فضل رحمان صاحب گنج مراد آبادی سے کی تھی، مولانا محمد نعیم صاحب فرنگی محلی کی زیارت سے بھی فیض یاب تھے،

اُن کا سب سے پہلا مضمون جس نے لوگوں سے خراج تحسین وصول کیا وہ بابر پر ہے جو رسالہ حسن حیدر آباد میں چھپا تھا، اور جس پر مصنف کو ایک اشرفی انعام ملی تھی، مولانا شبلی رح کی المامون پر اُن کا تبصرہ اُن کا پہلا تنقیدی کارنامہ ہے، جو غالباً ۱۸۸۶ء میں شوق قدوائی کے اخبار آزاد میں چھپا تھا، اُن کے رسائل میں دو بہترین تاریخی رسائل ہیں، یہ دونوں ندوہ کے سالانہ جلسوں میں پڑھے گئے تھے، پہلے کا نام "علمائے سلف" ہے، اور دوسرے کا نام "ناہینا علماء" یہ دونوں اٹیسویں صدی کی یادگار ہیں، ۱۹۰۱ء میں لاہور سے جب مخزن تکلا تو اس کی محفل میں بھی یہ شریک تھے، حضرت خسرو کے غزلیات پر اس میں اُن کا مضمون چھپا تھا، ۱۹۰۴ء میں الندوہ کے شریک اڈیٹر ہوئے، تو اخلاق پر اُن کے مضامین نکلے،

علی گڑھ کی مجلسوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حالات میں الصّدیق لکھ کر پیش کی، حیدر آباد کی میلاد کی مجلسوں کے وہ بانی تھے، اُن میں سیرۃ پر مختلف رسائل لکھے، جو چھپے اور پھیلے، معارف میں اُن کے مضامین اور اُن کی غزلیں اکثر زیب اوراق ہیں۔

شعر و شاعری کا ذوق اُن کو آغاز سے تھا، حسرتِ مختص کرتے تھے، اُردو اور فارسی دونوں میں مشقِ سخن کرتے تھے، اُردو میں حضرت امیر مینائی سے اصلاح اور فارسی میں مولانا شبلیؒ سے مشورہ کرتے تھے، فارسی کے مشہور شاعر حضرت خواجہ عزیز سے بھی مولانا شبلیؒ کے ذریعہ سے تعلق رکھتے تھے۔

اُن کے اخلاقی فضائل میں وضعداری بڑی نمایاں تھی، جس سے جتنا ملتے تھے، تمام عمر اسی طرح ملتے رہے، جب لکھنؤ آتے تو منشی احتشام علی صاحب کی کوٹھی میں ٹھہرتے تھے، اور تمام عمر میں کبھی اس وضع میں فرق نہیں آیا، پھر اس قیام میں جن جن بزرگوں اور دوستوں سے ملنے کا دستور تھا، اسی طرح وہ جا کر ملتے، اور اتنی دیر بیٹھتے، لکھنؤ میں فرنگی محل اور وہاں بھی مولانا محمد نعیم صاحب کی نشستگاہ میں ضرور حاضر ہوتے۔

اُن کی جوانی تھی، کہ ندوہ کا غلغلہ بلند ہوا، یہ وہ مجلس تھی، جس کی روحانی اور علمی صدارت جن دو بزرگوں سے نسبت رکھتی تھی، یعنی مولانا شاہ فضل رحمان صاحب گنج مراد آبادی اور حضرت مولانا محمد لطف اللہ صاحب دونوں ہی سے اُن کو قلبی تعلق تھا، اس لئے وہ ندوہ کے اُن اصلی ارکان میں تھے جن سے ندوہ کی مجلس عبارت تھی، وہ سب سے پہلے ۱۹۱۷ء میں ندوہ کے اجلاس ناگیور کے صدر ہوئے، اور یہیں اسی وقت دولتِ آصفیہ مرحوم کی صدارت امور مذہبی کی خیر عام ہوئی، جس کے بعد اُن کا بارہ تیرہ برس کے قریب حیدر آباد میں قیام رہا، اور جامعہ عثمانیہ کی تاسیس اور شعبہ دینیات کے افتتاح میں اُن کی مساعی مشکور رہیں، حیدر آباد کا حال وہاں کے مقیم احباب سناتے گئے۔

حیدر آباد کے قیام کے زمانہ میں بھی وہ دو دفعہ ندوہ کے اجلاس کے صدر ہوئے، پہلی دفعہ انبالہ میں اور یاد آتا ہے کہ دوسری دفعہ لکھنؤ میں مرحوم کو قومی اداروں میں سے علی گڑھ، ندوۃ العلماء اور دارالمصنفین اعظم گڑھ سے خصوصیت کا تعلق تھا، مولانا شبلی مرحوم کے بعد غالباً ۱۹۰۵ء میں وہ انجمن ترقی اُردو کے بھی ناظم ہوئے اور دو تین سال کے قریب خدمت کے بعد

قرۃ فال مولوی عبدالحق صاحب کے نام نکلا، ان اداروں کے علاوہ دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارنپور کے بزرگوں سے بھی ارتباط رکھتے تھے، اور ان درسگاہوں کی بھی امداد فرمایا کرتے تھے۔

عجیب اتفاق ہے کہ نادانستہ ۱۹۲۶ء میں سفر حج میں بھی میرا ان کا ساتھ ہوا، یہ مؤتمر اسلامی والا موقع تھا، یہاں یہ سخت بیمار پڑ گئے تھے، مگر بڑی ہمت کے ساتھ سارے ارکان ادا کئے۔ مدینہ منورہ کے قیام کے زمانہ میں میں نے ان کا تعارف شیخ ابراہیم حمدی مدیر کتب خانہ شیخ الاسلام سے کرادیا، یہ تعلق چونکہ علمی اور روحانی دونوں تھا، اس لئے بڑا سازگار آیا، اور اخیر اخیر وقت تک قائم رہا، حرمین محترمین کی خدمت بھی وہ سالانہ کیا کرتے تھے، اخیر دفعہ جب دو سال ہوئے میں نے اپنے ارادہ حج کی اطلاع ان کو دی، تو لکھا کہ اس دفعہ حرمین شریفین کی خدمت کی رقم آپ ہی کے ذریعہ جاتے گی، مگر روانگی کے وقت نہ ان کو یاد رہا، اور نہ میں نے یاد دلایا،

ان کو نادر اور قلمی کتابوں کا بڑا شوق تھا، اور اس شوق کی تاسیخ خود انھوں نے لکھ کر معارف میں چھپوائی ہے، مولانا شبلی مرحوم کے ذریعہ سے اور ان کی پسند سے کتابیں خرید کرتے، لکھنؤ میں عبدالحسین اور واجد حسین قلمی کتابوں کے تاجر تھے، لکھنؤ آتے تو ان کے نوادر دیکھتے، اور چھانٹ کر لے جاتے، یوں بھی کتابیں ان کے پاس پہنچتی رہتی تھیں، حیدرآباد کے قیام کے زمانہ میں بھی بہت سی کتابیں حاصل کیں، میں جب ۱۹۲۰ء کے آخر میں یورپ سے واپس آیا، تو عزیزوں اور بزرگوں کے لئے جو تحفے لایا مرحوم کے لئے نستعلیق کے اچھے خطاطوں کی و صلیوں کی عکسی تصاویر کا مجموعہ لاکر پیش کیا۔

پہلے تو اصل وطن علی گڑھ میں بھیکم پور میں تھا، بعد کو بھیکم پور سے کچھ دور ان کے نام سے ان کے والد مغفور نے حبیب گنج نام ایک گاؤں آباد کیا تھا، وہیں زنانہ اور مردانہ مکانات، مسجد اور ایک کتب خانہ کی عمارت تیار کی تھی، زمینداری کے شغل کے بعد بھی یہی کتب خانہ ان کی دلچسپی کا مرکز تھا،

معمول تھا کہ صبح کی نماز کے بعد ہاتھ میں ایک بڑی سی لکڑی لے کر باغ میں سیر کو نکل جاتے

اس وقت اُن کے دوسرے ہاتھ میں تسبیح ہوتی، لکھنؤ آتے تو صبح کو پیدل منشی احتشام علی کی کوٹھی واقع خیالی گنج سے مولوی عبدالباری صاحب ندوی کی کوٹھی ہارڈنگ روڈ تک پیدل جاتے، واپسی سواری پر ہوتی، دارالمصنفین آتے تو احاطہ کے اندر کمرہ کے باہر دوش پر ٹہلا کرتے۔

ایک دفعہ دارالمصنفین کا جلسہ انتظامیہ رمضان المبارک میں مقرر کیا، ہم نے غذر کرنا چاہا تو جواب میں لکھا کہ کیا رمضان مسلمانوں کے کام میں مانع ہے، غرض تشریف لائے، اس زمانہ میں وہ چاتے کے بجائے اوشین پیتے تھے، میں کافی، اور مولوی مسعود علی صاحب چاتے پیتے تھے، سحری میں یہ تینوں شراب الصالحین لائی جاتیں، اور ہر ایک کا ایک ایک دور چلتا، اور بڑی خوشی سے پیتے، اور بعد کی ملاقاتوں میں اکثر اس کا ذکر کیا کرتے تھے۔

دارالمصنفین کی مسجد مرحوم ہی کی کوشش سے نواب منزل اللہ خاں مرحوم کی امداد سے مولوی مسعود علی صاحب کی نگرانی اور انجینئرنگ میں بنی، پھر دارالعلوم ندوہ کی مسجد بھی برادر موصوف ہی کی نگرانی اور انجینئرنگ میں بنی، مرحوم دونوں کو دیکھ کر برادر موصوف کے تعمیری ذوق کو بہت پسند فرماتے تھے، چنانچہ جب وہ علی گڑھ میں حبیب منزل بنوانے لگے، تو مولوی صاحب موصوف کو بلوا کر اُن سے مشورہ کیا، اُنھوں نے جو مشورہ دیا اس میں سے سامنے کی روکار عمارت ہے، فرماتے تھے کہ اگر یہ حصہ نہ بننا، تو یہ عمارت کچھ نہ ہوتی۔

مرحوم کے اخلاق کی دو خصوصیتیں عجیب تھیں، ایک یہ کہ جس شخص سے جس جہت سے اُن کو تعلق ہوتا، وہ اس سے اسی جہت سے ملتے، اور اسی کے متعلق باتیں کرتے، اس کی دوسری جہتوں سے اُن کو کوئی تعلق نہ ہوتا، حکیم اجل خان مرحوم سے گہرے تعلقات تھے، مگر یہ یک جہتی قدیم قلمی مخطوطات اور قدیم تہذیب و شرافت کے افکار سے تھی، ان دونوں کی ملاقاتوں میں یہی تذکرے ہوتے کہیں بیچ میں سیاست کا نام بھی نہیں آتا، مولانا ابوالکلام سے بھی مولانا شبلی کے واسطے سے اُن کے تعلقات تھے، اُن کی ملاقات اور مکاتبت بھی جو چھپ چکی ہے سیاست کے تذکرہ سے خالی ہے، میری زندگی پر مختلف دور گزے ہیں، جن میں سیاست بھی ہے، مگر کبھی کسی خط میں نہ میں نے اس کے متعلق کچھ لکھا،

اور نہ کبھی انھوں نے پوچھا۔

اُن کی دوسری خصوصیت یہ تھی کہ اُن کی مجلس کبھی کسی کی بُرائی یا غیبت نہیں ہوتی، کوئی کرتا بھی تو اڑا دیتے، خطوط میں بھی احتیاط تھی، اگر ناگزیر طور سے کچھ ذکر آتا تو اس طرح اشارہ کنایہ میں کہتے کہ غیر اس کے سمجھنے سے قاصر رہتے،

مرحوم کو اچھی اور تاریخی یادگاروں کا شوق تھا، بعض بادشاہوں کے فرامین، تلواریں یا خنجر اُن کے پاس تھے، میں جب ۱۹۳۴ء میں کابل کے سفر سے واپس آیا اُس کے بعد مرحوم دارالمصنفین آئے تو قالینوں کا تذکرہ نکلا، میں نے عرض کیا کہ نادر شاہ شاہ کابل نے مجھے ایک قالین عنایت کیا، اُن کو دکھایا تو اُس کو پسند کیا، ملا صاحب سے جو اُن کے رفیق خاص تھے، اور ہمیشہ سفر میں ساتھ رہتے تھے، فرمایا "ملا جی یہ تو پٹھانوں کا مال ہے، ساتھ باندھ لو" چنانچہ وہ قالین اُن کے نذر کر دیا کہ شاہانِ بشارت می دہند، فیقروں کے یہاں اُس کا کیا کام، البتہ شاہ کی دی ہوئی تسبیح سبز شاہ مقصود کی فقیروں کے پاس ہے۔

مرحوم بزرگوں کے قصے، لطیفے، حالات اور حکایتیں اس قدر ذوق و شوق و لطف سے مجلس میں بیان فرمایا کرتے تھے، کہ اس وقت وہ بلبل ہزار داستان معلوم ہوتے تھے، اُن کی تقریروں کا بھی یہی رنگ تھا، آواز گوشت تھی، مگر تقریر مسلسل اور تاریخی واقعات کے حوالوں سے پُر تاثیر ہوتی تھی، اُن کی انشاء پردازِی کا بھی ایک خاص رنگ تھا، نہایت مستحضر اور پاکیزہ، "سکلف" سے برمی تصنیع خالی، اور آورد سے پاک، بزرگوں کے تذکرے ادب سے کرتے تھے، زبان فطرۃ نہایت ادب شناس عنایت ہوتی تھی، لہجہ میں سختی اور آواز میں کرخنگی مطلق نہ تھی، گرم سے گرم موقعوں پر بھی وہ حدود سے باہر قدم نہیں کھتے تھے۔ بظاہر وہ اخلاق میں بڑے نرم اور مرنج و مرنجاں تھے، مگر جب کسی وقت کسی چیز پر اڑ جاتے تو پھر اُس سے نہ ٹلتے تھے، چنانچہ حیدرآباد سے علیحدگی کا سبب یہی پیش آیا، اس پر ایک شعر انھوں نے کہا جو مجھے لکھ بھیجا تھا:-

شاہباز ہمت، ربطے بدست شاہ داشت دست دیگر ترک کردہ در ہوا پرواز کرد

یہ بھی اُن کی سیرت کا قابل ذکر واقعہ ہے کہ باوجود ایک رتیس ابن رتیس ہونے کے اور حکام ضلع سے اچھے تعلقات رکھنے کے سرکاری اعزاز و احترام اور خطاب و القاب سے بچتے تھے، ایک دفعہ اُن کو شمس العلماء کا خطاب ملنے والا تھا، اُن کو خبر ہوئی تو پوری کوشش کی کہ اس خطاب سے اُن کو بری رکھا جائے، فرماتے تھے کہ حیدرآباد کا خطاب اس لئے قبول کیا کہ یہ ایک دولت اسلامیہ کی نشانی تھی۔

مرحوم کو ملت اسلامیہ سے بڑی محبت تھی، اُس کے اچھے واقعات اور مسرت بخش تذکروں سے خوش ہوتے تھے، اور اُس کے نفاق و اختلاف کی باتوں سے ہمیشہ کنارہ کش رہتے، ندوہ کے باہمی اختلاف کے زمانہ میں باوجود اس کے کہ طرفین دوست تھے، دونوں سے بیگانہ ہے، اور جب مولانا شبلی کی وفات کے بعد مصالحت کا زمانہ آیا تو وہ سب کے آگے تھے۔

مرحوم کو سیاست سے سروکار نہیں رکھتے تھے، تاہم ملک کے پچھلے واقعات سے بہت غمگین تھے، عمر کے ساتھ کچھ ملکی اور کچھ خانگی افکار نے بھی اُن کے دل و دماغ کو متاثر کیا، مگر ضابطہ اور متمحل ایسے تھے کہ کبھی اس داستان کا ایک حرف زبان پر نہیں آیا، اُن کے قوای میں سب سے پہلے اُن کے حافظہ نے جواب دیا، اکثر بات بھول جاتے، جب کاروان خیال نکلا، تو اس میں مولانا ابوالکلام کے جواب میں اُن کا یہ بیان پڑھ کر مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ ”ہاں مجھے یاد ہے کہ دو نوجوان ابوالنصر آہ اور ابوالکلام نمایاں ہوتے تھے، اسی سلسلہ میں سنا کہ آپ بغداد چلے گئے، تفصیلات اب معلوم ہوتیں“ میں نے انھیں لکھا کہ یہ صحیح ہے کہ سفر عراق پر (شاید ۱۹۰۶ء میں)، دونوں جوان عراق کے سفر کو نکلے تھے، جن میں سے ایک ابوالنصر غلام یاسین و مولانا ابوالکلام کے بڑے بھائی تھے، ابوالکلام نہیں تھے، اُن کے رفیق اس سفر میں حافظ عبدالرحمان امرتسری تھے، اور اس وقت مولانا ابوالکلام امرتسر میں وکیل کے ایڈیٹر تھے، بیچارے ابوالنصر نے عراق میں انتقال کیا، ہندوستان خبر آئی، تو مولانا ابوالکلام نے وکیل میں اپنے وزن و غم کا اظہار فرمایا، اخیر میں میں نے لکھا کہ آپ کے اس طرح تصدیق کر دینے سے افسانہ بھی تاریخ بن جائے گی۔

اس پر مرحوم نے خاموشی اختیار کی، اور کچھ جواب نہ دیا، یہ اُن کی خاص عادت تھی کہ جس بات پر گفتگو

کرنا نہیں چاہتے، اُس کے جواب سے اعراض کرتے، اسی سے اُن کے اداس شناس اُن کے مطلب کو سمجھ جاتے۔

مرحوم کو بزرگوں کی یادگاروں سے وابہانہ شیفتگی تھی، پٹنہ کے اجلاس ندوہ میں غالباً حاجی شاہ منور علی در بھنگوی بانی مدرسہ امدادیہ در بھنگہ جو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب ہاجر مکی کے خلیفہ تھے، ندوہ کے جلسہ میں وہ دستار سہر پر باندھ کر آئے جو حضرت حاجی صاحب کا عطیہ اور تبرک تھا، ایک تعلیم یافتہ کی تقریر پر جلسہ میں ایک ایسا پر عظمت جوش، علمائے مشائخ، صلحاء اور عامۃ المسلمین پر طاری ہوا کہ جو جس کے پاس تھا وہ ندوہ کے نذر کر دیا، شاہ منور علی صاحب نے وہی دستار اُتار کر پھینک دی، وہ دستار نیلام ہو کر بڑی قیمت کو فروخت ہوئی، وہ کون خوش قسمت تھا، جس نے آگے بڑھ کر حسب حیثیت قیمت ادا کی، اور اس کو اٹھا کر آنکھوں سے لگایا، نوجوان حبیب الرحمن خاں شردانی! پھر اس کو وہ ہمیشہ اپنے لئے طرہ سعادۃ سمجھتے رہے۔

اُن کے اخیر دور کی یادگاروں میں استاذ العلماء مولانا لطف اللہ صاحب کی سوانح عمری، اور خطیب بغدادی پر حنفی نقطہ نظر سے تبصرہ ہے، جو معارف میں چھپے ہیں، اور الگ بھی شائع ہوئے، انھوں نے مولانا سلیمان اشرف صاحب کی کتاب المبین پر ایک تبصرہ لکھا، اور میرے پاس بھیجا، اسی زمانہ میں فقیر کی تصنیف ”عرب و ہند کے تعلقات“ چھپی تھی، جی چاہا کہ مرحوم کے قلم سے اس پر ایک تبصرہ شائع ہوتا تو مصنف کو فخر و مباہات کا ایک موقع ملتا، اس موقع پر اپنے مطلب کو میں نے اس طرح ادا کیا، المبین پر تبصرہ دلا، یاد آیا کہ حضرت الاستاذ کی تصنیفات پر آپ کا تبصرہ ہمیشہ ہوتا کرتا تھا، چنانچہ المامون، الغزالی، سوانح مولانا روم اور شعر العجم وغیرہ پر تبصرے پڑھے، کیا حضرت الاستاذ کی متروکہ موروثی سعادتوں میں سے راقم کو بھی اس سُنّتِ دیرینہ کی موروثی سعادت کے حصول کا موقع ملے گا، مرحوم نے بڑی خوشی سے تبصرہ لکھا، جو معارف میں شائع ہوا۔

مرحوم کی پابندی و ضیع کی ایک خاص یادگار علی گڑھ میں مولانا سلیمان اشرف صاحب کی قیام گاہ میں اخیر وقت کی حاضری تھی جو بعد مغرب تک جاری رہتی، جب وہ علی گڑھ آتے، یہ حاضری

بلاناغہ ہر موسم میں اور ہمیشہ رہی، اس وقت دلچسپی کا سامان علمی مسائل پر گفتگو رہتی، مولانا سلیمان اشرف صاحب کی وفات کے بعد مولانا عبداللطیف صاحب کی قیام گاہ پر اسی وقت اور اسی حیثیت سے یہ مجلس جاری رہی۔ مرحوم اپنے دور کے خاتم تھے، اب اس جوہر شرافت کا نمونہ کبھی دیکھنے میں نہ آئے گا، اب گلستا کارنگ اور ہے، چار دانگ میں ہوائیں اور سمت کی چل رہی ہیں، اب ریاست اور ریاست کے ساتھ کمال و فضائل کا یہ اجتماع گزشتہ تاریخ کا ورق بن کر رہ جائے گا، مگر انشاء اللہ یہ ورق یادگار رہے گا، ع

ثبت است بر جریدۃ عالم دوام ما

سید سلیمان (ہندوی)



تاریخ

خطیب بغدادی

تاریخ خطیب بغدادی

اس دور قحط الرجال کی (جب کہ بقیہ نقیہ رجال علم بھی علمی مجلسوں کو خالی کر رہے ہیں) یہ بڑی سعادت ہے کہ وہ اعلیٰ اسلامی تصانیف جن کو زمانے کی آنکھیں صدیوں سے ترس رہی تھیں، اور جن کے نام صرف کتابوں میں رہ گئے تھے، یکے بعد دیگرے شائع ہو کر دل و دماغ کو منور کر رہی ہیں، تاریخ کے سلسلے کو ملاحظہ کیجئے، مثلاً، تاریخ ابن جریر طبری عرصہ ہوا طبع ہو چکی، حافظ ابن عساکر کی تاریخ کے اجزاء شائع ہوئے، حال میں تاریخ خطیب بغدادی مصر سے آئی، طباعت کی ان خوبیوں کو لئے ہوئے جن پر بیروت کے بہترین مطبعے رشک کریں، اہتمام صحت کے ساتھ ضروری تحشی بھی ہے، رجال کی فہرست دی ہے، ہر صفحے پر سطروں کا شمار ہے، اس تاریخ کی پودہ جلدیں ہیں، کل صفحات ۶۴۱ ہیں تعجب ہے کہ مطبع نے ہر جلد کی لوح پر جلدوں کی تعداد ۱۳، اور صفحات کی تعداد ۶۴۱ لکھی ہے، انتہا یہ کہ چودہویں جلد کی لوح پر بھی یہی اطلاع درج ہے۔

اس تاریخ کا خلاصہ بھی کیا گیا تھا، اس کا ایک سلی نسخہ میرے یہاں ہے، یہ خلاصہ فلسکیپ کے ۳۸۱ صفحات پر ختم ہوا ہے، خلاصہ نگار قاضی ابوالیمن مسعود بن محمد بخاری حنفی المتوفی ۴۹۱ھ خطیب کے شاگرد ہیں، دیباچہ میں تاریخ خطیب کی تعریف کر کے لکھتے ہیں کہ "طویل زیادہ ہے، اس لئے میں نے منتخب رجال کے (بہ ترتیب اصل کتاب) حالات، شعر، حدیث، حکایت حسب سند خود مختصر انقل کئے ہیں۔" واضح ہو کہ کل رجال خلاصہ کی تعداد چند صد سے متجاوز نہ ہوگی، منتخب شعر وغیرہ مستقل عنوان ہیں، بستان المحدثین سے واضح ہوتا ہے کہ تاریخ خطیب کا کوئی حصہ شاہ (عبدالعزیز) صاحب کے پیش نظر بھی تھا مگر مطبوعہ نسخہ کو دیکھ کر یہ تعین مشکل ہے، کہ کونسا جز کتاب تھا، عبارت بستان کا ترجمہ یہ ہے۔

تاریخ بغداد خطیب بغدادی کی تصانیف میں سے ہے، اس کے جز ثانی کے شروع میں مناقب بغداد اور

اس مبارک بنیاد کی بزرگی اور اس کے باشندوں کے محسن اخلاق درج کئے ہیں۔

اس کے بعد بغداد کے دونوں دریاؤں کا جو دجلہ اور فرات ہیں ذکر کیا ہے، بخاری کے حالات
شرح و بسط کے ساتھ لکھے ہیں، محمد بن عبدالرحمن بن ابی ذئب کے احوال تک کتاب کا ایک ربع ختم ہو جاتا
ہے، پہلی اسناد اس کی یہ ہے، حافظ ابو بکر نے کہا ہے کہ ہم کو عبدالعزیز بن ابی الحسن القرطیبی نے خبر
دی۔ الخ،

اس کے بعد چند شعر مدح بغداد کے نقل کئے ہیں جن کا پہلا شعر ہے۔

فدائی لک یا بغداد کل قبيلة من الارض حتن خطی و دیاریا

مطبوعہ نسخہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مناقب بغداد جلد اول کے ابتداء میں ہیں، علیٰ ہذا القیاس
دجلہ و فرات کا ذکر، امام بخاری کا ذکر جلد دوم کے آغاز میں ہے، محمد بن عبدالرحمن بن ابی ذئب کا ذکر
اسی جلد کے تین ربع ختم ہونے پر شروع ہوتا ہے، اب سوال یہ ہے کہ شاہ صاحب کے ملاحظے میں کونسی
جلد تھی، بظاہر جلد اول و دوم کا مجموعہ تھا، اس صورت میں ابن ابی ذئب کے ذکر تک ربع کتاب ختم
ہونے کا کیا مطلب ہو گا۔

خطیب بغدادی | نام احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن ہمدی بغدادی، کنیت ابو بکر، ۳۹۲ھ میں

بمقام درزیجان پیدا ہوئے جو عراق کا ایک قریہ تھا، ان کے والد قریہ مذکور میں خطیب تھے، اور فی الجملہ
علم آشنا، باپ کی تحریریں سے بیٹے نے تحصیل علم شروع کی، گیارہ برس کی عمر تھی کہ والد نے ان کو حدیث
سنوانی شروع کر دی تھی، اس کے بعد خطیب نے اپنی محنت سے اقلیم در اقلیم سیاحت کر کے علم حاصل کیا،
جملہ فنون حدیث میں اہل وقت ہو گئے، حافظ ابو نعیم ان کے مشاغل میں ہیں، حافظ ابن ماکولا شاگرد،
حافظ ابن عساکر چوبیس سال شاگردوں کے شاگرد، خطیب کا شمار کبار شافعیہ میں ہے، فقہ ابن المحامی اور

۱۵ خطیب کی تاریخ ولادت جیسا کہ خود انہوں نے تصریح کی ہے یوم پنجشنبہ ۲۴ جمادی الآخرہ ۳۹۲ھ ہے۔ اور سب سے پہلے انہوں نے حدیث
کا سامع محرم ۳۹۲ھ میں کیا ہے ملاحظہ ہو تاریخ بغداد ج ۱۱۔ ص ۲۹۹۔ محمد عبدالرشید نعمانی۔

قاضی ابوالطیب سے حاصل کی، اس پر اتفاق ہے کہ دارقطنی کے بعد علوم حدیث کا ماہر ان سے بڑھ کر نہیں ہوا، حفاظ کا ان پر خاتمہ ہو گیا، صاحب بیہیت، باوقار اور ثقہ تھے، خط پاکیزہ تھا، کثیر الضبط، فصیح البیان، آواز بلند تھی، جو روایت حدیث کے وقت جامع منصور کے آخری حصے میں سنی جاتی تھی، سنی کریمہ کے سامنے صحیح بخاری مکہ مکرمہ میں پانچ دن میں پڑھی، عمر کا زیادہ حصہ بغداد میں صرف کیا، حاضری حرم کے وقت زمزم پی کر تین دعائیں کیں، بغداد میں اپنی تاریخ کی روایت کریں، جامع منصور میں روایت حدیث کریں، حضرت بشر حافی کے پہلو میں دفن ہوں، تینوں دعائیں قبول ہوئیں۔

سفر حج میں شام تک قریب غروب ایک قرآن ترتیل کے ساتھ ختم کر لیتے تھے، اس کے بعد لوگ جمع ہو کر روایت حدیث کی التجا کرتے، خطیب سواری میں بیٹھ کر روایت حدیث کرتے (عرب میں سفر شب کو ہوتا ہے) ایک بار کسی نے ان کو دیکھ کر کہا تم حافظ ابوبکر خطیب ہو، فرمایا میں ابوبکر خطیب ہوں، حفظ حدیث دارقطنی پر ختم ہو گیا، چلتے چلتے کتاب کا مطالعہ کرتے جاتے، حنبلیوں کی سختی سے تکلیف اٹھاتی، تصانیف کی تعداد ۵۶ ہے (تفصیل ملاحظہ ہو تذکرۃ الحفاظ ذہبی میں)۔

بہت دولتمند تھے، اہل علم اور علم کی خدمت میں بڑی بڑی رقیں خرچ کیں۔

عقائد میں مذہب ابوالحسن اشعریؒ کے پیرو تھے جو بقول امام سبکی محدثین کا مذہب قدیم و حدیثی رہا ہے۔

ایک بار شیخ ابواسحاق شیرازی کے درس میں حاضر ہوئے، شیخ نے ایک حدیث بحر بن کثیر السقا سے روایت کی، بعد روایت خطیب کی جانب متوجہ ہو کر کہا ان کی نسبت کیا کہتے ہو، کہا اجازت ہو تو حال بیان کروں، یسکر شیخ ان کے سامنے سنبھل کر شاگرد کی طرح بیٹھ گئے، خطیب نے اس شرح و بسط سے حال بیان کیا کہ اس کو سن کر شیخ ابواسحاق نے کہا کہ خطیب اپنے وقت کے دارقطنی ہیں۔

اکثر برس کی عمر پا کر ۶۳ھ میں انتقال کیا، نماز جنازہ ابوالحسن ابن المہتمی باللہ نے پڑھائی، شیخ ابواسحق شیرازی نے جنازہ کو کندھا دیا، حضرت بشر حافی کے پہلو میں دفن ہوئے

رضی اللہ عنہ، وفات سے پہلے کتابیں وقف کر دیں، مال و دولت خلیفہ کی اجازت لے کر تقسیم کر دی، چونکہ کوئی وارث نہ تھا، لہذا متروکہ حق بیت المال ہوتا، اجازت یوں ضروری تھی، (ماخوذ از تذکرۃ الحفا ظاہری و طبقات سبکی)۔

تاریخ خطیب جیسا کہ اوپر لکھا گیا تاریخ چودہ جلدوں میں ہے، مہر سے ۱۳۴۹ھ میں اشاعت شروع ہوئی، بغداد کے حالات و واقعات آغازِ بنیاد سے ۱۳۶۳ھ تک لکھے ہیں، اور یہ زمانہ جیسا کہ لوح کتاب پر بھی لکھا ہے، بغداد کی اقبال مندی کا زمانہ ہے، خطیب دیباچہ میں لکھتے ہیں۔

یہ کتاب مدینۃ السلام کی تاریخ ہے جس میں اس کے آبادی کا ذکر ہے، اس کے کبراہ ساکنین، واردین اور علماء کا تذکرہ ہے، اپنے علم و معرفت کی حد تک میں نے اس میں حالات لکھ دیئے ہیں؟

اس عہد کے دستور کے مطابق حالات و واقعات بسلسلہ روایت لکھے ہیں، سب سے اوّل بروایت یونس امام شافعیؒ کا قول لکھا ہے، یونس سے پوچھا تم بغداد گئے ہو، نفی میں جواب سکر فرمایا "ما رأیت الدنیا" تم نے دنیا نہیں دیکھی۔

تاریخ خطیب جس طرح بہترین زمانے کی تاریخ ہے، اسی طرح طرز بیان کے لحاظ سے مسلمان مؤرخین کی تصنیف کا اعلیٰ نمونہ ہے، الفاظ بقدر معانی استعمال کئے ہیں، عبارت آرائی و مدح طرازی کا نام نہیں، بیابان صاف اور متین ہے، جرح و تعدیل دونوں بے لاگ ہیں، اگرچہ بعض معرکۃ الآراء مقامات میں قوت فیصلہ کی کمی نمایاں ہے، محدثانہ روایات ہیں، ادبیانہ مبالغہ، منطقیانہ تذبذب پاس نہیں۔

روش تاریخ مروجہ طریقہ سے علیحدہ ہے، بجائے خلفاء و امراء کو مستقل موضوع قرار دے کر ان کے حالات بیان کرنے کے رجال تاریخ کا ذکر بترتیب حروف تہجی کیا ہے، اسی سلسلہ میں اپنے اپنے موقع سے خلفاء و امراء بھی آجاتے ہیں، رجال کے سلسلے میں ہر فن اور علم کے ماہرین مذکور ہیں، مفسرین و محدثین و فقہاء سے لے کر شعراء و مغنیین و اہل صنعت تک سب ہی کا ذکر ہے، اس طرح ۸۳۱ء مشاہیر رجال کا تذکرہ ہے۔

چونکہ یہ زمانہ مجتہدانہ قوت کا تھا اس لئے اکابرین اُمت سب ہی اس سلسلے میں آگئے ہیں،

مگر وہ حضرات جو بعد کو ہوتے۔ ابتدائی چند بابوں میں مختلف فقہی مسائل سے محدثانہ و فقیہانہ بحث کی ہے، مثلاً زمین بغداد کی بیع و شراہ اور اس کی پیداوار کا کیا حکم ہے، چونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سواد (عراق) کی زمین کو مسلمانوں کے حق میں وقف فرمادیا تھا اس لئے اس پر مالکانہ قبض و تصرف فقہاء کے ایک گروہ کے نزدیک ناجائز و مکروہ تھا، امام احمد بن حنبلؒ سے کسی نے تقوٰی کے متعلق کوئی مسئلہ پوچھا تو فرمایا، استغفر اللہ! میرے لئے ورع و تقوٰی کے مسئلے پر گفتگو کرنی درست نہیں اس لئے کہ میں بغداد کی پیداوار کھاتا ہوں، بشر بن الحارث (حافی) ہوتے تو وہ تم کو جواب دے سکتے، صلحاء کو اسی لئے بغداد کی سکونت میں کلام تھا، اس مبحث پر موافق و مخالف دونوں پہلوؤں سے بسیط بحث کی ہے، فیصلہ جواز کے حق میں دیا ہے، دوسرے باب میں یہ بحث ہے کہ حضرت عمرؓ نے ارض سواد فاتحین میں تقسیم کیوں نہیں فرمایا، اسی سلسلے میں عہد فاروقی کے بند و بست اراضی کا ذکر آتا ہے، جو حضرت عثمانؓ بن حنیف صحابی نے کیا تھا، اس بیان میں بند و بست شدہ اراضی کی شرح لگان، اقسام پیداوار، تعداد رقبہ سب کچھ آجاتا ہے، لگان صرف قابل زراعت اراضی پر تھا، مکانات وغیرہ پڑیکس نہ تھا، دوکانوں پڑیکس ہمدی خلیفہ نے لگایا، ۱۶۷ھ میں۔

اسی سلسلے میں ایک باب اُن روایتوں پر ہے جو عراق کی بُرائی پر ہیں اور بعد بیان ان کی تنقیح کر کے ضعیف قرار دیا ہے، اس کے بعد مناقب عراق اور اہل عراق کی صفات کا بیان کیا ہے، عراق کی آب و ہوا کے اعتدال کی تعریف ہے، اہل عراق کی عقل و اخلاق کی تعریف ہے، اس کے ساکنین کی خدمت حدیث کا بیان ہے، فرماتے ہیں کہ ”محدثین بغداد کا دامن وضع حدیث اور کذب روایت کی شہرت سے پاک ہے، بخلاف اہل کوفہ و خراسان کے کہ ان کے احادیث موضوعہ اور اسانید مصنوعہ پر جلدوں کی جلدیں لکھی گئی ہیں۔“ ایک قول لکھا ہے ”علم حجازی، اخلاق عراقی، طاعت شامی جب کسی شخص میں جمع ہوں تو وہ کامل ہے۔“ دوسرا قول اذا خرجت من العراق فالدنيا كلها رستاق۔ جب تم عراق سے نکل آئے تو ساری دنیا دیہات ہے، یوم جمعہ بغداد کا، تراویح مکہ کی، عید طرسوس کی مشہور تھی۔ بغداد اس مقام کا قدیم نام بغداد تھا، بغداد کی وجہ تسمیہ یہ لکھی ہے کہ بَغ اہل مشرق کے ایک بُت کا نام

تھا، داد بجنے عطیہ یعنی بے دیوتا کا بخشا ہوا، اسی لئے اگلے زمانے میں فقہاء اس نام کا استعمال کردہ خیال کرتے تھے، اب بغداد، بغداد شریف ہے، یہ ہے ارباب صلاح اور اہل دل کی گرمی تاثیر، بغداد کو بغداد اور بغداد بھی کہتے تھے دیکھا دآن اس میں ہندی کا لفظ خیرات کے معنی میں ہے) ایک تسمیہ میں بے کو باغ کا مخفف بھی بیان کیا ہے اور داد ایک آدمی کا نام۔ اس صورت میں نام بغداد تھا اس نام کے استعمال میں فقہاء کو کراہت نہ تھی۔

منصور نے جس موقع پر مدینۃ السلام آباد کیا وہاں اہل بغداد کا ایک مزرعہ تھا جس کا نام المبارکہ تھا، ساٹھ آدمی اس کے مالک تھے، منصور نے ان کو معاوضہ دے کر رضا مند کیا اور اسی مقام پر نیا شہر آباد کیا، چونکہ یہ شہر دجلہ کے کنارے بسایا گیا اور دجلہ کا نام وادی السلام و قصر السلام تھا، اس مناسبت سے شہر جدید کا نام مدینۃ السلام رکھا گیا۔

خلافت بنی عباس جن اثرات کے تحت بنو امیہ کے مقابلے میں قائم و کامیاب ہوئی ان کا اقتضاء یہی تھا کہ اس کا دار الخلافہ و مرکز عراق میں ہوتا، اسی لئے عبداللہ السفاح اول خلیفہ عباسی (۱۳۲-۱۳۶ھ) نے دار الخلافہ پہلے کوفہ میں بنا کر اس کا نام ہاشمیہ رکھا، ۱۳۷ھ میں انبار کو دار الخلافہ قرار دے کر ہاشمیہ سے موسوم کیا، وہیں سفاح کی وفات و تدفین ہوئی اور وہیں منصور کی بیعت۔ (معجم البلدان)

مدینۃ السلام کی بنیاد ۱۳۵ھ میں رکھی گئی، ۱۳۶ھ میں شاہی عمارتوں کا اس حصہ تیار ہو گیا کہ منصور مع لشکر اور خزانے کے ہاشمیہ سے منتقل ہو کر وہاں آگیا، سلسلہ تعمیر ۱۳۹ھ تک جاری رہا۔ سنہ مذکور میں چار دیواری تیار ہونے پر کام ختم ہو گیا، مصارف تعمیر چالیس لاکھ آٹھ سو درم ہوئے، طریقہ تعمیر یہ تھا کہ اول تمام ممالک خلافت سے ہر قسم کے کاریگر مثلاً انجینیر (مہندس)، معمار، نجار، لوہار وغیرہ فراہم کئے گئے ان کی تنخواہیں مقرر کیں، اس طرح ہزاروں آدمی جمع ہونے پر انجینیروں کو اپنا ذہنی نقشہ سمجھایا، انھوں نے اس کے مطابق داغ بیل کی، شہر کا نقشہ مدور قرار دیا گیا، اس اہتمام سے تعمیر شروع ہو کر پانچ سال میں ختم ہو گئی، عجیت کا اثر یہ بھی تھا کہ ساعت تو بخت منجم نے تجویز کی، یہاں تعمیر کے ضمن میں بہت سے مفید مباحث آجاتے ہیں، مثلاً معماروں وغیرہ کی شرح تنخواہ، اس کی مناسبت

سے اس عہد میں اجناس کا نرخ مدینۃ السلام کی پیاوش، اس کے دروازے، مساجد، پل، مقابر، نہریں، وغیرہ۔

تعمیر کے بعد جو ترمیمیں خود منصور نے کیں ان کا ذکر ہے، بازار پہلے محلّات شاہی کے زیادہ قریب تھے، دور ہٹا کر آباد کئے گئے، اس طرح کرخ کی آبادی وجود میں آتی، سڑکیں چوڑی کی گئیں، سب سے زیادہ چوڑی سڑک چالیس زراعہ (ہاتھ) چوڑی تھی، تقریباً ۷ فٹ کرخ کے بعد رصافہ و بعد ہمدی کے لئے آباد کیا، یہ ۵۴ھ کا واقعہ ہے، اسی طرح عہد بعد کے اضافے بیان کئے ہیں، اسی ضمن میں عروج و شکلات کا وہ منظر سامنے آجاتا ہے جب کہ المقتدر کے عہد (۳۵۰ھ) میں سفیر روم کی آمد میں شہر آراستہ کیا گیا تھا، تفصیل کا شوق ہے تو اصل کتاب دیکھو۔

ان مقابر کے بیان میں جو علماء و صلحا کے لئے مخصوص تھے جداگانہ مستقل باب ہے، سب سے اول مقابر قریش کا بیان ہے جہاں حضرت موسیٰ کاظمؑ کا مزار تھا (یہی مقام اب کاظمین ہے) ابو علی الخلال کا قول نقل کیا ہے، ما اہمّنی امر فقصت قبر موسیٰ بن جعفر فتوسلت به الا سهل اللہ تعالیٰ لی ما احبّ، جب مجھ کو کوئی مشکل پیش آتی اور میں موسیٰ بن جعفرؑ کی قبر پر حاضر ہو کر ان کے توسل سے دُعا کرتا تو اللہ تعالیٰ میری مراد بر لاتا۔

باب حرب کے مقبرے میں امام احمد بن حنبلؒ اور حضرت بشر حافیؒ مدفون تھے، اسی سلسلے میں دو روایتیں ہیں، امام احمد بن حنبلؒ کی وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا کہ ہر قبر پر ایک قندیل روشن ہے، پوچھا یہ کیا ہے، جواب ملا تم کو معلوم نہیں، امام احمد بن حنبلؒ کی آمد کے سلسلے میں یہ قبریں پڑھ ہوئی ہیں، جو عذاب میں تھے ان پر رحم فرمایا گیا، خاکسار کہتا ہے کہ جو ائمہ و امام کا استقبال اسی شان سے ہوتا تھا، رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

دوسری روایت حضرت بشر حافیؒ کے وصال کے متعلق ہے، ایک راوی کا بیان ہے کہ میں نے اپنے ایک پڑوسی کو بعد وفات دو محلّے پہنچتے ہوئے دیکھا، استفسار پر کہا کہ ہمارے قبرستان میں بشر بن الحارث دفن ہوئے ہیں، اس سلسلے میں تمام اہل مقبرہ کو دو دو محلّے عطا ہوتے ہیں، قدس سرہ۔

حضرت معروف کرخیؒ کی قبر باب الذیر کے مقبرے میں تھی، اس کی نسبت لکھا ہے، قبر معروف کرخیؒ لجرب لقضاء الحوائج۔ سو مرتبہ قل هو اللہ پڑھ کر جو دعاء ان کے قبر کے قریب کیجا مقبول ہوتی ہے۔

مقبرہ خیزران میں محمد بن اسحقؒ مصنف سیرۃ مدفون تھے، نیز امام اعظم ابو حنیفہؒ۔ امام اعظمؒ کی قبر کے متعلق امام شافعیؒ کی ایک روایت لکھی ہے، علی بن میمون (شاگرد امام شافعیؒ) روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے شافعیؒ نے کہا، انی لا تبرک بآبی حنیفۃ واجی الی قبرہ فی کل یوم یعنی زائرؑاً فاذا عرّضت لی حاجۃ صلیت رکعتین وجئت الی قبرہ وسألت اللہ تعالیٰ الحاجۃ عندک فما تبعد عنی حتّٰی تقضی، میں ابو حنیفہؒ کے توسل سے برکت حاصل کرتا ہوں، ہر روز ان کی قبر کی زیارت کو جاتا ہوں، جب کوئی حاجت پیش آجاتی ہے دو رکعت نماز پڑھ کر ان کی قبر کے پاس اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں، دعا کے بعد مراد برآنے میں دیر نہیں لگتی،

۱۵ زیارت قبر کے موقع پر زائر کے لئے اپنے اور میت کے حق میں دعا کرنا مسنون ہے، چنانچہ اس سلسلہ میں بکثرت روایتیں کتب حدیث میں منقول ہیں۔ امام شافعیؒ کا یہ واقعہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ شیخ ابن تیمیہؒ اپنی افتاء طبع کی بنا پر ناحق اس واقعہ کی تکذیب کے دہانے ہیں ملاحظہ ہو اقتضاء الصراط المستقیم ص ۲۴۳ و ۲۴۴ طبع مصر ۱۳۶۹ھ) اور شیخ موصوف کی کورانہ تقلید میں ہمارے دور کے بعض علماء اہل حدیث بھی اس واقعہ کو جھٹلانے کے لئے بری طرح پیچھے پڑے ہیں۔ حالانکہ محدث کوثری نے "محقق القول فی مسئلۃ التوسل" میں اس واقعہ کی سند کو صحیح بتایا ہے۔ اور خود حافظ خطیب بغدادی کی طبیعت امام اعظم (رضی اللہ عنہ) کے فضائل و مناقب کے سلسلہ میں کسی ایسی روایت کے بیان کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی کہ جس کی سرے سے کوئی حقیقت نہ ہو۔ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں وہاں کے علماء و اولیاء کے مقابر کے حالات میں ایک مستقل عنوان قائم کیا ہے جس کے الفاظ ہیں باب ما ذکر فی مقابر بغداد المخصوصۃ بالعلماء والزہاد اور پھر اس عنوان کے تحت وہاں کے مشہور مقبروں کا تفصیل کے ساتھ تعارف کرایا ہے جو کچھ بیان کیا ہے اس کی اسناد بھی ساتھ ہی نقل کر دی ہے، امام شافعیؒ کا یہ واقعہ بھی موصوف نے با اسناد ہی نقل کیا ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ اس اسناد کے راویوں میں سے اکثر حضرات کا ترجمہ خود انھوں نے تاریخ بغداد میں لکھا ہے اور ان کی توثیق بھی کی ہے۔ چنانچہ اس روایت کے پہلے راوی حسین میمری کے متعلق لکھتے ہیں دکان صمد وقاد وہ سچے تھے (ج ۸ ص ۷۹) اور دوسرا راوی عمر بن ابراہیم ابو حفص مقرئ کے متعلق ان کی تصریح ہے دکان ثقہ (وہ ثقہ تھے) (ج ۱۱ ص ۲۶۹) اور تیسرا راوی کرم بن احمد کے بارے میں فرماتے ہیں دکان ثقہ (ج ۱۳ ص ۲۲۱) اور اسکے آخری راوی علی بن میمون کا تذکرہ حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب التہذیب میں لکھا ہے اور ان کو ثقہ کہا تہذیب ج ۲ ص ۳۸۹۔ یہ واضح ہے کہ قاضی ابوبکر کرم بن احمد نہایت ثقہ ہیں اور محدث حاکم نیشابوری صاحب المستدرک علی الصحیحین کے کیا شیوخ میں (باقی ط ۱۹ پر)

یہ بیانات جلد اول کے صفحہ ۱۲۷ تک چلے جاتے ہیں، اس کے بعد مدائن کا ذکر بوجہ قرب تمام آتا ہے، ذکرِ مدائن تقریب ہو جاتا ہے، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذکر کی جن کے قدوم سے مدائن مشرف ہوا، ان حضرات کی تعداد پچاس ہے، اسی شرف کی وجہ سے مدائن کا ذکر دیگر قصبات متصلہ بغداد، مثلاً نہروان، انبار وغیرہ سے پہلے کیا ہے۔

سب سے اول ذکر ہے حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کا، سب سے آخر میں عبداللہ بن الحارث کا، ذکرِ مدائن بھی باعث ہوا ہے تاریخِ خطیب میں حضرات صحابہؓ کے ذکر مبارک کے آنے کا، ورنہ بغداد میں کسی صحابی کی آمد ثابت نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دفن کی بحث بسط ہے، راوی نے امام ابو جعفر محمد بن علی (امام باقرؑ) سے پوچھا کہ حضرت علیؑ کہاں دفن ہوئے؟ تو کہا بالکوفة لیلاً وقد غبی عنی دفنہ، کوفہ میں شب کو اور مجھ کو ان کی قبر کا حال نہیں معلوم، محمد بن سعد کی روایت ہے کہ کوفہ میں مسجد جامع کے قریب قصر الامارة میں دفن ہوئے۔

عبدالملک راوی کا بیان ہے کہ میں حافظ ابونعیم کے پاس بیٹھا تھا کہ کچھ سواروں سے گزرے، میں نے کہا یہ لوگ کہاں جاتے ہیں، کسی نے کہا علی بن ابی طالب کے مزار کو جاتے ہیں، حافظ ابونعیم نے میری طرف مخاطب ہو کر کہا کن بو انقلہ ابنہ الحسن الی المدینۃ، یہ لوگ کاذب ہیں، ان کو ان کے بیٹے حسنؑ نے مدینہ منتقل کر دیا ہے، شریک کا یہ قول حدیث بغوی میں ہے، نقلہ واللہ الحسن ابن علی الی المدینۃ، واللہ حسن بن علیؑ نے ان کو مدینہ منتقل کر دیا، اس مضمون کی اور متعدد

دبقیہ ماشیہ (۲۵) ان کا شمار ہے۔ چنانچہ مستدرک میں حاکم نے ان سے بکثرت روایتیں کی ہیں اور جابجا ان کی روایات کو صحیح کہا ہے اور حاکم کی تصحیح کو حافظ ذہبیؒ نے بھی تلخیص مستدرک میں قبول کیا ہے (ملاحظہ ہو مستدرک حاکم ج ۱- ص ۱۳ و ۲۵۹ و ۳۲۲ و ۴۱۵ و ۴۲۳ و ۵۱۱ و ج ۲- ص ۹۲ و ۱۲۱ و ۱۵۴ و ۲۵۱ و ۵۰۳ و ج ۳- ص ۶۲ و ۱۳۰ و ۴۹ و ۱۵۵ و ۲۵۴ و ۳۲۶ و ج ۴- ص ۱۲۱ و ۱۴۱ و ۱۶۲ و ۱۸۲ و ۲۰۹ و ۲۱۰ و ۲۴۸ و ۳۲۶ و ۴۲۶ و ۴۷۸) اس لئے دارقطنی کی کسی عبارت کا اس سلسلہ مطلب سمجھ کر ان کو مجرد قرار دینا بڑی نادانی اور جسارت ہے۔ (محمد عبدالرشید نعمانی)

روایتیں ہیں۔

حافظ ابو نعیم سے خطیب نے روایت کی ہے کہ ابو جعفر الحضری مطہرین اس کے منکر تھے کہ جو مصنوعی قبر کو فے کی بلندی پر ہے وہ حضرت علی رضی کی قبر ہو، اور یہ بھی کہتے تھے کہ شیعوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ قبر کس کی ہے تو وہ سنگسار کر دیں گے، یہ قبر مغیرہ بن شعبہ رضی کی ہے، اگر یہ قبر علی رضی کی ہوتی تو میں اس کو اپنا لجاؤ ماوی بنالیتا۔

حضرت امام حسین رضی کی قبر کے متعلق لکھا ہے، احمد بن سعید الحمال سے روایت ہے، سالت ابانعم عن زیارة قبر الحسین فکانہ انکران یعلم ان قبرہ۔ میں نے ابو نعیم سے زیارة قبر حسین رضی کی بابت دریافت کیا تو ان کے بیان سے ایسا معلوم ہوا کہ ان کو اس کا علم نہ تھا کہ ان کی قبر کہاں ہے، صحابہ کرام رضی کے ذکر کے سلسلے میں پانچواں نمبر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ذکر کا ہے، اثنائے ذکر میں لکھا ہے، حضرت عمر رضی نے ان کو کوفہ قرآن اور شرائع و احکام کی تعلیم کے لئے بھیجا، فبث عبد اللہ فیہم علما کثیرا وفقہ منہم جامع غفیرا، کوفہ پہنچ کر عبداللہ رضی نے کوفیوں میں بکثرت علم پھیلایا، اور ایک گروہ کثیر ان کی تعلیم سے فقیہ بنا، خاکسار کہتا ہے کہ یہی علم فقہ حنفی کی بنیاد ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی کے اخلاق اسلامی کی وسعت کا ایک واقعہ اس زمانہ میں شمع ہدایت بن سکتا ہے، علقمہ رضی راوی ہیں کہ میں عبداللہ بن مسعود رضی کے ساتھ مدینہ نکلا، راستے میں ایک مجموعی بھی ہمارے ساتھ ہو لیا، آگے چل کر عبداللہ بن مسعود رضی کسی ضرورت سے ہم سے الگ ہو گئے، واپس آئے تو مجموعی دوسرے راستے پر جا چکا تھا، یہ دیکھ کر اس راستے پر جا کر اس سے ملے اور سلام کیا، اور فرمایا، ان للصحة حقا رفاقت کا بڑا حق ہے، کاش اس واقعے کو سن کر ہمارے سینے کشادہ ہو جاتیں۔

تراجم | صحابہ کرام کا ذکر ص ۲۱۲ پر ختم ہونے پر کتاب اپنے موضوع کی طرف رجوع کرتی ہے، اور اہل بغداد کا ذکر شروع ہوتا ہے، خطیب لکھتے ہیں :-

”اس سلسلے میں خلفاء، اشراف، کبار، قضات، فقہاء، محدثین، قراء، زہاد، صلحاء، متادین،

شعراء اہل مدینۃ السلام کا ذکر ہے، اہل مدینۃ السلام سے وہ مراد ہیں جو وہاں پیدا ہوئے یا دوسری

جگہ سے آکر دہاں بسے، ان کا بھی ذکر ہے جو بغداد چھوڑ کر دوسری جگہ فوت ہوئے، وہ بھی مذکور ہیں جو اس کی نواحِ قریب میں ساکن تھے یا دہاں آکر رہے، ان کی کنیت، ان کا نسب، مشہور واقعات، حسب اخبار نیک، مدۂ عمر، تاریخ وفات، حالات بقدر اپنی معرفت و علم کے درج کئے ہیں، اسی کے ساتھ ان کے متعلق شائد صح و ذم و قدح، قبول و رد اور تعدیل و جرح کے جو الفاظ محفوظ ہیں وہ نقل کر دیتے ہیں، اور حروفِ معجم کی ترتیب ملحوظ ہے، تاکہ مطلب باسانی حاصل ہو سکے، بعض اوقات کسی بلند پایہ کتاب میں کوئی اہم مضمون نظر سے گزرادوسرے وقت تلاش کیا، بہت وقت صرف کیا، نہ ملا، چھوڑ دیا، حالانکہ ضرورت و حاجت باقی رہی، اسی لئے حروفِ تہجی کی ترتیب اختیار کی۔

نام مبارک سے برکت حاصل کرنے کے لحاظ سے اول ان صاحبوں کا ذکر ہے جن کا نام محمد تھا، اس کے بعد حروفِ تہجی کی پابندی کی ہے، اسی ضمن میں حافظِ تیمیج کا قول نقل کیا ہے کہ طالبِ حدیث پر لازم ہے کہ سب سے اول اپنے شہر کی کتبِ حدیث اور ان کے مؤلفین کے حال سے آغاز کرے، ان کی فہم میں ملکہ تاملہ ہم پہنچائے جس سے صحیح و سقیم وغیرہ کی معرفت تاملہ حاصل ہو، اس کے بعد دوسرے شہروں کو لے۔

رجالِ تذکرہ کے حالات کے ضمن میں بڑے بڑے علمی دقائق و مباحث مجتہدانہ و محدثانہ قوت کے ساتھ حل ہوتے جاتے ہیں، جن سے علماء استفادہ کر سکتے ہیں، کاش اہلِ مطبع مطالب کی فہرست بھی مرتب کر سکتے، جس طرح یورپ میں ہوتا ہے۔

اہم مبارک سے مستفی مشاہیر کے ۱۵۷۹ تذکرے تین جلدوں میں آئے ہیں، چوتھی جلد احمد نامی مشاہیر سے شروع ہوتی ہے،

ابو حنیفہ

النعمان بن ثابت

ابو حنیفہ النعمان بن ثابتؓ

النعمان بن ثابتؓ، ابو حنیفہ تہمی امام اصحاب الراۓ، فقیہ اہل عراق، انس بن مالکؓ کو دیکھا، عطاء بن ابی رباح، نافع مولیٰ ابن عمر، حماد بن ابی سلیمان، ہشام بن عروہ، علقمہ بن مرثد وغیرہم سے سماعت حدیث کی، عبداللہ بن المبارک، وکیع بن الجراح، یزید بن ہارون، ابو یوسف القاضی، محمد بن حسن وغیرہم نے اُن سے روایت کی۔

نسب کی بابت منجملہ دیگر مختلف روایتوں کے امام صاحب کے پوتے اسمعیل بن حماد کی روایت ہے کہ ہم ابنائے فارس سے ہیں، غلامی نے کبھی ہم کو مس نہیں کیا، (اہل البیت اور ی ہما فی البیت، شروانی) ولادت ۸۰ھ، حلیہ میاں قد خوش رو، خوش لباس، عطر کا استعمال بکثرت کر کے مکان سے برآمد ہونے پر فضا معطر ہو جاتی، نیک صحبت، بڑے کرم کرنے والے، اپنے بھائیوں کے دلی غمخوار، خوش بیانی میں فائق، شیریں آواز، بلند ہمت،

علم | فقہ خاص کر سیکھی، حماد بن ابی سلیمان کے حلقہ درس میں ان کے سوا کوئی اور استاد کے سامنے نہ بیٹھتا، دس برس ان کی صحبت میں رہے، ایک موقع پر اپنی جگہ ان کو بیٹھا کر حماد باہر گئے، یہ لوگوں کے سوالوں کا جواب دیتے رہے، ایسے مسئلے بھی آتے جو استاد سے نہ سنے تھے، استاد کی واپسی پر مسائل مذکور

۱۵ واضح ہو کہ خطیب بغدادی نے امام صاحبؓ کے حال میں پورے سوا صفحے لکھے ہیں، مضمون ذیل میں مذاقِ حال کے مناسب مبالغہ آمیز اقتباس کر کے لکھے گئے ہیں (شروانی) ۱۶ دیکھو اس کی تائید میں تذکرۃ الحفاظ امام ذہبیؒ جلد اول، تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر العسقلانیؒ، البحر العاشر، مرآۃ الجنان امام یافعیؒ، امام یافعیؒ چار صحابہ کرامؓ کی روایت کے قائل ہیں (شروانی)

۱۷ جناب محشی کو غالباً یافعیؒ کی عبارت کے سمجھنے میں غلط فہمی ہوئی، علامہ یافعیؒ حضرت انسؓ کو دیکھنے کے قائل ہیں، لیکن کسی صحابی سے امام صاحبؓ کی روایت حدیث کے قائل نہیں۔ (محمد عبدالرشید نعمانی)۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ لفظ روایت جو کاتب کی غلطی سے روایت لکھا گیا اور یہ نہیں ہو گیا (ناشر)

خدمت میں پیش کئے جو ٹٹاٹھ تھے، اُستاد نے چالیس سے اتفاق کیا، بیس سے اختلاف، شاگرد نے قسم کھائی کہ ساری عمر حاضر رہوں گا، چنانچہ اُستاد کی وفات تک ساتھ رہے، کل زمانہ رفاقت اٹھارہ برس تھا، اُستاد کے بیٹے اسمعیل کہتے ہیں کہ ایک بار والد سفر میں گئے اور کچھ دن باہر رہے، واپسی پر میں نے پوچھا، آبا جان! آپ کو سب سے زیادہ کس کے دیکھنے کا شوق تھا؟ ان کا خیال تھا کہ میں گے بیٹے کے دیکھنے کا، کہا ابو حنیفہ کے دیکھنے کا، اگر یہ ہو سکتا کہ میں کبھی نگاہ ان کے چہرہ سے نہ اٹھاؤں تو یہی کرتا۔

محمد بن فضیل عابد بلخی نے روایت کی ہے کہ ابو حنیفہ نے بیان کیا کہ میں امیر المؤمنین خلیفہ (ابو جعفر) منصور کے پاس گیا تو پوچھا تم نے علم کس سے حاصل کیا، میں نے کہا حماد سے، انھوں نے ابراہیم نخعی سے، انھوں نے عمر بن الخطاب، علی بن ابی طالب، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباسؓ سے، منصور نے سُن کر کہا، خوب خوب، ابو حنیفہ تم نے بہت مضبوط علم حاصل کیا، وہ سب کے سب طیبین و طاہرین تھے، سب پر اللہ کی درود۔

دوسری روایت میں ہے کہ خلیفہ منصور سے عیسیٰ بن موسیٰ نے کہا کہ یہ (ابو حنیفہ) آج دنیا کے عالم ہیں، پوچھا نعمان! علم کس سے حاصل کیا، جواب دیا، اصحابِ عمرؓ سے عمرؓ کا، اصحابِ علیؓ سے علیؓ کا، اصحابِ عبداللہؓ سے عبداللہؓ کا، اور ابن عباسؓ کے زمانہ میں اُن سے بڑھ کر عالم روستہ زمین پر نہ تھا،

اعمش نے ایک بار ابو یوسفؒ سے پوچھا تمھارے رفیق ابو حنیفہؒ نے عبداللہؓ کا قول "حق الامۃ طلاقہا" کیوں ترک کیا، جواب دیا کہ اس حدیث کی بنیاد پر جو آپ نے بواسطہ ابراہیم واسود عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ بریرہؓ جب آزاد کی گئیں تو ان کو اختیار دیا گیا، اعمشؒ یہ سُن کر تعجب میں رہ گئے اور کہا ابو حنیفہؒ بہت زیرک ہیں، ان اباحنیفہ لفظ۔

عبادت و رِع | عبداللہ بن المبارک کا قول ہے کہ میں نے کوفہ پہنچ کر پوچھا کہ کوفہ والوں میں سب سے زیادہ پارسا کون ہے، لوگوں نے کہا ابو حنیفہؒ، ان کا یہ بھی قول ہے کہ میں نے ابو حنیفہؒ سے زیادہ کوئی پارسا نہیں دیکھا، مارِ ایتِ احمد اودع من ابی حنیفہ۔ تیسرا قول ہے کہ میں نے کسی کو ابو حنیفہؒ سے

زیادہ پارسا نہیں پایا، حالانکہ دروں سے، مال و دولت سے اُن کی آزمائش کی گئی اپنے زمانہ میں امام حج کے سب سے زیادہ عابد و پارسا ہونے کی تائید میں اور بھی متعدد قول خطیب نے نقل کئے ہیں۔

سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ ہمارے وقت میں کوئی آدمی مکہ میں ابوحنیفہ رحمہ سے زیادہ نماز پڑھنے والا نہیں آیا، اُن کا یہ بھی قول ہے کہ وہ نماز اول وقت ادا کرتے تھے۔

ابو مطیع کا قول ہے کہ میں قیام مکہ کے زمانے میں رات کی جس ساعت میں طواف کو گیا ابوحنیفہ رحمہ اور سفیان ثوری کو طواف میں مصروف پایا، ابو عاصم کا قول ہے کہ کثرت نماز کی وجہ سے ابوحنیفہ رحمہ کو لوگ میخ (دند) کہنے لگے تھے۔

نشب بیداری قرآن خوانی | یحییٰ بن ایوب الزاہد کا قول ہے کہ کان ابوحنیفۃ لا ینام اللیل، ابوحنیفہ رحمہ شب بیدار تھے، اسد بن عمرو کا قول ہے کہ ابوحنیفہ رحمہ شب کی نماز میں ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کر دیتے تھے، ان کے گریہ و زاری کی آواز سنکر پڑوسیوں کو رحم آنے لگتا تھا، ان کا یہ بھی قول ہے کہ یہ روایت محفوظ ہے کہ انھوں نے جس مقام پر وفات پائی، وہاں سات ہزار کلام مجید ختم کئے تھے۔

ابو الجویریہ کا قول ہے کہ صحبت حماد بن ابی سلیمان و محارب بن دثار و علقمہ بن مرثد و عون بن عبد اللہ و صحبت ابی حنیفۃ فما کان فی القوم رجل احسن لیلاً من ابی حنیفۃ، لقد صحبت اشھما فما منها لیلة وضع فیھا جنبہ۔ میں حماد بن ابی سلیمان، محارب بن دثار، علقمہ بن مرثد اور عون بن عبد اللہ کی صحبت میں بیٹھا ہوں اور ابوحنیفہ رحمہ کی صحبت میں بھی رہا ہوں، میں نے اس جماعت میں کسی کو ابوحنیفہ رحمہ سے بہتر شب گزار نہیں پایا، میں مہینوں ان کی صحبت میں رہا، اس تمام زمانے میں ایک رات بھی پہلو لگاتے نہیں دیکھا۔

مسعر بن کرام کا قول ہے کہ میں ایک رات مسجد میں داخل ہوا کہ کسی کے قرآن پڑھنے کی آواز کان میں آئی، جس کی شیرینی دل میں اثر کر گئی، جب ایک منزل ختم ہوئی تو مجھ کو خیال ہوا کہ اب رکوع کریں گے، انھوں نے ایک تہائی قرآن پڑھ لیا، نصف ختم کیا، اسی طرح پڑھتے رہے کہ کلام مجید ایک رکعت میں ختم ہو گیا، میں نے دیکھا تو وہ ابوحنیفہ رحمہ تھے، خارجہ بن مصعب کہتے ہیں کہ خاند کعبہ میں چار اماموں نے پورا

قرآن پڑھا ہے عثمان بن عفان، عتیم داری، سعید بن جبیرؓ اور ابو حنیفہؓ۔

زائدہ کہتے ہیں کہ ایک رات میں نے ابو حنیفہؓ کے ساتھ عشاء کی نماز مسجد میں پڑھی، آدمی نماز پڑھ کر چلے گئے، ابو حنیفہؓ کو معلوم نہ ہوا کہ میں مسجد میں ہوں، حالانکہ تنہائی میں ایک مسئلہ میں اُن سے پوچھنا چاہتا تھا، انھوں نے کھڑے ہو کر نماز میں قرآن مجید پڑھنا شروع کیا، میں انتظار میں کھڑا سنتا رہا کہ فارغ ہوں تو مسئلہ پوچھوں، پڑھتے پڑھتے جب اس آیت پر پہنچے رَفَعَتِ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَذَقْنَا عَذَابَ السَّمُومِ تو اس کو بار بار پڑھنا شروع کیا، اسی آیت کی تکرار میں صبح ہو گئی، یہاں تک کہ مؤذن نے فجر کی اذان دیدی،

یزید بن الکمیت جو برگزیدہ لوگوں میں سے ہیں (دَوَّكَانَ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ) کہتے ہیں کہ ابو حنیفہؓ کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف شدید تھا، ایک رات امام نے عشاء کی نماز میں سورۃ اُذْذِلْ لَت پڑھی، ابو حنیفہؓ جماعت میں تھے، جب نماز ختم کر کے آدمی چلے گئے، تو میں نے دیکھا کہ ابو حنیفہؓ فکر میں غرق بیٹھے ہیں، تنفس جاری ہے، میں نے دل میں کہا چپکے سے اُٹھ چلو، ان کے شغل میں خلل انداز نہ ہو، چنانچہ قندیل روشن چھوڑ کر میں چلا آیا، اس میں تیل تھوڑا تھا، طلوع فجر کے وقت جب میں مسجد میں پھر آیا تو میں نے دیکھا کہ ابو حنیفہؓ اپنی داڑھی پکڑے کھڑے ہیں، اور کہہ رہے ہیں، یا من یجنی بمشقال ذرۃ خیر خیراً و یا من یجنی بمشقال ذرۃ شرّ شرّاً، اجر النعمان عبدک من النار و ما یقرب منها من السوء و اذخلہ فی سعة رحمتک، اے ذرہ بھرنیکی کا اچھا بدلہ دینے والے، اور اے ذرہ بھربرائی کا بدلہ دینے والے اپنے بندہ نعمان کو آگ سے اور اس کے لگ بھگ عذاب سے بچاؤ، اور اپنی رحمت کی فضاء میں داخل کیجیو، میں نے اذان دی، آکر دیکھا تو قندیل روشن تھی اور وہ کھڑے ہوئے تھے، مجھ کو دیکھ کر کہا کیا قندیل لینا چاہتے ہو، میں نے کہا صبح کی اذان دے چکا، کہا جو دیکھا ہے اس کو چھپانا، یہ کہہ کر صبح کی سنتیں پڑھیں، اور بیٹھ گئے، میں نے تکبیر کہی تو جماعت میں شریک ہوئے، ہمارے ساتھ صبح کی نماز اول شب کے وضو سے پڑھی۔

القاسم بن معن کا بیان ہے کہ ایک رات ابو حنیفہؓ نے نماز میں یہ آیت پڑھی (بَلِ السَّاعَةِ

موعدہم والساعة ادھی وامر) بلکہ ان کا وعدہ قیامت پر ہے، اور قیامت بڑی آفت اور بہت
تلخ ہے، تمام رات اس کو دہراتے رہے، اور شکستہ دلی سے روتے رہے۔

عبادتِ شب اور کلامِ اللہ کی تلاوت کے متعلق خطیب نے اور بھی بہت سی روایتیں لکھی ہیں،
نمونہ کے لئے اوپر کے بیان کافی ہیں، یہ بھی خیال ہے کہ ہم پست ہمت مردہ دل ان کو اپنے حال پر قیام
کر کے مبالغہ اور بے اصل تصویر نہ کر بیٹھیں۔

قیس بن ربیع کا قول ہے کہ ابو حنیفہؒ پر ہیزگار، فقیہ، محسودِ خلافت تھے، جو ان کے پاس
التجالیے جاتا اس کے ساتھ بہت سا سلوک کرتے، بھائیوں کے ساتھ بکثرت احسان کرتے، انہی کا قول
ہے کہ ابو حنیفہؒ مال تجارت بغداد بھیجتے، اس کی قیمت کا مال کو فہ منگواتے، سالانہ منافع جمع کر کے شیوخ
محدثین کے لئے ضرورت کی چیزیں خریدتے، خوراک اور لباس غرض جملہ ضروریات کا انتظام کرتے، اس سے
جو روپیہ بچتا وہ نقد جملہ سامان کے ساتھ یہ کہہ ان کے پاس بھیجتے کہ ”اس کو خرچ کرو اور سوائے اللہ
کے کسی کی تعریف نہ کرو اس لئے کہ میں نے اپنے مال میں سے تم کو کچھ نہیں دیا، یہ اللہ تعالیٰ کا تمھارے معاملہ میں
مجھ پر فضل ہے، کہ تمھاری قسمت کا نفع ہوا، یہ وہ فیض ہے، جو اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ سے تم کو پہنچاتا ہے،
یہ ظاہر ہے کہ جو اللہ بخشے اس میں دوسرے کی قوت کا کیا دخل ہو سکتا ہے۔“

ابو یوسفؒ کا قول ہے کہ ابو حنیفہؒ ہر سائل کی حاجت پوری کرتے تھے، ابو حنیفہؒ دربار کے عیو
سے ہمیشہ بچتے رہے، خلیفہ منصور نے ان کو بدعات تیس ہزار درہم دیئے، انکار میں برہمی کا اندیشہ تھا،
کہا امیر المؤمنین یمن بغداد میں غریب الوطن ہوں، اجازت دیجئے کہ خزانہ شاہی میں یہ رقم میرے نام سے
جمع ہوتی رہے، منصور نے منظور کیا، وفات تک یہ رقم خزانے میں رہی، بعد وفات جب منصور نے
یہ حال سنا اور یہ بھی سنا کہ امام صاحبؒ کی حفاظت میں لوگوں کے پچاس ہزار درہم امانت کے تھے جو
بعد وفات بخنسہ واپس دیتے گئے، تو اس نے کہا ابو حنیفہؒ میرے ساتھ چال چل گئے۔

امانت داری مسلم تھی، وکیع کا قول ہے کہ، کان واللہ ابو حنیفہ عظیم الامانۃ وکان اللہ
فی قلبہ جلیلاً وکبیراً، واللہ ابو حنیفہؒ بڑے امین تھے، اللہ تعالیٰ کی جلالت اور کبریائی ان کے دل میں

بھری ہوتی تھی، ان کا یہ بھی قول ہے کہ جب ابو حنیفہؒ اپنے بال بچوں کے لئے کپڑے بناتے تو انکی قیمت کے برابر صدقہ کر دیتے، اور جب خود دنیا کپڑا پہنتے تو اس کی قیمت کی برابر شیوخ علماء کے لئے لباس تیار کرتے، جب کھانا سامنے آتا تو اول اپنی خوراک کی مقدار سے دونا نکال کر کسی محتاج کو دیدیتے۔ صفائی معاملہ اس واقعہ سے معلوم ہوگی، ایک بار کپڑے کے تھانوں میں سے ایک تھان میں نقص تھا، اپنے شریک حفص کو ہدایت کی کہ جب یہ تھان بچو تو اس کا عیب بتا دینا، وہ بھول گئے، سارے تھان پرک گئے، یہ بھی یاد نہ رہا کہ عیب والا تھان کس کے ہاتھ فروخت کیا، ان کو معلوم ہوا تو سارے تھانوں کی قیمت خیرات کر دی، خود حفص کے بیٹے علی نے یہ روایت کی ہے۔

ابن صہیب کا قول ہے کہ ابو حنیفہؒ اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے:-

عطاء ذی العرش خیر من عطاء کو
وسیبہ واسع یرجی وینتظر
انتم یکدم ما تعطون مٹکو
واللہ یعطی بلامین ولا کدر

عرش کے مالک کی بخشش تمہاری بخشش سے بہتر ہے، اُس کا جود بہت وسیع ہے کہ سب اس امیدوار و منتظر ہیں، تمہاری بخشش کو تمہارا احسان جتنا مکرر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کی عطاء میں نہ احسان کھنا ہے نہ کدورت۔

و فور عقل زیر کی اور
باریک نظری
یہ عنوان خطیب نے مستقل قائم کیا ہے، عبد اللہ بن مبارک نے سفیان ثوری سے کہا کہ اے ابو عبد اللہ! ابو حنیفہؒ غیبت سے کسی قدر دور بھاگتے

ہیں، میں نے کبھی ان کو کسی کی غیبت کرتے نہیں سنا، واللہ ابو حنیفہؒ کی عقل اس سے بڑھ کر ہے، کہ وہ اپنی نیکیوں پر ایسی بلا مسلط کریں جو ان کو فنا کر دے۔

علی بن عاصم کا قول ہے کہ اگر ابو حنیفہؒ کی عقل روتے زمین کے آدھے آدمیوں کی عقل سے تو لی جاتے تو اس کا پلہ بھاری رہے گا، خارجہ بن مصعب نے ایک موقع پر ابو حنیفہؒ کے ذکر کے سلسلے میں کہا کہ میں نے ایک ہزار علماء دیکھے ہیں ان میں تین یا چار عاقل پاتے، ان میں سے ایک ابو حنیفہؒ ہیں، یزید بن ہارون کا قول ہے کہ میں نے بہت آدمی دیکھے کسی کو ابو حنیفہؒ سے زیادہ

عقل، زیادہ فاضل اور زیادہ پارسا نہیں پایا، محمد بن عبداللہ انصاری کا قول ہے کہ ابوحنیفہؒ کی عقل ان کے کلام، ارادہ، نقل و حرکت سے عیاں ہوتی تھی، کان ابوحنیفۃ یتبین عقلہ من منطقہ و مشیتہ و مدخلہ و مخرجہ۔

ایک بار ابوحنیفہؒ خلیفہ منصور کے پاس گئے، حاجب ربیع نے جس کو ان سے مخالفت تھی، کہا ابوحنیفہؒ حاضر ہیں جو خلیفہ کے دادا عبداللہ بن عباس کی مخالفت کرتے ہیں، ان کا قول تھا کہ قسم کھا کر انسان اگر ایک دن یا دو دن کے بعد استثناء کرے تو جائز ہے، یہ کہتے ہیں کہ نہیں وہی استثناء جائز ہوگا جو قسم کے ساتھ ساتھ کیا جائے، ابوحنیفہؒ نے کہا، امیر المؤمنین! ربیع کا خیال فاسد یہ ہے کہ آپ کی فوج پر آپ کی بیعت کی پابندی نہیں، اس لئے کہ وہ آپ کے سامنے عہد کرتے ہیں، گھر جا کر اس سے استثناء کر لیتے ہیں، لہذا بیعت کا حلف باطل ہو جاتا ہے، منصور یہ سن کر ہنس پڑا، اور کہا دیکھ ربیع! ابوحنیفہؒ کے منہ مت لگ، باہر نکل کر ربیع نے شکایت کی کہ تم نے تو میرا خون ہی بہا دیا تھا، ابوحنیفہؒ نے کہا تم نے میرے قتل کا سامان کیا تھا، میں نے تم کو بھی بچایا، اور اپنی جان بھی بچائی۔

عبداللہ بن المبارک کا قول ہے کہ میں نے حسن بن عمارہ کو دیکھا کہ ابوحنیفہؒ کی رکاب تھامے ہوئے کھڑے کہتے تھے، واللہ ہم نے کوئی انسان نہیں دیکھا کہ چوفقہ میں تم سے زیادہ بالغ النظر ہو یا زیادہ صابر ہو یا زیادہ حاضر جواب ہو، تم اپنے وقت کے مسلم پیشوا ہو، تم پر جو اعتراض کرتے ہیں وہ حاسد ہیں۔

حق پرستقامت | سہل بن مزاحم کا قول ہے کہ دنیا ابوحنیفہؒ کے قدموں پر گری، انھوں نے آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا، اس کے لینے پر کوڑوں کے ذریعہ سے مجبور کئے گئے، مگر قبول نہ کیا۔

دو مرتبہ ابوحنیفہؒ نے حق کی حفاظت پر جسمانی تکلیفیں برداشت کیں، اول مرتبہ بنو امیہ کے زمانے میں، جب ابن ہبیرہ عامل کوفہ نے کوفہ کی قضا کا عہدہ قبول کرنے پر ان سے اصرار کیا، انکار پر شو کوڑے لگوائے، بالآخر چھوڑ دیا، ہر روز دس کوڑے لگائے گئے، ایک دن کوڑے

لگنے کے دوران میں روتے، چھوٹنے کے بعد رونے کا سبب کسی نے پوچھا تو کہا کہ مجھ کو اپنی والدہ کے صندوق کا خیال آیا جو کوڑوں سے زیادہ ایذا رساں تھا، اس پر رویا، احمد بن حنبلؒ اپنی مصیبت کے بعد جب ابو حنیفہؒ کی مصیبت کا ذکر کرتے روتے اور ان کے لئے رحمت کی دعا کرتے، دوسری مرتبہ خلیفہ منصورؒ نے اسی عہد کے قبول کے لئے بغداد بلایا، اور اصرار کیا، ابو حنیفہؒ انکار کرتے رہے، خلیفہ نے قسم کھا کر کہا کہ کرنا ہوگا، انھوں نے انکار پر قسم کھائی، یہ بھی مکر رہوا، حاجب بیع نے موقع پا کر کہا کہ ابو حنیفہؒ امیر المؤمنین بار بار قسم کھاتے ہیں، پھر بھی تم انکار کئے جاتے ہو، جواب دیا، امیر المؤمنین کو قسم کا کفارہ دیدینا مجھ سے زیادہ آسان ہے، بالآخر منصورؒ نے قید کا حکم دیدیا، دوران قید میں ایک دن بلا کر پھر فرمائش کی، انھوں نے کہا "اصح الله امير المؤمنين ما انا اصل القضاة" خدا امیر المؤمنین کا بھلا کرے، میں عہدۂ قضاہ کی صلاحیت نہیں رکھتا، منصورؒ نے کہا تم جھوٹے جواب دیا خود امیر المؤمنین نے میری تصدیق کر دی، کہ مجھ کو جھوٹا کہا، اگر میں فی الواقع جھوٹا ہوں تو عہدۂ قضاہ کے قابل نہیں، اور اگر سچا ہوں تو میں کہہ چکا کہ مجھ میں یہ صلاحیت نہیں، منصورؒ نے یہ سُنکر پھر قید خانے بھیج دیا، اسی قید خانہ میں چھ دن علیل رہ کر شاہ میں وفات پائی، شہر بر سر کی عمر تھی، ابن جریرؒ نے خبر وفات سُنکر انا للہ پرٹھی، اور کہا ای علیہ ذہب، کیسا علم اٹھ گیا، فقہ ابو حنیفہؒ اس کا بھی مستقل باب ہے۔

حدیث :- لا تقوم الساعة حتى يظهر العلم کی تفسیر میں حسن بن سلیمان نے کہا ہے کہ وہ علم ابو حنیفہؒ کا علم ہے اور وہ شرح جو انھوں نے احادیث کی کی ہے، خلف بن ایوب کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ سے علم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا، آپؐ نے صحابہؓ کو پہنچایا، صحابہؓ نے تابعینؒ کو تابعینؒ کے بعد ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب کو ملا، اس پر کوئی خوش ہو یا ناراض ابن عیینہ کا قول ہے کہ میری آنکھ نے ابو حنیفہؒ کا مثل نہیں دیکھا۔

ایک موقع پر عبداللہ بن مبارک نے کہا ابو حنیفہؒ اللہ تعالیٰ کی ایک نشانی (آیت) تھے، کسی نے کہا خیر کی یا شر کی، کہا خاموش، شر کے واسطے غایت اور خیر کے واسطے آیت کا لفظ استعمال

ہوتا ہے، یہ کہہ کر یہ آیت پڑھی ”وجعلنا ابن مریم وامّہ ایتہ“ ابن مبارکؒ کا یہ قول بھی ہے، کوئی مجلس ابو حنیفہؒ سے زیادہ باوقار نہ تھی، اُن کی شان فقہاء کی تھی، نیک طریقہ، خوبصورت، خوش لباس تھے، ہم ایک روز جامع مسجد میں تھے، ایک سانپ ابو حنیفہؒ کی گود میں آپڑا، لوگ ڈر کر بھاگ گئے، ان کو میں نے دیکھا کہ بدستور بیٹھے ہے، سانپ کو جھٹک کر پھینکا دیا، اُن کا یہ قول بھی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے میری مدد ابو حنیفہؒ اور سفیانؒ کے ذریعے سے نہ کی ہوتی تو میں عام آدمیوں کی طرح ہوتا، لولا ان الله اغاثني بابي حنيفة وبسفیان كنت كسائر الناس۔

عبداللہ بن مسعود کے پڑوتے قاسم سے کسی نے کہا کیا تم ابو حنیفہؒ کے تلامذہ میں داخل ہونا پسند کرتے ہو، جواب دیا ان کی محفل سے زیادہ فیض رساں کوئی مجلس نہیں ہے، چلو تم بھی چل کر دیکھ لو، چنانچہ وہ شخص ان کے ساتھ گیا، مجلس میں بیٹھا تو وہیں کا ہور ہا اور کہا میں اس سے بہتر صحبت نہیں پاتی۔

عبداللہ بن المبارک کا قول ہے کہ میں اوزاعی سے ملنے شام گیا، بیروت میں اُن سے ملاقات ہوئی، مجھ سے کہا کہ اے خراسانی کوفہ میں یہ کون بدعتی پیدا ہوا ہے، یسکر میں مکان پر آیا، ابو حنیفہؒ کی کتابیں نکالیں اور ان میں سے چیدہ چیدہ مسائل چھانٹ کر نکالے، اس میں تین دن لگ گئے، تیسرے روز ان کے پاس پھر گیا، وہ مسجد کے مؤذن بھی تھے، امام بھی، میرے ہاتھ میں کتاب دیکھ کر کہا یہ کیا ہے، میں نے ہاتھ بڑھا کر حوالہ کر دی، انہوں نے ایک مسئلہ پر نظر ڈالی جس پر لکھا تھا، قال النعمان، اذان کہہ کر کھڑے کھڑے پہلا حصہ پڑھ لیا، پڑھ کر کتاب آستین میں رکھ لی، پھر تکبیر کہہ کر نماز پڑھی، نماز پڑھ کر کتاب نکالی اور سب پڑھ لی، دیکھ کر کہا یہ نعمان بن ثابت کون ہیں، میں نے کہا ایک شیخ ہیں، جن سے عراق میں ملاقات ہوئی تھی، کہا بڑی شان کے شیخ ہیں، جاؤ اور اُن سے بہت ساف فیض حاصل کرو، میں نے کہا یہ وہی ابو حنیفہؒ ہیں جن سے مجھ کو آپ نے روکا تھا،

مسعر بن کدام کا قول ہے، کوفہ میں صرف دو آدمیوں پر مجھ کو حسد (ریشک) ہے، ابو حنیفہؒ پر ان کے فقہ کی وجہ سے اور حسن بن صالح پر ان کے زہد کی وجہ سے، ابراہیم (بن زہر قان) سے روایت ہے کہ ایک بار ہم مسعر بن کدام کے پاس بیٹھے تھے کہ ابو حنیفہؒ وہاں سے گزرے، تھوڑی دیر ٹھہر کر مسعر کو سلام کیا، اور چلے گئے، کسی نے کہا ابو حنیفہؒ کس قدر جھگڑا لوہیں، یہ سنا کر مسعر سنبھل کر بیٹھ گئے، اور کہا، سمجھ کر بات کرو، میں نے ابو حنیفہؒ کو جس کسی سے بحث کرتے دیکھا، انہی کو غالب پایا۔

اسرائیل کا قول ہے کہ نعمان اچھے آدمی تھے، ان سے زیادہ کسی کو وہ حدیثیں یاد نہ تھیں جن میں فقہ ہے، نہ ان سے زیادہ کسی نے کاوش کی تھی، نہ ان سے زیادہ حدیث کی فقہ کا کوئی جاننے والا تھا، انھوں نے حدیثیں حماد سے یاد کی تھیں، اور خوب یاد کی تھیں، اسی لئے خلفاء و امراء و وزراء نے ان کی عزت کی، جو شخص فقہ میں ان سے بحث کرتا اس کی جان مشکل میں پڑ جاتی۔ مسعر کا قول تھا کہ جو کوئی اپنے اور اللہ کے درمیان ابو حنیفہؒ کو واسطہ کرے گا، مجھ کو امید ہے کہ اس کو خوف نہ ہوگا، اور اس نے احتیاط کا حق ادا کر دیا ہوگا۔

عبدالرزاق کا بیان ہے کہ ہم معمر کے پاس تھے کہ ابن المبارک پہنچے، ان کے آنے پر معمر نے کہا، میں کسی شخص کو نہیں جانتا جو فقہ پر ابو حنیفہؒ سے زیادہ معرفت کے ساتھ کلام کر سکے، یا ان سے زیادہ قیاس پر اور لوگوں کے لئے فقہ کی راہیں کھولنے پر قادر ہو، نہ میں نے ان سے زیادہ کسی کو اس پر خائف پایا کہ اللہ کے دین میں کوئی بات بے تحقیق داخل کریں۔ ابو جعفر (رازی) کا قول ہے کہ میں نے ابو حنیفہؒ سے زیادہ فقیہ اور پارسا کسی کو نہیں دیکھا۔

فضیل بن عیاض کا قول ہے، ابو حنیفہؒ مرد فقیہ تھے، فقہ میں معروف، پارسائی میں مشہور، بڑے دولتمند، ہر صادر و وارد کے ساتھ بہت سلوک کرنے والے، شب و روز صبر کے ساتھ تعلیم میں مصروف رہتے، رات اچھی گزارنے والے، خاموشی پسند، کم سخن، جب کوئی مسئلہ حلال یا حرام کا پیش آتا تو کلام کرتے، اور ہدایت کا حق ادا کر دیتے، سلطانی مال سے بھاگنے والے، ابن صباح نے ابن کرم کی خدمت پر

فضیل بن عیاض کا یہ قول اور زیادہ کیا ہے، جس وقت کوئی مسئلہ اُن کے سامنے آتا تو اس کے باب میں اگر کوئی صحیح حدیث ہوتی تو اس کی پیروی کرتے، اگرچہ وہ صحابہؓ یا تابعینؓ کی حدیث ہوتی ورنہ قیاس کرتے اور بہت اچھا قیاس کرتے۔

ابو یوسفؒ کا قول ہے، میں نے حدیث کے معنی یا حدیث کے فقہی نکات جاننے والا ابو حنیفہؒ سے زیادہ نہیں دیکھا، ان کا یہ بھی قول ہے کہ میں نے جس مسئلہ میں ابو حنیفہؒ سے مخالفت کی اور غور کیا تو مجھ کو معلوم ہوا کہ ان کا مذہب آخرت کی نجات کے واسطے زیادہ کارآمد تھا، میں اکثر حدیث کی جانب جھکتا حال یہ تھا کہ وہ حدیث صحیح میں مجھ سے زیادہ بصیرت رکھتے تھے، ان کا یہ بھی قول تھا کہ میں ابو حنیفہؒ کے لئے اپنے باپ سے پہلے دعا کرتا ہوں۔

حماد بن زید کا قول ہے کہ میں نے حج کا ارادہ کیا، اور ایوبؒ کے پاس رخصت ہونے گیا، انھوں نے کہا، میں نے سنا ہے کہ اہل کوفہ کے فقیہ، مرد صالح، یعنی ابو حنیفہؒ، اس سال حج کو آئیں گے، جب ان سے ملاقات ہو تو میرا سلام کہنا۔

ابو بکر بن عیاش کا قول ہے کہ سفیان کے بھائی عمر بن سعید کا انتقال ہوا تو سفیان کے پاس ہم تعزیت کیلئے گئے، مجلس آدمیوں سے بھری ہوئی تھی، عبداللہ بن ادریس بھی وہاں تھے، اسی عرصہ میں ابو حنیفہؒ مع اپنی جماعت کے وہاں پہنچے، سفیان نے ان کو دیکھا تو اپنی جگہ خالی کی، کھڑے ہو کر ان سے معانقہ کیا، اپنی جگہ اُن کو بٹھایا، خود سامنے بیٹھے، یہ دیکھ کر مجھ کو سخت غصہ آیا، ابن ادریس نے مجھ سے کہا، کمبخت دیکھتا نہیں، ہم یہاں تک بیٹھے رہے کہ آدمی متفرق ہو، گئے اب میں نے سفیان سے کہا کہ اے ابو عبداللہ! آج آپ نے ایک ایسا کام کیا جو مجھ کو بُرا معلوم ہوا، نیز ہماری دوسری ساتھیوں کو، پوچھا کیا بات، میں نے کہا، آپ کے پاس ابو حنیفہؒ آئے اُن کے لئے آپ کھڑے ہوئے، اپنی جگہ بٹھایا، ان کے ادب میں مبالغہ کیا یہ ہم لوگوں کو ناپسند ہوا، کہا تم کو یہ کیوں ناپسند ہوا، وہ علم میں ذی مرتبہ شخص ہیں، اگر میں اُن کے علم کے لئے نہ اُٹھتا تو ان کے سن و سال کیلئے اُٹھتا، اور اگر ان کے سن و سال کے لئے نہ اُٹھتا تو ان کی فقہ کے واسطے اُٹھتا،

اگر فقہ کے لئے نہ اٹھتا تو ان کے تقویٰ کے واسطے اٹھتا، راوی کا بیان ہے کہ انھوں نے مجھ کو ایسا ساکت کیا کہ جواب نہ بن آیا،

ابو مطیع کا قول ہے کہ میں نے کسی محدث کو سفیان ثوریؒ سے زیادہ فقیہ نہیں دیکھا، ابو حنیفہؒ ان سے بھی زیادہ فقیہ تھے، یزید بن ہرون نے اس سوال کے جواب میں کہ دونوں میں کون زیادہ فقیہ ہے، کہا سفیان ثوری حفظ حدیث میں بڑھے ہوئے ہیں، ابو حنیفہؒ فقہ میں، ایسا ہی ایک قول ابو عامر نبیل کا ہے۔

ابن المبارک کا قول ہے کہ اگر حدیث معلوم ہو اور رائے کی ضرورت ہو تو مالکؒ، سفیانؒ اور ابو حنیفہؒ کی رائے ماننی چاہیے، ابو حنیفہؒ کی نظر زیر کی میں ان سے بہتر اور باریک تر ہے، فقہ میں زیادہ گہری جاتی ہے، اور وہ ان تینوں میں زیادہ فقیہ ہیں۔ ان کا ان لا ترقد عرف واحتیج الی الراۃ فرأی مالک وسفیان وابی حنیفۃ، وابو حنیفۃ احسنہم وادقہم فطنۃ واغوصہم علی الفقہ ووافقہ الثلاثہ۔

محمد بن بشر کا قول ہے کہ میں ابو حنیفہؒ اور سفیان ثوریؒ دونوں کے پاس جاتا تھا، جب ابو حنیفہؒ کے پاس جاتا پوچھتے کہاں سے آئے، سفیان کا نام سن کر کہتے، تم ایسے شخص کے پاس سے آئے ہو کہ اگر آج علقمہ اور اسود زندہ ہوتے تو سفیان کے محتاج ہوتے، جب سفیان سوال کے جواب میں سنتے کہ ابو حنیفہؒ کے پاس سے آیا ہوں، تو کہتے تم ایسے شخص کے پاس سے آئے ہو جو روئے زمین پر سب سے زیادہ فقیہ ہے۔

عبداللہ بن داؤد الخریبی کا قول ہے، کہ اہل اسلام پر واجب ہے کہ نماز کے بعد ابو حنیفہؒ کے حق میں اس حفاظت کے صلے میں جو انھوں نے سنت اور فقہ کی کی ہے، دعائے خیر کریں۔
نضر بن شمیل کا قول ہے کہ لوگ علم فقہ سے غافل تھے، ابو حنیفہؒ کی عقدہ کشائی، تشریح و تلخیص نے چونکا دیا۔

یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ میں نے یحییٰ القطان کو کہتے سنا، ہم اللہ کا نام لے کر جھوٹ نہ بولیں گے

ہم ابو حنیفہؒ کی رائے میں سے اکثر چیزیں اختیار کر لیتے ہیں، یہ بھی ان کا قول یحییٰ بن معین نے نقل کیا ہے ہم خدا کا نام لے کر جھوٹ نہ بولیں گے، ابو حنیفہؒ سے بہتر رائے ہم نے کسی کی نہیں پائی، اور ہم نے ان کے اکثر اقوال اختیار کر لیتے ہیں، یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید (قطان) فتویٰ میں کو فیوں کے قول کی جانب جلتے تھے، اور کو فیوں کے اقوال میں سے ابو حنیفہ کا قول لیتے تھے، اور ان کے معاصروں میں سے ان کی رائے کا اتباع کرتے تھے۔

امام شافعیؒ کے حسبِ نیل اقوال فقہ حنفی کے متعلق نقل کئے ہیں۔

الناس عیال علیٰ ابی حنیفۃ فی الفقہ لوگ فقہ میں ابو حنیفہؒ کے محتاج ہیں۔

ما رأیت افقہ من ابی حنیفۃ میں نے ابو حنیفہؒ سے بڑھ کر فقیہ نہیں دیکھا،

جو شخص فقہ میں متبحر ہونے کا ارادہ کرے وہ ابو حنیفہؒ کا محتاج ہے۔

کان ابو حنیفۃ ممن وفق لہ ابو حنیفہؒ ان لوگوں میں سے تھے جن کو فقہ میں حق کے

الفقہ ساتھ موافقت بخشی گئی ہے۔

جو شخص فقہ سیکھنا چاہے اس کو ابو حنیفہؒ اور ان کے شاگردوں کا دامن پکڑنا چاہیے، اس لئے کہ سارا انسان

فقہ میں ابو حنیفہؒ کے محتاج ہیں۔

یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ میرے نزدیک قرأت حمزہ کی قرأت ہے اور فقہ ابو حنیفہ کی فقہ ہے۔

سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ میرا گمان یہ تھا کہ دو چیزیں کو فنی کے پل کے اُدھر نہ جائیں گی،

مگر وہ آفاق پر چھا گئیں، حمزہ کی قرأت، اور ابو حنیفہؒ کی رائے۔

جعفر بن الریبع کا قول ہے، پانچ سال میں ابو حنیفہؒ کے پاس رہا، اُن سے زیادہ خاموش

آدمی میں نے نہیں دیکھا، جب کوئی مسئلہ پیش آتا اس وقت کھلتے اور سیل دریا کی طرح رواں ہوتے۔

حکم بن ہشام الثقفی سے کسی نے ابو حنیفہؒ کی نسبت رائے پوچھی تو اُنھوں نے کہا ابو حنیفہ

کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلے سے نہیں نکالتے تھے جب تک کہ وہ خود اسی دروازہ

سے نہ نکل جاتے، جس سے وہ داخل ہوتا تھا، وہ بہت بڑے امین تھے، ہمارے سلطان نے چاہا کہ ان کو

خزانے کی کنجیاں سپرد کر دے، نہ مانتے کی صورت میں دروں کی دھمکی دی، آنکھوں نے انسانی عذاب کو بمقابلہ اللہ کے عذاب کے پسند کیا۔

ابن مزاحم کا قول ہے، ابو حنیفہؒ اکثر یہ کہا کرتے تھے، اللہم من ضاق بنا صدرک فان قلوبنا قد اتسعت له، بارالہا جو لوگ ہماری طرف سے تنگ دل ہیں، ہمارے دل ان کیلئے کشادہ ہیں۔ حسن بن زیاد اللؤلؤی کا قول ہے، میں نے ابو حنیفہؒ کو یہ کہتے ہوتے سنا ہمارا قول راتے ہے، اور وہ ہماری قدرت کی بہترین صورت ہے، جو اس سے بہتر بیان کرے، وہ ہم سے زیادہ باصواب ہے۔ وکیع کا قول ہے کہ ایک روز میں ابو حنیفہؒ کے پاس گیا تو وہ سر جھکاتے ہوئے غور کر رہے تھے، مجھ کو دیکھ کر کہا کہاں سے آئے، میں نے کہا، شریک کے پاس سے، یہ سن کر سر اٹھایا اور یہ شعر پڑھے۔

ان یحسدونی فانی غیر لا یتھمہم قلی من الناس اهل لفضل قد حسدا

فدام لی ولہم مابی وما بہم ومات اکثرنا غیظا بما یحسد

اگر لوگ مجھ پر حسد کرتے ہیں تو کریں میں ان کو ملامت نہیں کرنے کا، مجھ سے پہلے بھی انسانوں میں سے اہل فضل پر حسد کیا گیا ہے، وہ اپنے حال پر قائل رہیں، میں اپنے حال پر، ہم میں سے اکثر حالات پر غصہ کھا کر مر گئے ہیں، یہ بیان کر کے وکیع نے کہا کہ میرا گمان ہے کہ شریک کی طرف سے کوئی بات ابو حنیفہؒ کے کان تک پہنچی تھی۔

ایک اور قول جو اس موقع کے مناسب ہے ہم تالیخ خطیب کے ایک دوسرے مقام سے (امام ابو یوسفؒ کے حالات میں سے) یہاں نقل کرتے ہیں۔

ایک روز وکیع کی مجلس میں کسی نے کہا ابو حنیفہؒ نے خطا کی، وکیع نے کہا ابو حنیفہؒ کس طرح خطا کر سکتے ہیں، حالانکہ ابو یوسفؒ و زفر جیسے صاحب قیاس، اور یحییٰ بن ابی زائدہ اور حفص بن غیاث اور حبان اور مندل جیسے حافظان حدیث، اور القاسم بن معن سالفت اور ادب کا جاننے والا، اور داؤد الطائی اور فضیل بن عیاض جیسے زاہد و پارسا ان کے ساتھ ہیں، جسکے ایسے ہم نشین ہوں وہ غلطی نہیں کر سکتا، اگر کبھی غلطی کر جائے اسکے جلیس رد کر دینگے۔

جر ۵ | ۴۴ صفحات پر مناقب بیان کرنے کے بعد خطیب نے وہ اقوال لکھے ہیں جو امام صاحب کے خلاف کہے گئے ہیں، ان اقوال کو نقل کرنے سے پہلے خطیب نے یہ تمہید بیان کی ہے۔
 والمحفوظ عند نقلة الحديث عن الائمة المتقدمين وهو لاء المذکورين
 منهم في ابي حنيفة خلاف ذلك، وكل ما مهم فيه كثير لا مور شنيعة حفظت
 عليه يتعلق بعضها باصول الديانات، وبعضها بالفروع، نحن ذاکروها،
 بمشيئة الله، ومعتذرون على من وقف عليها وكره سماعها بان ابا حنيفة
 عندنا مع جلالة قدره اسوة غير من العلماء الذين دوننا ذكرهم في
 هذا الكتاب، واوردنا اخبارهم وحكيما اقوال الناس فيهم على تباينها
 والله الموفق للصواب۔

”ناقلان حدیث کے یہاں ائمہ مذکورین کے ایسے اقوال بھی ابو حنیفہؒ کے متعلق محفوظ ہیں جو بیان بالا کے خلاف ہیں، اور انہوں نے ان کی بابت کلام بہت کیا ہے، اس کلام کے باعث وہ امور شنیعہ ہیں جو ان کے متعلق محفوظ ہیں، ان میں سے بعض تو اصول دین کے متعلق ہیں، بعض فروع کے متعلق، ہم انشاء اللہ ان کا ذکر کریں گے، جو لوگ اس کو سن کر ناپسند کریں ان سے ہم معذرت کرتے ہیں کہ ہم ابو حنیفہؒ کی جلالت قدر کے قائل ہیں تاہم ان کو اس بارہ میں دوسرے علماء کی طرح سمجھتے ہیں کہ ان کے خلاف جو باتیں بیان کی گئی ہیں، ان کو بھی ہم بیان کر دیں، جیسا کہ ہم نے دوسرے علماء کے ذکر میں کیا ہے۔“

اس تمہید کے بعد اقوال خلاف بیان کئے گئے ہیں جو ۵۵ صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔
 یہ امور شنیعہ جیسا کہ خود خطیب نے بیان کیا ہے بعض تو ان میں سے عقائد کے متعلق ہیں، بعض فروع کے متعلق۔

عقائد کے متعلق حسب ذیل اقوال ہیں۔

یہودی، مشرک، زندق، دہری، صاحب ہوا، اُن سے کفر سے دوبار توبہ کرائی گئی، مرجع

جہی، خلق قرآن کے قائل، اصحاب ابو حنیفہ کا شبہ بالانصاری ہونا۔

فروع کے متعلق حسب ذیل اقوال ہیں۔

خروج علی السلطان، تقیہ کرنا، زنا کا حلال کر دینا، ربو کا حلال کر دینا، خونریزی حلال کر دی، سنن کی کساد بازاری کی، علیٰ ہذا القیاس۔

یہ واضح ہے کہ جرحیں سب کی سب غیر منسٹر اور غیر مبتن السبب ہیں، ان کے راویوں کی بدالت کی توثیق خطیب نے نہیں کی ہے، یہ دونوں امر اصولاً لازم ہیں۔

جرحوں پر تحقیقی نظر | مناسب ہوگا کہ امام صاحب پر جو جرحیں کی گئی ہیں اس موقع پر ایک تحقیقی نظر ان پر ڈالی جائے، بحث کے دو پہلو ہو سکتے ہیں، نقلی و عقلی، نقلی بحث یہ ہے کہ خود خطیب ان جرحوں کی ذمہ داری لینے پر تیار نہیں، چنانچہ ان کے نقل کرنے سے پہلے جو تمہید لکھی ہے وہ اس کی شاہد ہے، جرحیں نقل کرنے کی معذرت یہ کی ہے کہ چونکہ وہ روایت کی گئی ہیں اور تمام علماء کے متعلق وہ موافق و مخالف امور کی نقل کرتے آتے ہیں، اس لئے ان اقوال کو بھی نقل کرتے ہیں، اسی کے ساتھ امام صاحب کی جلالت قدر کو مانگتے ہیں، ظاہر ہے کہ اگر مذکورہ بالا جرحوں میں سے فروع یا عقائد کے متعلق ایک جرح بھی ان کے نزدیک ثابت ہوتی تو جلالت قدر درکنار امام صاحب کی قدر بھی ان کے دل میں نہ ہونی چاہتے تھی، اس کے علاوہ جرحیں نقل کرنے کے ساتھ ساتھ جا بجا ان کے تردیدی اقوال بھی نقل کرتے جاتے ہیں، حالانکہ جرح میں تعدیل کے ذکر کا موقع نہ تھا کہ باب تعدیل و مناقب ختم ہو چکا تھا، مثلاً خلق قرآن کے عقیدہ کے روایت بیان کرنے کے بعد امام احمد بن حنبل کا یہ قول نقل کیا ہے، لو یصح عندنا ان اباحنیفہ کان یقول القرآن مخلوق، ہمارے نزدیک یہ قول صحیح نہیں کہ ابو حنیفہ قرآن کے مخلوق ہونے کے قائل تھے، اس کے بعد (ابو سلیمان) جوزجانی اور معلی بن منصور کا قول نقل کیا ہے، ماتکلم ابو حنیفہ ولا ابو یوسف ولا زفر ولا محمد ولا احد من اصحابہم فی القرآن وانما تکلم فی القرآن بشر المریسی وابن ابی دؤاد فہو لاء شأنوا اصحاب ابی حنیفہ ران دونوں کا قول

متناکر) نہ ابو حنیفہؒ نے نہ ابو یوسفؒ نے نہ زفرؒ نے نہ محمدؒ نے اور نہ کسی نے ان میں سے قرآن میں کلام کیا ہے واقعہ یہ ہے کہ بشر مرثی اور ابن ابی ذؤانہؒ نے کلام کیا ہے، اور اصحاب ابو حنیفہ کو بدنام۔

خود امام صاحب کا ایک قول نقل کیا ہے، ایک بار عبداللہ بن المبارک ابو حنیفہ کے پاس گئے، پوچھا کہ تم لوگوں میں یہ کیا چرچا ہو رہا ہے، جواب دیا ایک شخص جہم نامی کا چرچا ہے، پوچھا کیا کہتا ہے، کہا کہتا ہے، القرآن مخلوق، انھوں نے سکر یہ آیت پڑھی: کبرت کلمۃ تنجیح من افواہہم ان یقولون الا کذباً۔

جنت اور نار کے غیر موجود ہونے کی جرح نقل کر کے خطیب کہتے ہیں کہ قول بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ خود راوی ابو میسج اس کا قائل تھا، ابو حنیفہ رحمہ تھے۔

امام احمد بن حنبل کی طرف جو جرح امام صاحب کے کذاب ہونے کی منسوب ہے اس کو نقل کر لکھا ہے کہ یحییٰ بن معین سے پوچھا گیا کہ آیا ابو حنیفہؒ ثقہ ہیں، قال نعم ثقۃ ثقۃ، کہا ہاں ثقہ ہیں ثقہ ہیں، دوسرا قول ان کا یہ نقل کیا ہے، کان ابو حنیفۃ ثقۃ لا یحدث بالحدیث الا ما یحفظ ولا یحدث بما لا یحفظ، ابو حنیفہ ثقہ تھے، وہی حدیث روایت کرتے جو ان کو بخوبی یاد ہوتی اور جو بخوبی یاد نہ ہوتی، اس کو روایت نہ کرتے۔

ان مراتب پر غور کرنے کے بعد صرف یہی راستے قائم ہو سکتی ہے کہ خطیب نے مخالف اقوال نقل کرنے میں اپنا مورخانہ فرض ادا کیا ہے، خود ان کے وہ قائل نہ تھے، یا یہ کہتے کہ وہ خود ان کی رائے نہ تھی۔

اس کے بعد ہم اصول حدیث کی مستند کتابوں سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہیں، کہ المصنف للشیخ طاہر مٹنی صاحب مجمع البحار کی عبارت کا ترجمہ ملاحظہ ہو، جو جرح بالا کا جواب شافی ہے۔

۱۵ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں امام ابو حنیفہؒ کی حدیث نقل کی ہے (ملاحظہ ہو مسند بریدہ ج ۵، ص ۳۵) اور امام مہرؒ نے اپنی مسند کو بے اصل احادیث سے پاک رکھا ہے۔ اس ظاہر ہے کہ اگر وہ ان کو کذاب سمجھتے تو ان کی حدیث کیوں نقل کرتے ۱۲ محمد عبدالرشید نعمانی

یہ واضح ہے کہ یہ نیز بعد کے آنے والے جوابات کسی حنفی کے لکھے ہوئے نہیں، سب غیر حنفیوں کے ہیں، ترجمہ ملاحظہ ہو۔

”امام ابو حنیفہؒ کی طرف ایسے اقوال منسوب کئے گئے ہیں جن سے ان کی شان بالاتر ہے، وہ اقوال خلقِ قرآن، قدر، ارجاء وغیرہ ہیں، ہم کو ضرورت نہیں کہ ان اقوال کے منسوب کرنے والوں کے نام لیں، یہ ظاہر ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کا دامن ان سے پاک تھا، اللہ تعالیٰ کا ان کو ایسی شریعت کا دینا جو سائے آفاق میں پھیل گئی، اور جس نے روتے زمین کو ڈھک لیا، اور ان کے مذہب فقہ کا قبول عام انکی پاکدامنی کی دلیل ہے، اگر اس میں اللہ تعالیٰ کا سرِ خفی نہ ہوتا، نصف یا اس کے قریب اسلام ان کی تقلید کے جھنڈے کے نیچے نہ ہوتا، یہاں تک کہ ہمارے زمانے تک جس کو سارٹھے چار سو برس ہو چکے، معلوم ہوتا ہے کہ کاپی نویس نے تسعائے کو (ربعمائے کر دیا ہے)، ان کے فقہ کے مطابق اللہ کی عبادت ہو رہی ہے، اور ان کی رائے پر عمل ہو رہا ہے، اس میں اس کی صحت کی اول درجے کی دلیل ہے، اور ابو جعفر طحاوی نے (جو ان کے مذہب کے سب سے زیادہ اخذ کرنے والوں میں ہیں) ایک کتاب مسمیٰ بہ ”عقیدۃ ابو حنیفہ“ لکھی ہے یہی عقیدہ اہل سنت کا ہے (خاکسار شردانی کہتا ہے کہ عقائد نسفی بھی اس کی تائید میں پیش کی جاسکتی ہے، جو آج عقائد کی مدار علیہ کتاب ہے) اس میں کوئی عقیدہ ان عقیدوں میں سے موجود نہیں جو ابو حنیفہ کی طرف منسوب کئے گئے ہیں، طحاوی نے اس کا سبب بھی لکھا ہے کہ کیوں وہ قول ان کی طرف منسوب کئے گئے، ہم کو ان کے ذکر کرنے کی اسلئے حاجت نہیں کہ ابو حنیفہؒ کی شان کا آدمی اور ان کا مرتبہ جو اسلام میں ہے اس کا محتاج نہیں کہ

۱۵ یہ واضح ہے کہ صاحب مجمع البحار اگرچہ خود حنفی ہیں لیکن جو عبارت انھوں نے نقل کی ہے وہ محدث ابن الاثیر جزیری شافعی کی مشہور کتاب جامع الاصول کی ہے ۱۲ نعمانی ۱۵ شیخ موصوف نے یہی عبارت مجمع البحار کے خاتمے میں بھی نقل کی ہے ۱۳

۱۶ ملا علی قاری نے مرقاۃ المفاتیح میں اپنے زمانے کے (یعنی گیارہویں صدی کے) حنفیوں کا اندازہ بر بنار آبادی روم اور ماوراء النہر اور ہندوستان کے کل اہل اسلام میں دو ثلث ہونے کا کیا ہے، اور یہ قرین قیاس ہے، دیکھو کتاب مذکور کا میرے یہاں کا قلمی نسخہ ورق ۱۳ صفحہ دوم۔ (نیز مرقاۃ المفاتیح جداول ص ۱۲ طبع مصر - ناشر)

۱۷ کاپی نویس کی غلطی نہیں شردانی صاحب نے اس کو ملاحظہ فرمائی کی عبارت سمجھا اس سے غلط فہمی ہوتی۔ یہ ابن الاثیر جزیری کے الفاظ ہیں انکی وفات ۶۰۶ ہجری میں ہوئی ہے اس لئے ان کے زمانہ تک امام صاحب کی وفات کو سارٹھے چار سو برس گزر چکے تھے ۱۸ نعمانی

ان کی طرف سے کوئی معذرت کیجائے یہد المغنی ص ۴۳ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی، حاشیہ تقریباً تہذیب

خیال بالا کی تائید خود خطیب نے بھی کی ہے، وہ اپنی اصول حدیث کی کتاب الکفایہ فی علم الروایۃ میں جرح کے قاعدہ کے تحت امام مالک بن انس و امام سفیان ثوریؒ سے شروع کر کے یحییٰ بن معین تک ایک طبقہ قائم کرتے ہیں، اس کے بعد لکھتے ہیں: ”اور جو اصحاب بلندی ذکر، استقامت حال، اور صداقت کی شہرت اور بصیرت و فہم میں اصحاب بالا کی مثل ہوں ان کی عدالت کی بابت سوال نہیں کیا جاسکتا“ اسی سلسلے میں یہ روایت لکھی ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ سے اسحق بن راہویہ کی بابت سوال کیا گیا تو جواب میں کہا کہ کیا اسحق بن راہویہ کی شان کے آدمی کی نسبت سوال کیا جاسکتا ہے۔ ایسا ہی ایک قول یحییٰ بن معین کا ابو عبیدہ کے بارہ میں روایت کیا ہے، (دیکھو الکفایہ فی علم الروایہ ص ۱۴۲ و ۱۴۳ میرے کتاب خانے کا قلمی نسخہ) کتاب مذکور میں خطیب نے یہ روایت کر کے کہ جرح وہی مقبول ہوگی جو مشرح ہو لکھا ہے کہ یہی قول ہمارے نزدیک صحیح ہے، اور یہی مذہب حفاظ حدیث میں اماموں کا ہے، یہ لکھ کر امام بخاری و امام مسلمؒ وغیرہما کے احتجاج کی مثالیں دی ہیں، (دیکھو الکفایہ ص ۱۴۲)۔ اب اس قاعدے کی کسوٹی پر اگر ان جرحوں کو آپ کیس گے جو خطیب نے تاریخ میں امام عظیمؒ کے متعلق غیر مشرح نقل کی ہیں تو صاف عیاں ہو جائے گا کہ وہ خود ان کے نزدیک قابل قبول نہیں، اس لئے کہ جب اس طبقے کی عدالت سوال سے بالاتر ہے جس میں اسحق بن راہویہ ہیں تو امام صاحبؒ کی عدالت تو اس سے بدرجہا بالاتر ہے، جب اسحق بن راہویہ کی شان کے آدمی کی نسبت بقول امام احمد بن حنبلؒ سوال نہیں کیا جاسکتا ہے تو امام اعظمؒ کی شان تو اس سے بہت زیادہ ارفع ہے۔

شیخ الاسلام سبکی نے کتاب طبقات الشافعیہ میں ایک لطیف بحث جرح و تعدیل کے متعلق لکھی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے۔

”جرح و تعدیل کا ایک ضروری نافع قاعدہ — ہمارے نزدیک قول صواب یہ ہے کہ جس کی امامت و عدالت ثابت ہو اور جس کی تعدیل و تزکیہ کرنے والے بہت ہوں، جرح کرنے والے نادر اور اس بات کا

تریز ہو کہ سبب جرح تعصب مذہبی وغیرہ ہے۔ تو ہم جرح کلمۃ التفات نہ کریں گے، تبدیل کو مان لیں گے۔ ورنہ اگر یہ دروازہ کھول دیا جائے اور ہم جرح کو تبدیل پر علی الاطلاق مقدم کرنا شروع کریں تو کوئی امام ائمہ دین میں سے اس کی زد سے نہ بچے گا، اس لئے کہ کوئی امام نہیں جس پر طعن کرنے والوں نے طعن نہ کیا ہو اور اس کی وجہ سے ہلاک ہونے والے ہلاک نہ ہوتے ہوں، ابن عبد البر کہتے ہیں، صحیح اس معاملے میں یہ ہے کہ جس شخص کی عدالت اور علم میں اس کی امامت اور علم کی جانب توجہ ثابت ہو اس کے متعلق ہم کسی کے قول کی جانب التفات نہ کریں گے، مگر اس صورت میں کہ صاف عادلانہ جرح قانون شہاد کے مطابق مستند ہو، ان کا استدلال یہ ہے کہ سلف میں بعض کلام بعض پر رہا ہے، بعض جانتوں میں وہ تعصب یا حسد پر مبنی ہے، بعض صورتوں میں تاویل و اختلاف اجتہاد اس کا باعث ہوتا ہے، حالانکہ جس کی نسبت کلام کیا جاتا ہے وہ اس سے پاک ہوتا ہے، انتہا یہ ہے کہ تاویل و اجتہاد کی بنیاد پر ایک دوسرے پر تلوار چلوا دی ہے۔

اس کے بعد ابن عبد البر نے معاصرین کی جماعت کے ایک دوسرے کی نسبت کلام کرنے کا ذکر کیا ہے، اور کہا ہے کہ اس کی طرف التفات نہ کیا جائے، اسی بحث میں یحییٰ بن معین کی جرح کا ذکر آتا ہے جو امام شافعی پر ہے، اور کہا ہے کہ یہ ابن معین کے لئے ناپسندیدہ اور عیب تھا، اسی سلسلے میں یحییٰ بن معین کے متعلق امام احمد بن حنبلؒ کا یہ قول نقل کیا ہے، "هو لا يعرف الشافعي ولا يعرف ما يقوله الشافعي ومن جمل شيئا عاذاكا"۔ وہ نہ شافعی کو جانتے ہیں اور نہ شافعی کے کلام کو سمجھتے ہیں۔ اور قاعدہ ہے کہ انسان جو نہیں سمجھتا اس کا دشمن ہو جاتا ہے، آگے جا کر لکھتے ہیں کہ کسی نے ابن المبارکؒ سے کہا کہ فلاں شخص ابو حنیفہؒ پر اعتراض کرتا ہے، انھوں نے یہ شعر پڑھا،

حسن دان رأوك فضلك الله بها فضلت به النيباء

لوگوں نے یہ دیکھ کر تجھ سے حسد کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر وہ نوازش کی جو شرفا پر ہوتی ہے،

اور یہ وہ اصول ہے جس پر تمام علماء کا اجتماع ہے، چنانچہ ان کا قول ہے کہ جرح جب تک مفسر نہ ہو

مقبول نہ ہوگی شیخ الاسلام سید المتانزین تقی الدین ابن دتوق العید نے اپنی کتاب الاقترار میں
 لکھا ہے: اغراض المسنين حفرة من حفرة النار وقف على شفيرها طائفتان من الناس
 المحدثون والحكام، مسلمانوں کی عزتیں جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھ ہیں جس کے کنارہ پر
 دو گروہ کھڑے ہوتے ہیں، ایک محدثین دوسرے حکام، ہمارے پاس دو اصول ہیں جن کو ہم پکڑے
 رہیں گے، جب تک کہ ان کے خلاف قطعی یقین نہ ہو جائے، ایک اصول اس امام مجروح کی عدالت ہے
 جس کی عظمت قائم ہو چکی ہے، دوسرا اصول جارج کی عدالت جو جرح کرتا ہے، لہذا ایسے امام کی جرح
 کی جانب توجہ نہ کی جائے گی نہ اس جرح سے وہ مجروح کیا جائے گا، اس قاعدہ کو یاد رکھو، کہ بہت ضروری
 قاعدہ ہے: ”انتہی طبقات الشافعیہ خلاصہ۔ جز اول (مطبوعہ مہر مطبع الحینیہ) ۱۸۹۱ء“

امام شکی کے آخر الذکر قاعدے کی تائید امام نوویؒ نے بھی اپنے رسالہ اصول حدیث القریب
 کی نو طر الثالث والعشرون میں کی ہے۔
 حافظ ابن صلاحؒ نے لکھا ہے۔

”جس کی عدالت اہل نقل یا ان کی امثال اہل علم میں مشہور ہو اس کے ثقہ اور امین ہونے کی
 تعریف عام ہو تو اس کی عدالت پر کسی کی شہادت کی ضرورت نہیں، یہی مذہب صحیح شافعی کا ہے،
 اور اسی پر فن اصول فقہ میں اعتماد ہے، ابو بکر خطیب نے یہی قول اہل حدیث کا نقل کیا ہے، اور
 ایسے بزرگوں کی مثال میں مالک، شعبہ، سفیان بن اوزاعی، لیث، ابن المبارک، ذکیع، احمد بن
 حنبل، یحییٰ بن معین، و امثالہم کے نام لیتے ہیں، صرف ان لوگوں کی عدالت سے سوال کیا جائیگا
 جن کا حال مخفی ہو، رہی جرح وہ صرف ایسی مقبول ہوگی جو مشرّح ہو اور طالبین کے لئے
 اس کا سبب بیان کیا گیا ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان اس میں مختلف الخیال ہیں، کہ کونسی بات جارج
 ہے اور کونسی نہیں، ان میں سے کوئی کسی ایسی وجہ کی بنیاد پر جرح کر دیتا ہے جس کا وہ معتقد ہوتا ہے،
 حالانکہ فی الواقع وہ وجہ جرح نہیں ہوتی، پس لازم ہے کہ سبب جرح بیان کیا جائے، تاکہ یہ دیکھا جاسکے کہ آیا
 وہ جرح ہے بھی یا نہیں، یہ کھلا ہوا اصول فقہ اور اصول فقہ میں مسلم ہے۔

خطیب نے کہا ہے کہ یہی مذہب حفاظِ حدیث میں اماموں کا ہے، جیسے کہ بخاری و مسلم وغیرہ ہیں اسی لئے بخاری نے ایسی ایک جماعت سے روایت کی ہے جس پر ان سے قبل جرح ہو چکی تھی، مثلاً عکرمہ مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہما یہی عمل مسلم و ابو داؤد کا ہے، انتہی (مقدمہ ابن صلاحؒ) اصولِ مذکورہ بالا کی بنیاد پر ائمہ رجال نے اپنی کتابوں میں امامِ اعظمؒ کے متعلق جرح کو غیر مقبول قرار دے کر اس کا نقل کرنا بالکل متروک کر دیا ہے، چنانچہ ذیل کے مستند ائمہ رجال کی کتابیں اس کی شاہد ہیں۔

۱۔ امام ذہبیؒ نے تذکرۃ الحفاظ میں امامِ اعظمؒ کے صرف حالات و مناقب لکھے ہیں، جرح ایک بھی نہیں لکھی، جو مختصر مناقب موضوع کتاب کے مطابق لکھ سکے ان کو لکھ کر کہتے ہیں کہ میں نے امامِ اعظمؒ کے مناقب میں ایک کتاب جدا گانہ لکھی ہے۔

۲۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے تہذیب التہذیب میں جرح نقل نہیں کی، حالات و مناقب لکھنے کے بعد ختم کلام اس دعا پر کیا ہے، مناقب ابی حنیفہؒ کثیرۃ جداً فرضہ اللہ عنہ واسکد الفردوس، آمین۔ امام ابو حنیفہؒ کے مناقب بہت کثرت سے ہیں، ان کی جزا میں اللہ ان سے راضی ہو اور فردوس میں ان کو مقام بخشے، آمین۔

۳۔ امام مہرِ ج نے تقریب التہذیب میں بھی کوئی جرح نقل نہیں کی۔

۴۔ حافظ صفی الدین خزرجی نے خلاصۃ تہذیب التہذیب الکمال میں صرف مناقب لکھے ہیں، جرح کا ذکر نہیں، امام صاحب کو امام العراق و فقیہ الامۃ کے لقب سے یاد کیا ہے، واضح ہو کہ خلاصۃ تہذیب التہذیب الکمال کے مطالب چار کتابوں کے مطالب ہیں، خود خلاصہ، تہذیب امام ذہبیؒ، تہذیب الکمال امام ابو الجحاج المزنی، اور الکمال فی اسماء الرجال امام عبد الغنی المقدسیؒ، اس طرح یہ مسلک جرح و تعدیل کے چار اماموں کا متفقہ مسلک ہے۔

کتاب الکمال کی بابت حافظ ابن حجر تہذیب التہذیب کے خطبے میں لکھتے ہیں: کتاب الکمال فی اسماء الرجال..... من اجل لمصنفات فی معرفۃ حملۃ الآثار و وضعاً واعظم المؤلفات

فی بصائر ذوی الالباب وقعاً، خطبے کے آخر میں مؤلف الکمال کی بابت لکھا ہے، هو والله لعدم النظیر المطلق النحریر۔

تہذیب الاسماء واللغات میں امام نوویؒ نے سات صفحے امام صاحبؒ کے حالات میں لکھے ہیں، جن کا اکثر حصہ تاریخ خطیب بغدادی سے ماخوذ ہے، صرف مناقب لکھے ہیں، جرح کا ایک لفظ نقل نہیں کیا۔

مرآة الجنان میں امام یافعی شافعی نے امام صاحبؒ کے حالات میں جرح نہیں لکھی، حالانکہ تاریخ خطیب کے حوالے متعدد دیتے ہیں، اس سے صاف واضح ہے کہ خطیب کی منقولہ جرح انکی نظر میں ثابت نہ تھی۔

فقہ ابن العمد الحنبلی نے اپنی کتاب شذرات الذہب میں صرف حالات و مناقب لکھے ہیں، جرح نقل نہیں کی۔

خلاصہ | مذکورہ بالا مستند پندرہ کتابوں کے، دجن میں سے پانچ اصول حدیث کی ہیں، اور دس رجال کی، بیان سے صاف واضح ہے کہ جن اماموں کی عدالت اور جلالت مرتبہ اہل علم و اہل نقل کے نزدیک ثابت ہے، ان کے مقابلے میں کوئی جرح مقبول و مسموع نہیں، ایسے ائمہ کا جو طبقہ مثلاً پیش کیا گیا ہے وہ امام مالکؒ سے لے کر امام اسحق بن راہویہ تک ممتد ہے، اصول حدیث کے فیصلے کا ماخذ امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ابو داؤدؒ، امام ترمذیؒ، حافظ ابن عبد البرؒ، و شیخ الاسلام ابن دقیق العیدؒ کے اقوال ہیں، یہ بھی تصریح ہے کہ یہی مذہب و مسلک فن اصول فقہ میں معتد اور اہل حدیث و حفاظ حدیث کا مقبول عام مذہب ہے، اسی اصول کے اثر سے متاخرین ائمہ رجال نے امام اعظمؒ کے متعلق جرح کا ذکر اپنی کتابوں میں بالکل متروک کر دیا۔

غالباً اس قدر بحث نقلی پہلو کے اثبات کے لئے کافی ہے، نقلی بحث کے بعد عقلی مورخانہ بحث

ملاحظہ ہو۔

ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ امام صاحبؒ کے متعلق خطیب بغدادی نے جس قدر جرحیں نقل کی ہیں ان کا مال کار خود ان کے قول کے مطابق صرف دو پہلو ہیں، اصول دین کے متعلق یا فروع کے متعلق، ان جرحوں کا وزن و اثر آپ نقلی بحث میں پڑھ چکے ہیں، امام صاحبؒ کے جو حالات و واقعات زندگی خطیب نے نقل کئے ہیں ان کی نسبت کسی کی جرح نقل ہی نہیں کی، لہذا وہ واقعات و حالات بجائے خود قائم ہیں۔ کسی تاریخی ہستی کی نسبت رائے قائم کرنے کی مضبوط ترین بنیاد اس کے واقعات و حالات ہو سکتے ہیں، اسی اصول پر ہم یہاں بحث کرتے ہیں۔

امام صاحبؒ کے جو حالات خطیب نے لکھے ہیں، ان سے صاف واضح ہوتا ہے کہ وہ اپنے معاصرین میں بہت سے اوصاف کے لحاظ سے فائق تھے، سب سے بڑا شرف ان کی تابعیت تھی، اس کے بعد ان کی وہ عقل و فہم تھی جو قدرت نے ان میں ہمت دین حل کرنے اور نکات شریعت سمجھنے کی ودیعت رکھی تھی، دیکھو خطیب نے ان کی ”وہ عقل“ تیز فہمی و باریک نظری کے بیان کے لئے جداگانہ باب قائم کیا ہے، علی بن عاصم کا یہ قول نقل کیا ہے، کہ اگر ابو حنیفہؒ کی عقل نصف اہل دنیا کی عقل سے تولی جائے تو انہی کا پلہ بھاری رہتا۔ خارجہ ابو مصعب ایک ہزار عالموں سے مل کر یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ ان میں جو تین یا چار عاقل تھے ان میں ایک ابو حنیفہؒ تھے، یزید بن ہارون بہت سے انسانوں کو دیکھنے کے بعد کہتے ہیں کہ میں نے ابو حنیفہؒ سے زیادہ عاقل کوئی نہیں پایا، اوپر تم سن چکے کہ امام اعمش نے ان کی تیز نظری کا اعتراف کیا تھا، ان کے کاروبار تجارت کا دائرہ بہت وسیع تھا، اس سلسلہ میں ان کی امانت، حوصلہ، حسن معاملہ، تدبیر، وغیرہ اوصاف تاجرانہ کی تصدیق واقعات کرتے ہیں ”حسن معاملہ“ کا باب مستقل خطیب نے قائم کیا ہے، خشیت الہی ثابت ہے، اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ پارسا اور مایہ نوا ان کا مسلم ہے، حسن معاشرت، پاکیزہ صحبت، جود و سخاوت، بلند نظری، اولوالعزمی، مخلوق کی ہمدردی و غمخواری، اظہار حق میں جرات، سلطانی عطایا سے بے نیازی، علم و علماء کی بے غرضانہ خدمت عظیم۔ اور اس خدمت کی بدولت اپنے استاد امام وقت حماد بن ابی سلیمان کی نظر میں اولاد سے زیادہ عزیز ہونا، یہ وہ اوصاف ہیں جن میں کسی نے کلام نہیں کیا، انہی اوصاف کے اجتماع نے ان کو معاصرین کے طبقے

میں بہت بلند کر دیا تھا، اس کا ایک نتیجہ یہ تھا کہ وہ محسود الخلائق تھے، اور یہ ان کی محسودیت اس درجے پر پہنچ گئی تھی کہ ان کے حالات میں اس کا ذکر نمایاں و مستقل ہے، قیس بن الربیع ان کے ذکر میں کہتے ہیں، کان ابو حنیفۃ رجلاً ورعاً فقیہاً محسوداً، ابو حنیفہ مرد پارسافیتہ و محسود تھے، تم حضرت ابن المبارک کا پڑھا ہوا شعر امام سبکی کے بیان میں پڑھ چکے، جس میں معترض کے اعتراض کا انشاء سند ظاہر فرمایا ہے خود امام صاحبؒ نے جو شعر پڑھے تھے وہ شاید ہیں کہ ان کے پاکیزہ قلب میں حاسرین کے حسد کا صدمہ تھا، حسن بن عمارہ کا قول ہے کہ لوگ ابو حنیفہؒ کی نسبت جو کلام کہتے ہیں، ان کا انشاء سند ہے، نفقہ میں ان کی فضیلت مسلم تھی، حضرت عبداللہ بن المبارکؒ نے حسن بن عمارہ کا وہ قول نقل فرمایا ہے، جو وہ امام صاحبؒ کی رکاب تھامے ہوئے کھڑے کہیں تھے اس میں یہ بھی تھا کہ تم سے زیادہ بلیغ کلام فقہ میں کسی نے نہیں کہا، امام شافعیؒ کے اقوال اس بارہ میں آپ پڑھ چکے، امام محمد بن حسن کے حالات میں امام احمد بن حنبلؒ کا اعتراف پڑھ چکے، کہ وقت نظر امام محمدؒ سے حاصل کی۔

ان اوصاف کا دو گونہ اثر ہوا، امام صاحبؒ کی احکام شرعیہ کی تحقیق اور ان کا اجتہاد معاصرین کی فہم سے بالاتر ثابت ہوا، فہم کی نارسائی باعث ہوئی اختلاف کا، اختلاف نے جرح کا رنگ اختیار کیا، اسی پر مبنی ہے وہ جرح جو اہل حق نے امام صاحبؒ کے متعلق اصول دین و فروع کی بنیاد پر کی ہے، تم اوپر اصول حدیث کا مسئلہ قاعدہ پڑھ چکے کہ اختلاف اجتہاد جس جرح کا منشاء ہو وہ جرح نامقبول ہے، امام احمد بن حنبلؒ نے فیصلہ فرادیا "ومن سجد لشیئاً عاداً" دوسرا اثر حسد کے رنگ میں نمایاں ہوا، اصول حدیث نے دوسرا فیصلہ یہ صادر کیا کہ جو جرح حسد کے اثر سے ہو وہ بھی غیر مسموع ہے۔

نظر کو بلند تر کیجئے کہ کیا امت مرحومہ کا سواد اعظم جس کی تعداد کا اندازہ نصف یاد و ثلث اہل اسلام کیا گیا ہے، ایک یہودی زندق یا مشرک کے تابع ہو گئی اور اپنی دنیا و آخرت کو اس کے دامن سے بانڈھ دیا۔

۱۰ امام محمد بن حسن شیبانیؒ کا تذکرہ آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔ (ناشر)

اگر معاذ اللہ ایسا ہوتا تو خود اسلام کے اثر پر کلام کرنا ہوگا۔

کوئی فہم سلیم جو نارسائی یا حسد سے مکدر نہ ہو، کبھی باور نہ کرے گی کہ ہزار ہا علمائے ربانی اس ڈیڑھ ہزار برس کے زمانے میں امت مرحومہ میں اس تعلیم کے اثر سے پھیلے جو ایک ایسے شخص کے دل و دماغ سے نکلی جسکے یہ اوصاف جارحین نے بیان کئے ہیں، ہمارا قلم بار بار ان کے اعادہ سے تجاشی کرتا ہے، علمائے ربانی سے بڑھ کر گروہا گروہ اولیائے کرام تعلیم بالا پر عمل کر کے مراتب قرب پر فائز ہوئے، ولایت کے دو بڑے سلسلوں حشمتی اور نقشبندی کے اکابر مذہب حنفی کے پیرو تھے۔

سب سے بالاتر یہ بحث ہے کہ امام محمدؒ سے لے کر علامہ ابن عابدینؒ تک فقہاء کی ہزاروں کتابوں میں فروع حنفی میں اور امام طحاویؒ، امام نسفیؒ وغیرہما کی تصانیف عقائد میں حاضر ہیں، ان کی بنیاد پر ثابت کیا جاتے کہ جو عقائد و مسائل مجروحہ امام صاحبؒ کی جانب منسوب کئے گئے ہیں وہ کہاں ہیں آج کروڑوں حنفی مختلف ممالک میں موجود ہیں ان میں سے کوئی خلق قرآن، ارجاء وغیرہ عقائد یا حلت زنا وغیرہ مسائل فروعی کا قائل ہے؟ جواب یہی ہے کہ ایک بھی نہیں، اس سے صاف ظاہر ہے کہ بنیاد جرح یا غلط فہمی ہے یا حسد، اور ان دونوں بنیادوں پر جو عمارت قائم ہوگی ظاہر ہے وہ قائم و دیر پا نہیں رہ سکتی تھی، چنانچہ یہی ہوا، سورفہم اور حسد کے غبار کے چھٹ جانے کے بعد اصول فقہ و علم رجال دونوں نے بالاتفاق ان جرحوں کے بے اصل اور غیر مقبول ہونے کا فیصلہ صادر کر دیا۔ فقہ حنفی کی تاریخی حقیقت

موقع ہے کہ اس سلسلے میں فقہ حنفی کی تاریخی حقیقت سے بھی بحث کی جائے، آپ نے اوپر خلف بن ایوب کا قول پڑھا کہ اللہ تعالیٰ سے علم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا، حضرت سید المرسلینؐ سے صحابہ کرام کو، صحابہ کرام سے تابعین کو تابعین سے امام ابو حنیفہؒ کو۔

حافظ ابن قیمؒ نے اعلام الموقعین من رب العالمین میں اس کے متعلق سیر حاصل بحث کی ہے، اس کے مطالب خلاصہ لکھے جاتے ہیں۔

”علمائے امت دو قسم میں منحصر ہیں، ایک حفاظ حدیث جنہوں نے دین کے خزانوں کی حفاظت کی اور اس کے چشموں کو تکرار و تغیر سے پاک صاف رکھا، انہی کی کوششوں کا اثر تھا کہ جن لوگوں کی طرف

اللہ پاک کی جانب سے بہتری بڑھی وہ پاک چشموں پر وارد ہوتے، دوسری قسم فقہائے اسلام ہیں، جنکے اقوال پر مخلوق میں فتویٰ کا دار و مدار ہے، یہ گروہ استنباط احکام کے ساتھ مخصوص ہے، انھوں نے قواعد حلال و حرام کے انضباط کا اہتمام کیا، وہ زمین پر آسمانوں کے تاروں کی مثال ہیں کہ ان کی وجہ سے تاریکی میں بھٹکنے والے ہدایت پاتے ہیں، کھانے پینے سے بھی زیادہ انسان اُن کے محتاج ہیں، اور اُن کی اطاعت نص کے رو سے ماں باپ سے بھی زیادہ فرض ہے، ایک روایت میں، اولی الامر سے مراد علماء ہیں، دوسری میں اُمراء۔ سب سے اول سید المرسلینؐ نے تبلیغ کے منصب شریف کو ادا کیا، آپؐ کے بعد صحابہؓ نے، اس بارہ میں بعض صحابہؓ کثرت تھے، بعض متوسط، بعض مقلد، صحابہؓ میں سے جن کے فتوای محفوظ ہیں وہ ایک سو کچھ اور تیس تھے، ان میں مرد اور بی بی دونوں شامل ہیں، اُن میں سے جن کے فتوے کثیر ہیں وہ (حضرات) عمرؓ بن خطاب، علیؓ بن ابی طالب، عبداللہؓ بن مسعود، عائشہؓ، ام المومنین، زیدؓ بن ثابت، عبداللہ ابن عباسؓ، اور عبداللہ بن عمرؓ ہیں، ان میں سے ہر ایک کے فتووں سے ایک ضخیم جلد مرتب ہو سکتی ہے۔ مسروقؒ کا قول ہے کہ میں صحابہؓ کی صحبت میں رہا، ان کا علم چھ کو پہنچا، علیؓ، عبداللہؓ، عمرؓ، زیدؓ بن ثابت، ابوالدرداءؓ، ابی بن کعب (رضی اللہ عنہم اجمعین) ان چھ کا علم دو کو پہنچا، علیؓ و عبداللہؓ۔

یہ بھی مسروقؒ کا قول ہے کہ صحابہؓ کی مثال پانی کے تالابوں کی ہے، ایک ایسا تالاب ہے جس سے ایک سوار سیراب ہو، ایک ایسا جس سے دس سوار سیراب ہوں، ایک ایسا جس سے روتے زمین کے آدمی سیراب ہو جائیں، عبداللہؓ (بن مسعود) انہی میں سے ہیں، جن چار سے قرآن حاصل کرنے کا ارشاد نبویؐ ہوا اُن میں ابن ام عبد (ابن مسعود) کا نام اول لیا، اعمشؓ نے ابراہیمؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب کسی معاملے میں (حضرت) عمرؓ و عبداللہؓ جمع ہو جاتے تھے تو وہ اُس کی برابر کسی کو نہ سمجھتے تھے، اگر دونوں میں اختلاف ہوتا تو عبداللہؓ کے قول کو زیادہ پسند کرتے،

۱۔ امام نووی التقریب اصول حدیث میں لکھتے ہیں، صحابہؓ کا علم چھ پر منتہی ہوا، عمرؓ، علیؓ، ابی، زیدؓ بن ثابت، ابوالدرداءؓ، ابن مسعودؓ، اسکے بعد ان چھ کا علم علیؓ و عبداللہؓ پر منتہی ہوا، (دیکھو التقریب النور ۲۳)

اس لئے کہ وہ زیادہ باریک بین تھے، لہٰذا کان اللفظ۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے، کینف ملی علماء۔ علم سے بھرا ہوا ایک پھیلا ہے، ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ایک مجلس میں بیٹھنا ایک سال کے عمل سے زیادہ میرے نفس میں تاثیر کرتا ہے، علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کے احکام و فتاویٰ پھیلے مگر خدائے تعالیٰ کو..... کرے انہوں نے ان کا بہت سا علم ان پر جھوٹ باندھ کر فاسد کر دیا، اس لئے صحیح روایتوں میں ان کی وہی حدیث یا فتویٰ معتبر خیال کرتے ہیں، جو اہل بیت یا اصحاب عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود کے ذریعہ سے پہنچا ہے، خود حضرت کو اس کا شکوہ تھا کہ ان کے علم کے حامل نہیں، (کہا قال) ان ہمناء علماء الواصیت لہ الحجة، یہاں بڑا علم ہے اگر لینے والے اس تک پہنچیں، محمد بن جریر طبری کا قول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے ایک بھی ایسا نہ ہوا جس نے ان کے فتاویٰ اور مذاہب فی الفقہ لکھے ہوں سوائے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے، وہ اپنا قول اور مذہب، قول عمر رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں ترک کر دیتے تھے، ان کی مخالفت کسی مسئلے میں نہیں کرتے تھے، دین اور مذہب امت میں اصحاب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، اصحاب زید رضی اللہ عنہ، ابن ثابت رضی اللہ عنہ، اصحاب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور اصحاب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے پھیلا، انہی چار کے اصحاب سے سائے آدمیوں کو علم پہنچا ہے، صحابہ رضی اللہ عنہ کے بعد ان کے تلامذہ.... کوفہ میں علقمہ بن قیس النخعی، اسود، عمرو بن شریک، مسروق الہمدانی، قاضی شریک.... تھے، یہ سب کے سب اصحاب علی رضی اللہ عنہ، و عبداللہ رضی اللہ عنہ ابن مسعود ہیں، اور اکابر تابعین سے ہیں، اکابر صحابہ رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں فتویٰ دیتے تھے اور وہ اس کو جائز رکھتے تھے۔

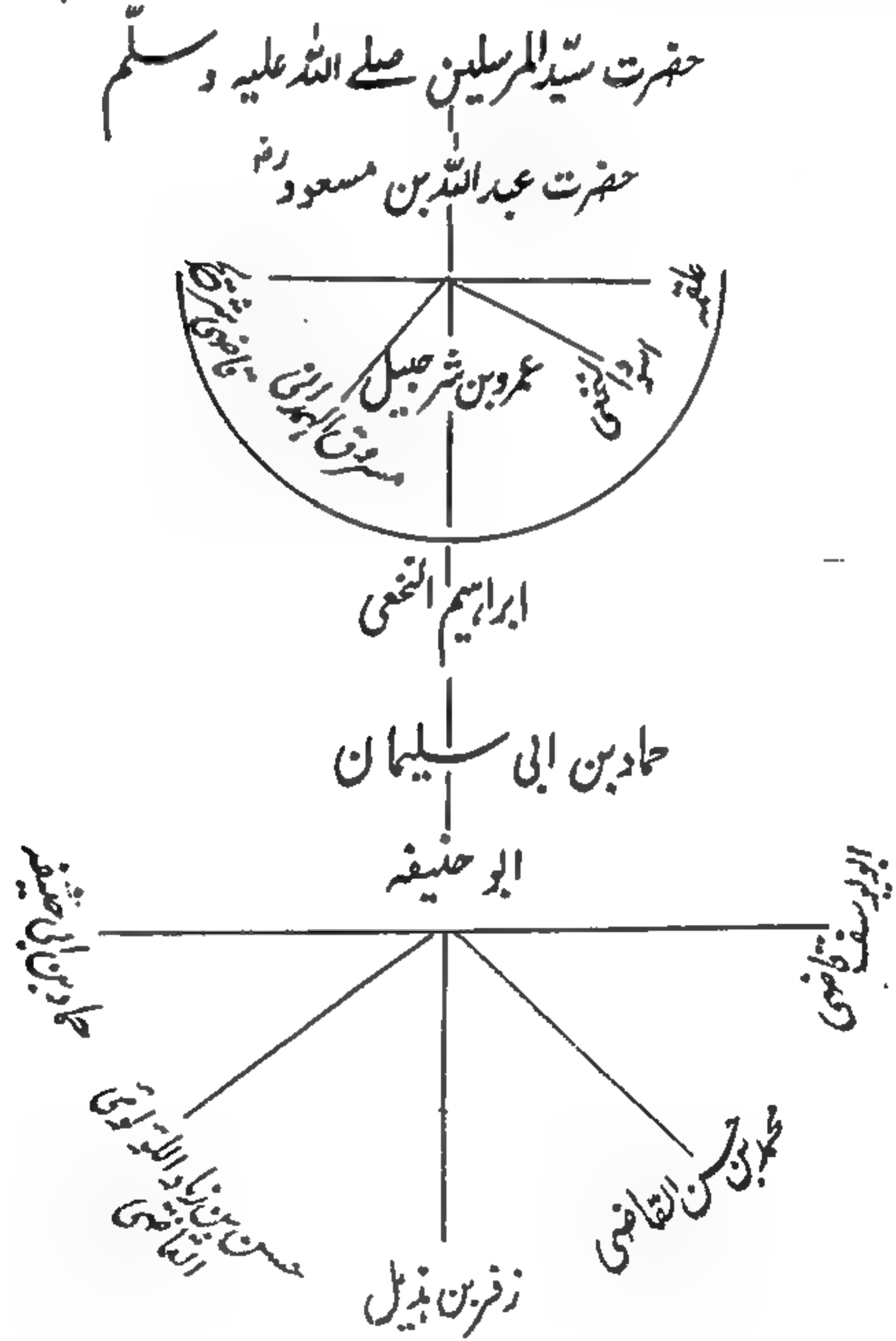
اس طبقہ کے بعد ابراہیم نخعی و عامر الشیبی و سعید بن جبیر.... ہوتے، ان کے بعد حماد بن ابی سلیمان، سلیمان بن العتیم، سلیمان الاعمش، اور مسعر بن کدام، ان کے بعد محمد بن عبدالرحمن بن ابی یزید

۱۔ اس قول کی تائید امام مسلم نے مقدمہ صحیح مسلم میں کی ہے، لکھا ہے کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ ان روایتوں میں سے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کیجائیں صرف وہ روایت قبول کرتے جو اصحاب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سند سے ہوتی، یہ بھی لکھا ہے کہ اصحاب علی رضی اللہ عنہ نے ان کا علم فاسد کر دیا، (دیکھو مقدمہ صحیح مسلم حاشیہ قسطلانی ج ۱ ص ۱۱۲)۔

سفیان ثوری، اور ابو حنیفہؒ ہوتے۔۔۔۔۔ ان کے بعد حفص بن غیاث، وکیع بن الجراح اور اصحاب ابو حنیفہؒ مثل ابویوسفؒ القاضی، زفر بن ہذیل، حماد بن ابو حنیفہؒ، حسن بن زیاد القاضی اور محمد بن حسن قاضی رقعہ ہوتے۔ (انتہی اعلام الموقعین خلاصہ)۔

شاہ ولی اللہ صاحب دہلویؒ نے بھی حجۃ اللہ البالغہ میں یہ بحث لکھی ہے، حافظ ابن قیمؒ اور شاہ صاحبؒ کی بحث میں تفصیل اور اجمال کا فرق ہے۔

اقوال بالا کی بنیاد پر فقہ حنفی کا سلسلہ حسب ذیل بصورت شجرہ قائم کیا جاسکتا ہے۔



فقہ حنفی پر بحث کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ رجال فقہ موصوف کے حالات مختصر بیان کر دیتے جائیں، جن سے ان حضرات کا مرتبہ علمی و عملی معلوم ہو سکے۔

یہ آپ معلوم کر چکے ہیں کہ فقہ کے مرجع کل آنحضرتؐ کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کینت الحمد الرحمن، قدیم الاسلام، اُن سے پہلے صرف پانچ حضرات اسلام لائے تھے، اسلام لانے کے وقت عمر کا تخمینہ بیس سال کے قریب ہوتا ہے، مشرف باسلام ہونے کے وقت ہی تعلیم قرآن کی التجا پیش کی، ارشاد ہوا، انک لغللام معلم، بے شک شبہ تم تو جوان معلم ہو، ستر سورتیں خود ذات اقدس سے حفظ کیں، پہلے شخص ہیں جنہوں نے آنحضرتؐ کی طرف سے کفار قریش کو قرآن مجید (سورۃ الرحمن) حرم میں سنایا، سخت زحمت اٹھائی، کفار منہ پر ضربیں مارتے تھے اور یہ سورۃ الرحمن سناتے جاتے تھے، کسی نے اس تکلیف پر اظہار افسوس کیا تو فرمایا کہو تو پھر سنادوں، اب کفار سے زیادہ کوئی میری نظر میں ناچیز نہیں، یہ گویا پہلا سبق معلیٰ کا تھا۔

اسلام سے مشرف ہونے کے بعد ہی حضرت سرورِ عالمؐ نے ان کو اپنی خدمت سے مخصوص کر لیا تھا۔ اذن عام تھا کہ پردہ اٹھا کر خدمت میں چلے آئیں، راز کی باتیں بھی سنیں، گرجب کہ روک دیتے جاتیں، یا ہر تشریف آوری کے وقت نعلین مبارک پہناتے، عصا لے کر دائیں جانب آگے چلتے، مجلس کے قریب پہنچ کر نعلین مبارک اُتار کر بغل میں رکھ لیتے، عصا پیش کرتے، مراجعت کے وقت بھی یہی عمل ہوتا، واپسی پر اوّل حجرہ میں داخل ہوتے، وضو کے وقت مسواک پیش کرتے، صحابہ کرام میں صاحب النعلین والتسواک والتسواذ اُن کا لقب تھا، یعنی نعلین مبارک، مسواک اور راز کے محافظ، سفر میں بستر مبارک، طہارت کا پانی، مسواک، نعلین مبارک ان کی تحویل میں رہتیں، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ جب یمن سے مدینہ طیبہ پہنچے ہیں، تو کثرت باریابی دیکھ کر حضرت ابن مسعودؓ اور ان کی والدہ کو اہل بیت سمجھے دوبار ہجرت کی، ایک بار حبشہ کو دوبارہ مدینہ منورہ کو، تمام غزوؤں میں شریک ہوتے، بدر میں ابو جہل کا سر خود اس کی تلوار سے کاٹا، جو صلے میں عطا ہوئی، ضعیف الجثہ تھے، ایک موقع پر انکی باریک پنڈلیاں دیکھ کر صحابہ کرامؓ ہنس پڑے، تو آپؐ نے فرمایا عبداللہؓ قیامت کے دن میزان میں اُحد سے بھی زیادہ بھاری ہوں گے، دوسری روایت میں ہے کہ عبداللہؓ کا ایک پاؤں اُحد سے

۱۔ ان حالات کا ماخذ، طبقات ابن سعد، تاریخ الخطیب، اسد الغابہ، الاستیعاب، الاصابہ، اعلام الموقعین، اور تہذیبہ الابرار فی الاسامی والاخبار ہیں، شروانی،

زیادہ بھاری ہوگا، جنت کی بشارت پائی۔

۳۲ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی، حضرت عثمانؓ نے نماز جنازہ پڑھائی، بقیع میں دفن ہوئے، حضرت ابودرداءؓ نے خیر وفات سن کر کہا، ماتوا خلفہ مثلاً، اپنا مثل نہیں چھوڑ گئے، عمر کچھ اوپر ساٹھ برس کی ہوئی۔

لباس عمدہ سپید پہنتے تھے، عطر بہت لگاتے، رات میں عطر کی خوشبو سے پہچان لے جاتے، دولت مند تھے، نوے ہزار درہم ترکے میں چھوڑے، بیس ہزار درہم خزانہ خلافت میں جمع تھے، وہ بھی ورثہ کو ملے۔

حضرت سرور عالمؐ اُن سے قرآن مجید پڑھوا کر سنتے تھے، حیات مبارک کے سال آخر میں جب حضرت جبریلؑ نے رمضان میں دوبار کلام مجید آپ کو سنایا تو یہ بھی حاضر تھے، اس طرح اخیر نسخہ و تبدیل سے آگاہی کا موقع ملا۔ ارشاد نبویؐ ہے کہ جس کو یہ محبوب ہو کہ قرآن اسی طراوت و تازگی سے پڑھے جیسا کہ وہ نازل ہوا ہے تو اُس کو چاہیے کہ ابنِ اُمّ عبدُہ کی قرأت سے پڑھے، ارشاد ہے، و تمسکوا بعہد ابنِ امیر عبد، ابن مسعودؓ کی ہدایت اور حکم کو مضبوط پکڑے رہو، جن چار صاحبوں سے قرآن سیکھنے کا حکم فرمایا گیا ان میں اول ان کا نام لیا، باقی تین صاحب یہ ہیں، (حضرت) معاذ بن جبلؓ، ابی بن کعبؓ، اور سالمؓ ثولٰی ابی حذیفہ، حافظ قرآن تھے، صحابہ کرامؓ میں ان کا اقرب الی اللہ وسیلہ ہونا، اور اقرب ہم زلفی (سب سے زیادہ اللہ سے قریب) ہونا مسلم تھا، ہیئت ظاہری سیرت اور طریقے میں اور شان و وقار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہ تھے، اسی طرح علقمہؓ حضرت ابن مسعودؓ سے مشابہ تھے۔

حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں حضرت عمارؓ بن یاسر کو امیر کوفہ اور ان کو وزیر و معلم بنا کر بھیجا، اہل کوفہ کو اس موقع پر لکھا، میں ان دو صاحبوں کو بھیجتا ہوں جو نبیاء صحابہؓ سے ہیں اور اہل بدر سے ہیں اُن کی اقتدار اور اطاعت کرو اور حکم مانو، عبد اللہ بن مسعودؓ کو میں نے قسم ہے رب کی اپنے اوپر ایشار کر کے تمھارے پاس بھیجا ہے، ان کی نسبت حضرت عمرؓ کا قول ہے، کنیف

ملیٰ علماء۔ ایک تھیلا ہیں علم سے بھرے ہوتے، یہ قول تین بار کمر فرمایا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے: قرأ القرآن فاحلّ حلاله وحرم حرامه فقیہ الدین عالم السنۃ۔ ابن مسعودؓ نے قرآن پڑھ کر جو اس میں حلال تھا اس کو حلال کیا اور جو حرام تھا اس کو حرام، دین کے فقیہ ہیں، سنت کے عالم، امام شعبیؒ کا قول ہے، ما کان فی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وافقہ من صحابنا عبد اللہ ابن مسعود، اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہمارے استاد عبد اللہ بن مسعودؓ سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہ تھا۔

روایت حدیث بہت کم کرتے تھے، الفاظ حدیث میں سخت احتیاط کرتے تھے، جس وقت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زبان سے نکلتا کانپ اٹھتے، فرماتے تھے لیس العلم بکثرة الروایۃ ولكن العلم بالخشیۃ، علم کثرت روایت کو نہیں کہتے بلکہ علم خدا تعالیٰ سے ڈرنے کو کہتے ہیں، عمرو بن میمون کا قول ہے کہ میں ایک برس عبد اللہ بن مسعودؓ کے پاس رہا، ایک دن بھی انھوں نے رسول اللہ سے حدیث روایت نہیں کی، نہ یہ کہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صرف ایک بار حدیث بیان کی اور ان کی زبان پر لفظ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاری ہوا، بے قرار ہو گئے، میں نے دیکھا کہ ان کی پیشانی سے پسینہ ٹپک رہا تھا، الفاظ بالا کہہ کر یہ الفاظ کہے، انشاء اللہ اما فوق ذالک واما قریب من ذالک اودون ذالک، انشاء اللہ یا اس سے بڑھ کر یا اس کے قریب یا اس سے کم، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی، حضرات ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے منجملہ دیگر صحابہ رضی اللہ عنہ کے ان حدیث سنی، تابعین میں علقمہؒ، اسودؒ، مسروقؒ، ابو وائل شقیقؒ، شریحؒ وغیرہم نے۔

حالات بالا پر ایک نظر | حضرت ابن مسعودؓ کے حسب ذیل اوصاف نمایاں ہیں، قدیم الاسلام ہونا، ابتداء سے انتہاء تک ذات اقدس سے قرب تام اور شرف خدمت، معتد و محرم امر ہونا، وفور علم و شان معلیٰ و خوبی تعلیم، حافظ و اعلم کتاب اللہ ہونا، علم وفقہ و سنت میں فوقیت اور تفقہ میں باریک نظری، قرب الہی و وسیلہ الی اللہ ہونے میں امتیاز، ہیبت ظاہری، سیرت اور طریقے میں اور شان و وقار میں سب زیادہ آپؐ سے مشابہ ہونا، آنحضرتؐ کا ارشاد، تمشکوا بعہد ابن امّ عبد، ابن مسعودؓ کی

ہدایت اور حکم کو مضبوط پکڑے رہو، حضرت عمرؓ کا ان کے علم و تفقہ پر اعتماد گلی، اہل کوفہ کو ان کی اقتدار، اطاعت اور ان کے حکم ماننے کا امر، حضرت علیؓ کی ان کے علم کتاب و فقہ و سنت کی توثیق، فقہ میں باریک نظری، روایت حدیث کی تغلیل اور حفاظت الفاظ میں احتیاط۔

یہ تم سُن چکے کہ تمام صحابہ کرامؓ کے علم کے حامل چھ حضرات تھے، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم اجمعین، یہ بھی سُن چکے ہو کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کا علم حضرت ابن مسعودؓ اور ان کے شاگردوں کے پاس رہا۔ حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن عباسؓ نے ان سے حدیث سنی۔ مسروقؓ کا قول پڑھ چکے کہ چھ کا علم دو کو پہنچا، حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت علیؓ کو، یہ بھی سُن چکے کہ حضرت علیؓ کا علم وہی محفوظ رہا جو اہل بیت اطہار کے سینوں میں رہا، یا حضرت ابن مسعودؓ کے، نتیجہ ظاہر یہ کہ علم صحابہؓ کے مرجع اخیر اور خزینہ دار حضرت ابن مسعودؓ تھے، رضی اللہ عنہ۔

اس خلافت حالات سے حضرت ابن مسعودؓ کے وجود کی عظمت علم و تعلیم کی جلالت ثابت ہوتی ہے، اسی کا اثر تھا جو خطیب نے لکھا ہے کہ فبث عبد اللہ فیہم علما کثیرا وفقہ منہم جماعفیرا، عبد اللہؓ نے اہل کوفہ میں علم بکثرت پھیلا دیا، اور گروہ کثیر کو فقیہ بنادیا، حضرت ابن مسعودؓ کے شاگردوں کی بابت حافظ ابن قیمؒ کا قول پڑھ چکے کہ اکابر تابعین سے تھے، اور اکابر صحابہؓ کی موجودگی میں فتویٰ دیتے تھے، جس کو وہ حضرات جائز رکھتے۔

علقمہ بن قیسؓ | نخعیؒ ہیں، التابعی الکبیر الجلیل الفقیہ البارع، بڑی شان کے جلیل القدر تابعی فقہی عقل و دانش میں فائق، کان من الربانیین، علمائے ربانی میں سے تھے، اجمعوا علی جلالتہ و عظم محلہ و وفور علمہ و جمیل طریقہ، ان کی جلالت شان، عالی قدری اور خوبی طریقہ پر اجماع ہے، ابراہیم النخعیؒ کا قول ہے، کان علقمہ یشبہ بابن مسعود، علقمہ ابن مسعودؓ سے مشابہ تھے، (تہذیب الاسماء نووی)۔

دیکھو عہد اسلام کی سیر حاصلی، ان کے دو بھتیجے، اسود اور عبد الرحمن بلند مرتبہ تابعی ہیں، اور

ایک نواسہ ابراہیم نخعی، ایک گھر میں چار عالی قدر تابعی۔

مشرق الہدائی | اتفقوا علی جلالتہ و توثیقہ و فضیلتہ و امامتہ، ان کی جلالت، امامت اور ثقہ ہونے پر اجماع ہے، حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی، حضرت عمرؓ و حضرت علیؓ سے ملاقات کی، امام شعبیؒ کے استاد ہیں۔ (تہذیب الاسماء)

اسود الثخنی | تابعی فقیہ امام صالح، حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ کو دیکھا، حضرت علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ و حضرت عائشہؓ وغیرہم سے روایت کی، اتفقوا علی توثیقہ و جلالتہ۔ ان کے ثقہ ہونے اور جلالت پر اتفاق ہے، اشی جج اور عمرے علیحدہ علیحدہ کئے۔ (تہذیب الاسماء)

عمر بن شریل الہدائی | امام بخاریؒ، مسلمؒ، و ترمذیؒ اور نسائیؒ نے ان سے روایت کی ہے، حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ سے روایت کی، (خلاصۃ مذہب) ثقہ عابد تھے۔ (تقریب التہذیب)

شریح القاضی | زمانہ نبوت پایا، حضوری سے مشرف نہ ہوتے، حضرت عمرؓ نے ان کو قاضی کو ذمہ مقرر کیا، وہاں ساٹھ برس قاضی رہے، حضرت علیؓ نے ان سے فرمایا انت اقصی العرب تم عربوں میں قضاء میں فائق ہو، ان کی روایتوں کے حجت ہونے اور ان کے ثقہ ہونے اور دین و فضل پر اور ذکاوت پر اتفاق ہے، نیز ان کے سب سے زیادہ عالم قضا ہونے پر۔ (تہذیب الاسماء)

ابراہیم الثخنی | تابعی جلیل القدر، حضرت عائشہؓ کی خدمت میں باریاب ہوتے، ان کے ثقہ ہونے، جلالت شان اور فقہ میں فائق ہونے پر اتفاق ہے، شعبیؒ نے ان کی وفات کے وقت فرمایا، ما ترک احدًا اعلیٰ منہ و افقہ، انھوں نے اپنے آپ سے زیادہ عالم اور فقیہ نہیں چھوڑا، اعمش کا قول ہے، کان الثخنی صیر فی الحدیث، نخعی حدیث کے نقاد تھے، (تہذیب الاسماء)

حماد بن ابی سلیمان | اشعری کو فی ہیں، ابو اسماعیل کنیت، حضرت انسؓ، اور ابن المسیبؓ اور ابراہیمؓ سے روایت کی اور ان سے ابو حنیفہؒ اور شعبہؒ نے، ثقہ، امام مجتہد، سخی و جواد تھے، ابو اسحقؒ کا قول ہے کہ وہ شعبیؒ سے فقہ میں فائق تھے۔ (الکاشف للذہبی)

فقہ حنفی پر ایک نظر

(۱) بیانِ بالا سے واضح ہو چکا کہ جس علمِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مرجعِ آخر و خزینہ دار حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ تھے، وہ تابعین کبار کو پہنچا، ان سے ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ کو، ان سے حماد بن ابی سلیمان کو، ان سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو، ان سے ابو یوسفؒ و محمد بن حسن وغیرہم تلامذہ کو، یہی وہ علم تھا جس کی تدوین و ترویج کا اہتمام اکابر صحابہ کرامؓ نے اہتمامِ کتاب اللہ کے بعد اس زمانے میں کیا جبکہ روایتِ حدیث قلیل تھی، بلکہ روکی جاتی تھی، خلفائے راشدین کا دور اسی کے اہتمام میں صرف ہو گیا، امام اعظمؒ اور ان کے تلامذہ کی کوششوں نے اس علمِ دین کو مدون و مرتب کر کے ایک ایسا آئین شریعت ملک و ملت کے سامنے رکھ دیا جو حق و ہدایت کی قوت سے دنیا سے اسلام کی عبادات و معاملات کی ضرورتوں اور حاجتوں کو رو کر دینے اور دنیا سے اسلام میں پھیلنے کے لئے تیار اور آمادہ تھا، اس علم کی یہ عجیب خصوصیت ہے کہ چار پشت تک تابعینؒ کے سینوں میں رہنے کے بعد امت کو ملا، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ امام اعظمؒ کا علم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علم کا مجموعہ ہے اور وہ فقہ حنفی ہے۔

(۲) مذہبِ اسلام روئے زمین کے انسانوں کے لئے آخری دین الہی ہے، اس کا اعلان ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ غالب رہیں گے، یہ بھی اس کا اعلان ہے کہ وہ تمام ادیان پر حق و ہدایت کی قوت سے غالب رہیں گے، اور یہ بھی کہ حزب اللہ کا طرہ امتیاز غلبہ ہے۔

اسلام کے فرق باطلہ کے باطل ہونے کی بڑی دلیل اس میں ہے کہ وہ کبھی دیر پا غلبہ روئے زمین پر نہ پاسکے، ان کا کارنامہ یہی ہے کہ کسی نہ کسی طرح انھوں نے اپنے وجود کو قائم رکھا، مثال کے لئے دیکھو فرقہ باطنیہ کی تاریخ۔

مذہبِ حق میں سب زیادہ غلبہ مذہبِ حنفی کو ابتداء سے آج تک حاصل رہا ہے، مورخین و محدثین اس کے شیوخ کو زمین پر چھاجانے سے تعبیر کرتے ہیں، امام سفیانؒ بن عیینہ کا قول تم نے پڑھا ہے کہ ابو حنیفہؒ کی راستے آفاق میں پہنچ گئی، وقد بلغ الأفاق، خطیب نے امام ابو یوسفؒ کے حالات میں لکھا ہے، وبث علم ابی حنیفۃ فی اقطار الارض، انھوں نے ابو حنیفہؒ کا علم زمین کے ایک سرے سے

سے دوسرے کناے تک پہنچا دیا۔

تم اوپر پڑھ چکے ہو کہ شیخ طاہر طینی صاحب مجمع البحار نے المنعنی میں فقہ حنفی کا سارے آفاق میں پھیل جانا اور روتے زمین کو ڈھک لینا لکھا ہے، ان کے الفاظ ہیں: "العلوم المنتشر في الافاق و علم طبق الارض" یہ بھی لکھا ہے کہ "اگر مذہب فقہ حنفی میں اللہ تعالیٰ کا سر حنفی نہ ہوتا تو نصف یا اس کے قریب اسلام اُس کے تقلید کے جھنڈے کے نیچے جمع نہ ہو جاتا۔" ملا علی قاریؒ نے دو ثلث اہل اسلام کا گیارہویں صدی ہجری میں حنفی ہونا لکھا ہے۔

اس کی قوت ظہور اور خوبی تدوین و کمال ترتیب کا اندازہ اس سے کرو کہ امام اعظمؒ کی وفات کے ٹھیک سو^{۱۹} برس بعد خلیفہ بغداد ہادی کے عہد میں امام ابو یوسفؒ ۹۶ھ میں قاضی مقرر ہوتے ہیں، وہ قوت ان کے علم میں ہے کہ عہد اسلام میں اول مرتبہ قاضی القضاۃ کی طیلان ان کے وجود پر راست آتی ہے، اور فقہ حنفی روتے زمین پر کار فرما بن جاتی ہے، ہارون الرشیدؒ کی خلافت کے شایان قاضی القضاۃ اول امام ابو یوسفؒ ہی ٹھہرے، خلافت عباسیہ کے بعد جتنی ایسی قوتیں برسر کار آئیں جن کی قوت اور غلبہ کو بین الاقوام اور بین الممالک مرتبہ حاصل ہوا وہ قریباً سب کے سب حنفی تھیں، مثلاً آل سلجوق، آل عثمان، عالمگیری ہندوستان۔ بجائے خود ایک بڑا اعظم تھا، یاد تازہ کرو حافظ ابن قیمؒ کے اس بیان کی کہ مسروقؒ کا قول ہے کہ حضرت ابن مسعودؒ کا علم وہ خلیج ہے کہ اگر اس پر روتے زمین کے تشنہ کام وارد ہو جائیں تو سیراب ہو سکیں، بلاؤ اس کے ساتھ حضرت مجدد الف ثانیؒ کا کشف کہ نظر کشفی میں دوسرے مذاہب حیاض و جداول کی شکل میں منکشف ہوتے ہیں، مذہب حنفی بشکل دریائے زخار جو عرش سے گر رہا ہے، دوسرے مذاہب حقہ غمو یا ملک سے مخصوص ہے یا نسل سے، بین الاقوامی مرتبہ کمتر پاسکے۔

اسلام کی قوت و حقانیت کی کھلی ہوئی دلیل اس میں ہے کہ اس کے احکام میں مختلف ممالک مختلف نسلیہ انسانی کی ضرورتوں کا لحاظ پایا جاتا ہے، اور ان کے حامل مذاہب حقہ ہیں، اگر کبھی یہ بحث لکھی جلتے کہ مذاہب اربعہ مختلف ممالک اور مختلف نسلوں میں کس مناسب سے پھیلے تو علم نفسیات کا دلچسپ باب ہو گا۔

دیکھو تابعین و تبع تابعین کے دور میں ہزاروں نہیں تو سینکڑوں صاحبِ مذہب امام و مجتہد تھے جن کے مذاہب پھیلے، اور مضحمل ہو گئے، بالآخر تبوہ چار ہی رہے۔

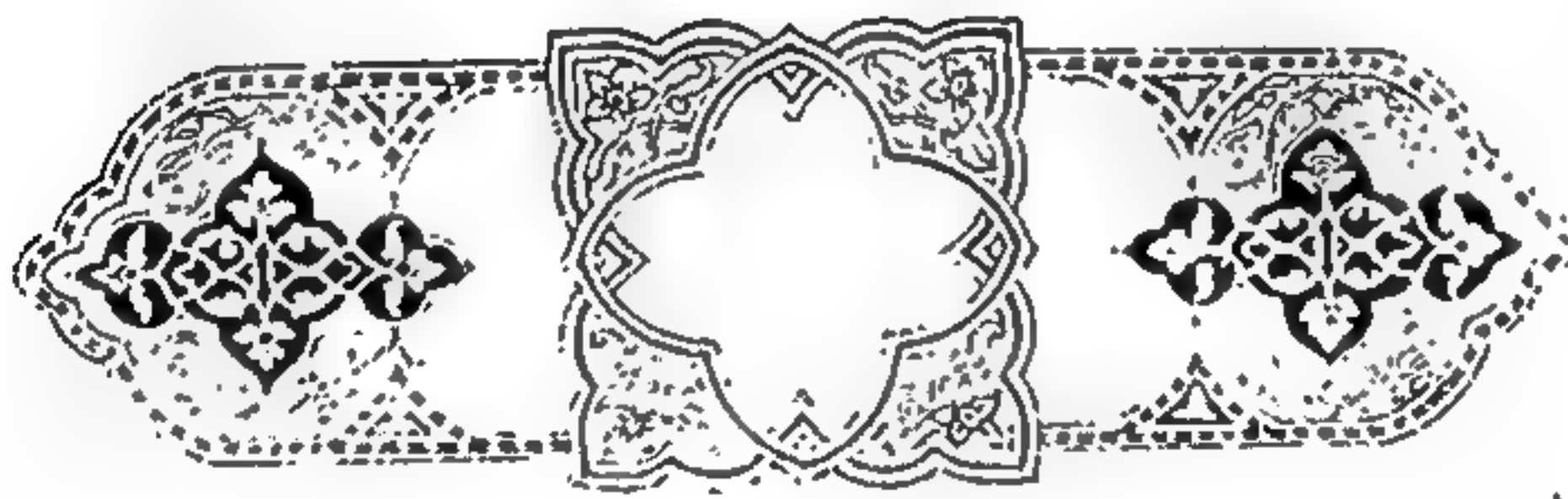
ان میں بھی جو شیوخ و غلبہ مذہب حنفی کو رہا ظاہر ہے، معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں غلبہ و ظہور کی جو قوت و برق حق و ہدٰی کی مدد سے تھی اس کا وافر حصہ مذہب حنفی میں ودیعت تھا، اور یہی وہ خفی بہر الہی ہے جس کو شیخ طاہر بنی مذہب حنفی کی کامیابی و غلبہ کا سبب بتاتے ہیں۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ ضروری ہے، عام طور پر مذہب حنفی اور مذہب مالکی کی کامیابی کا سہرا امام ابو یوسفؒ اور امام یحییٰ بن یحییٰ المصمودی کے سر باندھا جاتا ہے کہ ان کا وجود نہ ہوتا تو شیوخ حاصل نہ ہوتا، یہ صحیح ہے کہ یہ دونوں امام ان دونوں مذہبوں کے شیوخ و رواج کا زبردست ذریعہ بنے، لیکن یہ صحیح نہیں کہ ان کے شیوخ اور ترویج کی علتِ تامہ وہ دونوں ہیں، اس پر غور کرنا چاہیے کہ تعلیم سے شاگرد پیدا ہوتے ہیں، تصانیف پیدا ہوتی ہیں نہ یہ کہ استاد کی تعلیم کی خوبی شاگرد پیدا کرتا ہے، شخصی کوششوں سے فروغ و رواج تعلیم ضرور ہوتا ہے، مگر عالمگیر غلبہ و ظہور جو صدیوں تک قائم و باقی رہے وہ خود اس تعلیم کی اندرونی قوت و اثر ہی سے ہو سکتا ہے، بالآخر کامل شاگردوں کا وجود بھی تو قوت و خوبی تعلیم کا منت کش ہے، امام ابو یوسفؒ اور امام یحییٰؒ بھی مذہب حنفی و مالکی کی قوت کا ثبوت ہیں۔

نتیجہ واقعات بالا یہ ہے کہ محدثین کرام کی شہادت و توثیق کے بموجب امام ابو حنیفہؒ کا علم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا علم تھا جو تیسری برس کی ذمہ داری تمام اور قریب خاص میں مشکوٰۃ نبوت سے براہِ راست حاصل کیا گیا، اور جو بالآخر تمام صحابہ کرامؓ کے علم کا مجموعہ بنا، اور چار پشت تک تابعینؒ، کبار و کرام کے سینوں سے گزر کر امام اعظمؒ کے تلامذہ رشید کو پہنچا اور انھوں نے عالم اسلام کو پہنچایا، اور جو آخر تک فقہائے عظام کی کوششوں سے ایک عالم کے واسطے

۱۷ فاکس اس حصہ مضمون و حصہ جرح کی نگارش میں مفتی سید عبداللطیف صاحب استاد جامعہ عثمانیہ کے مشورہ کا دل سے ممنون ہے اگر وہ مشورہ نہ ہوتا تو حق یہ ہے کہ حق بحث اس جامعیت ادا نہ ہوتا، (مشروانی)

سرمایہ اعمالِ حسنہ بنا ہوا ہے، اور چونکہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اقرب الی اللہ وسیلۃً تھے لہذا خالقِ اکبر جلّ جلالہ کی بارگاہ میں اس کے عاجز بندوں کیلئے وسیلہٴ عظمیٰ ہے، فالجہل اللہ علیٰ ذلک:



قاضی

ابوسفی

قاضی ابو یوسفؒ

یعقوب بن ابراہیمؒ، ابو یوسف القاضی، شاگرد ابو حنیفہؒ، نسب یہ ہے، ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن سعد بن بکیر بن معاویۃ الانصاری (حضرت) سعدؒ صحابی ہیں، اُن کی ماں حبۃ صحابیہ، سعدؒ اُحد کے دن (حضرت) رافع بن خدیجؒ اور حضرت ابن عمرؓ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ملاحظہ میں پیش ہوئے، کم سنی کی وجہ سے بھرتی نہیں ہوئے۔
تحصیل علم | ابو یوسفؒ ۳۱۱ھ میں پیدا ہوئے، گھر مفلس تھا، حدیث اور فقہ کی تحصیل کا شوق تھا، حدیث کی روایت منجملہ دیگر مشائخ کے یحییٰ بن سعید الانصاری، سلیمان الاعمش، ہشام بن عروہ، عطاء بن السائب، لیث بن سعد سے کی۔ محمد بن حسن، احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین وغیرہم نے ان سے روایت کی، بغداد میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

ایک روز ابو حنیفہؒ کی محفل میں بیٹھے تھے کہ ان کے والد وہاں پہنچے، یہ باپ کے ساتھ ہو گئے، باپ نے کہا کہ ابو حنیفہؒ کے قدم پر قدم مت رکھو، ان کو تو پکی پکائی ملتی ہے، تمہیں پیٹ پالنے کی ضرورت ہے، اُنھوں نے یہ سن کر طلب علم میں کمی کر دی، ان کا بیان ہے کہ ابو حنیفہؒ نے میری جستجو کی، بیٹھ رہے

۱۵ ہشام بن عروہ، ابواسحق شیبانی، عطاء بن السائب اور ان کے طبقے سے سماع حدیث کیا، اکبر شیوخ حصین بن عبد الرحمن ہیں ان سے محمد بن حسن، احمد بن حنبل، بشر بن الولید، یحییٰ بن معین اور بہت لوگوں نے سماعت حدیث کی۔

یحییٰ بن معین کا قول ہے، ابو یوسفؒ صاحب حدیث و صاحب سنت تھے، (امام) احمدؒ کا قول ہے ابو یوسفؒ حدیث میں صاحب انصاف تھے، ذہبیؒ کا قول ہے کہ میں نے ابو یوسفؒ اور محمد بن حسنؒ کے حالات علیحدہ کتابوں میں لکھے ہیں۔

(تذکرۃ الحفاظ للذہبی)

کے بعد پہلی بار میں ان کے پاس پہنچا تو پوچھا آنا کیوں چھوڑ دیا، میں نے کہا کہ پیٹ کی فکر اور باپ کی فرمانبرداری کی وجہ سے، یہ کہہ کر میں بیٹھ گیا، آدمی چلے گئے، تو ایک تھیلی مجھ کو دی اور کہا اس کو خرچ کرو، جب ختم ہو جائے تو اطلاع کرنا، پڑھنا مت چھوڑو، میں نے دیکھا تو شہودرم تھے، اب میں نے پابندی سے پڑھنا شروع کیا، چند روز کے بعد شہودرم اور عنایت ہوتے، حالانکہ میں نے اشارۃً بھی ختم ہونے کا ذکر نہیں کیا تھا، اسی طرح بے طلب عنایت ہوتی رہی، یہاں تک کہ میں آسودہ حال ہو گیا۔

ایک روایت کے بموجب باپ نے چھوٹا چھوڑا تھا، ماں درس سے اٹھالے جاتی تھی، ایک روز ابو حنیفہ نے ان کی والدہ سے کہا، نیک بخت! جا، یہ علم سیکھ کر فالودہ روغن پستہ کے ساتھ کھاتے گا، یہ سنکر وہ بڑ بڑاتی ہوئی چلی گئیں، جب قاضی القضاۃ ہو گئے، تو ایک بار خلیفہ ہارون رشید کے دسترخوان پر فالودہ پیش ہوا، خلیفہ نے اُن سے کہا، یہ کھاؤ، یہ روز روز نہیں تیار ہوتا ہے، پوچھا، امیر المؤمنین کیا ہے، کہا فالودہ اور روغن پستہ، یہ سنکر ابو یوسف ہنس پڑے، خلیفہ نے پوچھا، کیوں ہنسے، کہا بخیر، امیر المؤمنین کو اللہ تعالیٰ زندہ و سلامت رکھے، ہارون رشید نے اصرار کیا تو انھوں نے واقعہً بالا بیان کیا، سنکر خلیفہ کو حیرت ہوئی اور کہا علم دین و دنیا میں عزت دیتا ہے، اللہ تعالیٰ ابو حنیفہؒ پر رحمت فرمائے، وہ عقل کی آنکھوں سے وہ کچھ دیکھتے تھے جو ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتا۔

اہم اعظمؒ کی | سترہ برس تک ابو حنیفہؒ کی صحبت میں حاضر رہے، ایک بار اس زمانہ میں سخت بیمار صحبت میں ہو گئے، ام صاحبؒ نے آکر دیکھا تو واپسی میں اُن کے دروازے پر متفکر کھڑے ہو گئے،

کسی نے سبب پوچھا، تو کہا یہ جوان مر گیا تو زمین کا سب سے بڑا عالم اٹھ جائے گا،

ابو یوسفؒ کا قول ہے کہ دنیا میں کوئی چیز مجھ کو ابو حنیفہؒ اور ابن ابی لیلہ کی مجلس سے زیادہ محبوب نہ تھی، ابو حنیفہؒ سے بڑھ کر فقیہ اور ابن ابی لیلہ سے اچھا قاضی میں نے نہیں دیکھا۔

خطیب کا قول ہے کہ ابو حنیفہؒ کے شاگردوں میں دو شاگرد سب سے زیادہ ممتاز تھے، ابو یوسفؒ اور زفر، عمار دین ابی مالک، کا قول ہے کہ ابو حنیفہؒ کے شاگردوں میں ابو یوسفؒ کی مثال نہ تھی، اگر وہ نہ ہوتے تو نہ کوئی ابو حنیفہؒ کو جانتا، نہ ابن ابی لیلہ کو، وہی تھے، جنھوں نے ان کا علم پھیلایا،

اور ان کے اقوال کو دور دور پہنچایا۔

طلحہ (بن محمد) کا قول ہے، ابو یوسفؒ کی شان مشہور علم و فضل بلند تھا، ابو حنیفہؒ کے شاگرد تھے، فقہ میں اپنے معاصرین میں سب سے بڑھ کر، ان سے بڑھ کر ان کے زمانے میں کوئی نہ تھا، علم و حکمت و ریاست و قدر میں انتہا کو پہنچے ہوتے تھے، وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ابو حنیفہؒ کا علم زمین کے کناروں تک پہنچا دیا، اصول فقہ کی کتابیں لکھیں، مسائل کا نشر الملاء کے ذریعے سے کیا۔

ایک بار اعمش نے ان سے ایک مسئلہ دریافت کیا، جواب سن کر کہا، یہ کہاں سے کہتے ہو، کہا فلاں حد سے جو آپ سے روایت کی ہے، اعمش نے ہنس کر کہا کہ یہ حدیث مجھ کو اس وقت سے یاد ہے کہ تمہارے باپ کی شادی بھی نہ ہوتی تھی، معنی اُس کے آج معلوم ہوتے۔

امام مزنیؒ سے کسی نے اہل عراق کی بابت پوچھا، ابو حنیفہؒ کی بابت کہا، ”سیدنا ہم“ ان کے سردار، ابو یوسفؒ کی بابت کہا، اتبعہم للحدیث ان میں سب سے زیادہ حدیث کے پیرو، محمد بن حسن سب سے زیادہ مسائل اخذ کرنے والے، زفر سب سے زیادہ قیاس میں تیز۔

ہلال بن یحییٰ کا قول ہے، کہ ابو یوسفؒ تفسیر، مغازی، آیام عرب کے حافظ تھے، فقہ ان کے علوم میں اقل العلوم تھی۔

ایک بار ابو حنیفہؒ کے سامنے ابو یوسفؒ اور زفرؒ نے کسی مسئلے پر بحث کی، ظہر تک جاری رہی، اور ایک دوسرے کی دلیل کو رد کرتا رہا، ظہر کے وقت ابو حنیفہؒ نے زفرؒ کی ران پر ہاتھ مار کر کہا، جس شہر میں ابو یوسفؒ ہوں، اُس کی ریاست کی ہوس مت کرو۔

ایک بار ابو حنیفہؒ نے اپنے شاگردوں کی بابت کہا، یہ چھتیسؒ مرد ہیں، ان میں سے اٹھارہ عہدۂ قضا کی اہلیت رکھتے ہیں، چھؒ فتویٰ دینے کی، دو ایسے ہیں جو قاضیوں کو پڑھا سکتے ہیں، یہ کبیر ابو یوسفؒ اور زفرؒ کی طرف اشارہ کیا۔

ایک بار ابو حنیفہؒ (جو فراست میں ممتاز تھے) نے داؤد طائی سے کہا کہ تم عبادت کے ہو رہو گے، ابو یوسفؒ سے کہا، تم دنیا کی طرف مائل ہو گے، اسی طرح زفرؒ وغیرہ کی نسبت رائے ظاہر کی، جو کہا تھا،

واقعات نے وہی ثابت کیا۔

لطیفہ :- ایک شخص ابو یوسفؒ کی صحبت میں خاموش بیٹھ رہتے تھے، ایک بار انھوں نے کہا تم بولتے کیوں نہیں، کہا بہت اچھا، روزہ کب افطار کرنا چاہیتے، کہا جب آفتاب غروب ہو، بولے اگر آفتاب آدمی رات تک غائب نہ ہو تو یہ یسکر ابو یوسفؒ ہنس پڑے، اور کہا تمہارا خاموش رہنا ہی اچھا، تمہاری زبان گھلوا کر میں نے خطا کی۔

عہدہ قضاہ | خلیفہ ہادی دہلوی (بن ہدی) نے ۱۶۶ھ میں بغداد کا قاضی مقرر کیا، ہارون رشید نے اپنی خلافت میں بحال رکھا، اسلام میں وہ اوّل شخص ہیں، جو قاضی القضاۃ ہوئے، سترہ برس تک قاضی القضاۃ رہے۔

اُن کے قاضی ہونے کے عہد میں ایک بار امیر المؤمنین ہادی کے ایک باغ پر کسی نے اُن کی عداوت میں دعویٰ کیا، بظاہر خلیفہ کا پہلو زبردست تھا، مگر واقعہ اُس کے خلاف تھا، امیر المؤمنین نے کسی موقع پر اُن سے پوچھا، کہ تم نے فلاں باغ کے معاملہ میں کیا کیا۔ جواب دیا مدعی کی درخواست یہ ہے کہ امیر المؤمنین کی حلفیہ شہادت اس پر لیجائے کہ اُن کے گواہوں کا بیان سچا ہے، ہادی نے پوچھا، کیا اُن کی یہ درخواست واجبی ہے، جواب دیا کہ ابن ابی لیلا کے فیصلے کے مطابق صحیح ہے، خلیفہ نے کہا اس صورت میں باغ مدعی کو دلاؤ، یہ ابو یوسفؒ کی ایک تدبیر تھی۔

وفات | ۵ ربیع الاول یاریع الآخر باختلاف قولین ۱۸۲ھ میں انتقال کیا، انتقال کے وقت انہتر برس کی عمر تھی۔

وفات کے وقت کہا، کاش میں اس فقر کی حالت میں مرتا، جو شروع میں تھی، اور قضاہ کے کام میں نہ پھنستا، خدا کا شکر ہے اور اس کی یہ نعمت ہے کہ میں نے قصداً کسی پر ظلم نہیں کیا، اور نہ ایک فریق معاملہ کی، دوسرے کے مقابلے میں پروا کی، خواہ وہ بادشاہ تھا یا بازاری۔

۱۷ ابن عبد البر کا قول ہے، میرے علم میں کوئی ایسا قاضی سوائے ابو یوسفؒ کے نہیں، جس کا حکم مشرق سے مغرب تک سائے آفاق میں رواں رہا ہو۔ (شذرات الذهب لابن عماد الحنبلی)

وفات کے وقت یہ قول بھی منقول ہے، بار اہلہا ! تو خوب جانتا ہے، کہ میں نے کسی فیصلے میں جو تیرے بندوں کے درمیان کیا خود راتی سے کام نہیں لیا، تیری کتاب اور تیرے رسول کی سنت کی پیروی کی کوشش کی، جہاں مجھ کو اشکال پیش آیا، ابو حنیفہؒ کو اپنے اور تیرے درمیان میں واسطہ کیا، اور واللہ وہ میرے نزدیک اُن لوگوں میں سے تھے، جو تیرے حکم کو پہچانتے تھے، اور کبھی جان کر حق کے دائرے سے نہیں نکلے تھے، یہ بھی موت کے وقت ان کی زبان پر تھا، بار اہلہا ! تو جانتا ہے، کہ میں نے جان کر حرام نہیں کیا اور نہ جان کر کوئی درم حرام کا کھایا۔

اُن کی علالت کے دوران میں معروف کرخیؒ نے اپنے ایک رفیق سے کہا کہ میں نے سنا ہے، ابو یوسفؒ زیادہ علیل ہیں، تم اُن کی وفات کی خبر مجھ کو دینا، راوی کا بیان ہے کہ میں دار الرقیق کے دروازہ پر پہنچا تو ابو یوسفؒ کا جنازہ نکل رہا تھا، دل میں کہا کہ اب معروف کرخیؒ کو خبر کرنے جاؤ، ہوں تو نماز جنازہ نہ ملے گی، چنانچہ نماز میں شریک ہو کر اُن کے پاس پہنچا اور خبر وفات سُنائی، اُن کو سخت صدمہ ہوا، بار بار اِنَّا لِلّٰہِ پڑھتے تھے، میں نے کہا یا ابا محفوظ ! آپ کو نماز جنازہ میں شریک نہ ہونے کا اس قدر صدمہ کیوں ہے؟ کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہوا ہوں، دیکھتا ہوں کہ ایک محل تیار ہو رہا ہے، اس کا بالائی حصہ مکمل ہو چکا، پر دے آویزاں کر دیتے گئے، غرض ہر طرح پورا ہو چکا، میں نے پوچھا یہ کس کیلئے تیار ہو رہا ہے، لوگوں نے کہا ابو یوسفؒ کے واسطے، میں نے کہا یہ مرتبہ انھوں نے کیوں کر پایا، جواب ملا، اچھی تعلیم دینے اور اُس کے شوق کے صلے میں اور لوگوں نے جو اذیت پہنچائی اُس کے صلے میں۔

شجاع بن مخلد کا قول ہے کہ ہم ابو یوسفؒ کے خانے میں شریک ہوتے، عباد بن العوام بھی ہمارے ساتھ تھے، میں نے اُن کو یہ کہتے سنا، کہ اہل اسلام کو چاہیے کہ ابو یوسفؒ کی وفات پر ایک دوسرے کے ساتھ تعزیت کریں۔

۱۔ خلیفہ ہارون الرشید جنازہ کے آگے آگے چلتے تھے، نماز جنازہ خود انھوں نے پڑھائی، مقابر قریش میں اہم جعفر زبیدہ کی قبر کے پاس دفن کیا، محمد بن جعفر کا قول ہے، ابو یوسفؒ کی شان مشہور، فضل ظاہر تھا، اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ فقیہ تھے، اُن سے بڑھ کر کوئی نہ تھا، علم، حلم، ریاست، قدر و جلالت میں انتہا کو پہنچے ہوئے تھے، العبر میں لکھا ہے، ابو یوسفؒ جو ادا اور سخی تھے، (باقی صفحہ پر)

وفات سے پہلے کہتے تھے کہ سترہ برس ابو حنیفہؒ کی صحبت میں رہا، سترہ برس دنیا کے کام میں رہ چکا، میرا گمان ہے کہ اب میری موت قریب ہے۔ اس قول کے چند مہینے کے بعد وفات پائی۔
ان کے بیٹے یوسفؒ غزنی بغداد کے قاضی تھے۔

مناقب و جرح ابن کامل کا قول ہے کہ یحییٰ بن معین، احمد بن حنبل، اور علی مدینی اُن کے ثقہ فی النقل ہونے پر متفق ہیں۔

یحییٰ بن معین کا قول ہے، کہ ابو یوسفؒ اصحاب حدیث کی جانب مائل تھے، اور اُن کو دوست رکھتے تھے، اور میں نے اُن سے حدیثیں لکھی ہیں۔

امام احمدؒ بن حنبل کا قول ہے، کہ حدیث میں میرے پہلے استاد ابو یوسفؒ ہیں، اُن کے بعد میں اوروں سے حدیث لکھی، ابن مدینی کا قول ہے، کہ ابو یوسفؒ صدق تھے۔

خطیب بغدادی نے اپنا مورخانہ فرض امام ابو یوسفؒ کے حالات میں بھی جرح کے متعلق ادا کیا ہے اور متواتر روایتیں جرح کی نقل کی ہیں، اسی کے ساتھ اثنائے بیان میں بعض جرحوں کا جواب بھی دیا ہے۔ جرح سب کی سب غیر مفسر اور غیر مبین السبب ہیں، مواد جرح وہی ہے، جو امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کی نسبت جرحوں کا ہے، یعنی مرجئی ہونا وغیر ذلک، مذکور الصد کے دونوں اماموں کے ذکر میں اس پر جو بحث مجمل و مفصل ہو چکی وہی یہاں بھی کی جاسکتی ہے، اعادہ تحصیل حاصل، یا لا حاصل، متاخرین ائمہ رجال نے امام ابو یوسفؒ کے متعلق بھی جرح متروک کر دی ہے، صرف مناقب و تعدیل لکھی ہے۔

مثلاً دیکھو تذکرۃ الحفاظ امام ذہبیؒ، اور شذرات الذہب ابن عماد الحنبلیؒ۔

مبتدین میں سے امام ابن قتیبہؒ نے معارف میں نہ امام اعظمؒ پر جرح کی ہے اور نہ ابو یوسفؒ پر، حالانکہ دوسرے رجال پر جرح کرتے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ ۹) ابو حاتم کا قول ہے، انکی حدیث لکھی جائے۔ انتہی، ابن اہدل کا قول ہے کہ اکثر علماء ابو یوسفؒ کی فضیلت و عظمت کے قائل ہیں۔ ابن عبد البر کا قول ہے، ابو یوسفؒ فقیہ عالم حافظ تھے کثیر الحدیث و شذرات الذہب لابن عماد الحنبلیؒ) امام اعظمؒ کا ذکر گر چکا، امام محمدؒ کا آگے آرہا ہے۔ (ناشر)

الحمد لله

امام محمدؒ

محمد بن الحسن بن فرقد ابو عبد اللہ شیبانی، صاحب امام ابو حنیفہؒ و امام اہل الرائے، دراصل دمشق میں
حسّان نامی قریہ کے باشندے، ان کے والد عراق آئے، محمدؒ واسط میں پیدا ہوئے، کوفہ میں نشو و نما
پائی، وہیں امام ابو حنیفہؒ، مسعر بن کدام، سفیان ثوریؒ وغیرہ سے علم سنا، سماع حدیث بکثرت کیا،
نیز امام مالکؒ، اوزاعیؒ، اور امام ابو یوسف قاضی سے، بغداد میں سکونت اختیار کی اور حدیث و فقہ کی
روایت کی، امام شافعیؒ، دابوسلیمان، جوزجانی وغیرہ نے ان سے حدیث روایت کی ہے، ہارون رشید
نے قاضی مقرر کیا، ان کے ساتھ خراسان گئے، بمقام رے انتقال کیا، وہیں مدفون ہیں، اسی روز کسان نے
وفات پائی، ہارون رشید (افسوس کرتے ہوئے) نے کہا میں نے آج لغتہ اور فقہ کو دفن کر دیا،
پیدائش ۱۳۲ھ میں وفات ۱۸۹ھ میں عمر ۵۸ سال، اگرچہ حدیث کی سماعت کثیر تھی مگر راستے پر غور
کیا، اسی کا غلبہ ہوا، اور اسی میں شہرت پائی،

ان کا قول ہے کہ باپ نے تیس ہزار روپیے چھوڑے تھے، میں نے پندرہ ہزار تنخواہ اور شعر کی
تحصیل میں اور پندرہ ہزار حدیث و فقہ کی تحصیل میں خرچ کر دیئے۔

امام شافعیؒ نے امام محمدؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں تین برس سے زیادہ امام مالکؒ کے پاس
اور ان سے سات سو سے زیادہ حدیثیں سُنیں، امام شافعیؒ کا یہ بھی قول ہے کہ جب محمد بن حسن مالک سے
روایت حدیث کرتے تھے تو کثرت سامعین سے گھر بھر جاتا، گنجائش نہ رہتی، ایک موقع پر خلیفہ ہارون رشید
کی آمد پر سب لوگ کھڑے ہو گئے، محمد بن حسن بیٹھے رہے، تھوڑی دیر کے بعد خلیفہ کے نقیب نے محمدؒ
ابن حسن کو بلایا، ان کے شاگرد و احباب پریشان ہوئے، یہ خلیفہ کے سامنے پہنچے تو پوچھا کہ تم فلاں موقع پر

کھڑے کیوں نہیں ہوتے، کہا کہ جس طبقے میں خلیفہ نے مجھ کو قائم کیا ہے اس سے نکلنا میں نے پسند نہیں کیا، اہل علم کے طبقے سے نکل کر اہل خدمت کے طبقے میں آجانا پسند نہیں آیا، آپ کے ابن عم یعنی آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے، جو شخص اس بات کو محبوب کہتا ہو کہ آدمی اس کے لئے کھڑے رہیں، وہ اپنا مقام جہنم میں بنائے، آپ کی مراد اس سے گروہ علماء ہے، پس جو لوگ حق خدمت اور اعزاز شاہی خیال کر کے کھڑے ہوں تو یہ دشمن کے لئے ہیت کا سامان ہوگا، اور جو بیٹھے رہے انھوں نے اتباع سنت کیا جو آپ کے خاندان سے لی گئی ہے، اور آپ کے لئے زینت ہے، ہارون رشید نے کہا سچ کہتے ہو۔

بیس برس کی عمر میں مسجد کوفہ میں علم کی تعلیم شروع کر دی تھی، یحییٰ بن صالح کا قول ہے کہ مجھ سے ابن اکثم نے پوچھا تم نے مالکؒ کو دیکھا ہے، ان سے حدیث سنی ہے، محمد بن حسن کی صحبت میں ہے ہو کون زیادہ فقیہ تھا، میں نے کہا محمد بن حسن مالکؒ سے افقہ ہیں۔

ابو عبیدہؒ کا قول ہے کہ کتاب اللہ کا جاننے والا محمد بن حسن سے زیادہ کوئی نہ تھا، ربیع بن سلیمان نے امام شافعیؒ کا قول نقل کیا ہے کہ اگر میں یہ کہنا چاہوں کہ قرآن محمدؐ بن حسن کی لغت میں اترتا ہے تو محمدؐ کی فصاحت کی بنیاد پر کہہ سکتا ہوں۔

مزنیؒ نے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے کوئی موٹا آدمی محمدؐ سے زیادہ سبک روح نہیں دیکھا، ان سے زیادہ فصیح بھی نہیں دیکھا، جب میں ان کو قرآن پڑھتے دیکھتا تھا تو معلوم ہوتا تھا کہ قرآن انہی کی لغت میں نازل ہوا ہے۔

ربیع بن سلیمان نے امام شافعیؒ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ میں نے محمدؐ بن حسن سے زیادہ عاقل آدمی نہیں دیکھا، یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ جامع صغیر میں نے محمدؐ بن حسن سے لکھی ہے، ربیع کا قول ہے کہ امام شافعیؒ کا مقولہ تھا کہ میں نے محمد بن حسنؒ سے ایک شتر بار کتابیں سیکھی ہیں۔

مزنیؒ سے کسی نے پوچھا کہ ابو حنیفہؒ کے حق میں کیا کہتے ہو، کہا، سید ہم، ان کے سردار ہیں، کہا اور ابو یوسفؒ، کہا، اتباعہم للحديث، ان میں حدیث کے سب سے زیادہ تابع، کہا محمد بن حسن، کہا، اکثرہم تفريعاً۔ سب سے زیادہ مسئلے نکالنے والے، کہا زفرؒ، کہا، احذہم قیاساً، قیاس میں

سب سے زیادہ بہتر۔

امام شافعیؒ کا یہ بھی قول ہے کہ فقہ کے معاملہ میں سب سے زیادہ احسان مجھ پر محمد بن حسن کا ہے۔
محمد بن حسن کا اپنے متعلقین کو یہ حکم تھا کہ مجھ سے دنیاوی کوئی فرمائش نہ کرو، جو ضرورت ہو میرے
مختار سے لے لو، تاکہ میرا قلب فارغ البال رہے اور بے فکر رہوں۔

حسن بن داؤد کا قول ہے کہ بصرہ والوں کا فخر چار کتابیں ہیں، جاحظ کی کتاب البیان والتبيين،
نیز کتاب الحيوان، سیبویہ کی الکتاب، خلیل کی کتاب فی العین، ہمارا فخر ستائیس ہزار مسائل پر
ہے، جو حلال و حرام کے متعلق ایک کوئی محمد بن حسنؒ کے نتیجہ عمل ہیں، وہ ایسے قیاسی و عقلی ہیں کہ کسی
انسان کو ان کا نہ جاننا روا نہیں۔

ابراہیم الحربی کا قول ہے کہ میں نے احمد بن حنبلؒ سے سوال کیا کہ یہ مسائل دقیق تم کو کہاں سے
حاصل ہوئے، کہا محمد بن حسنؒ کی کتابوں سے۔

قاضی ابن ابی رجا نے مجموعہ سے (جو ابدال میں شمار ہوتے تھے) روایت کی ہے کہ میں نے
بعد وفات محمد بن حسنؒ کو خواب میں دیکھا، پوچھا، ابو عبد اللہؒ کیا گزری، کہا مجھ سے ارشاد ہوا، میں
تم کو علم کا خزانہ نہ بنانا، اگر تم کو عذاب دینے کا ارادہ رکھتا، میں نے کہا ابو یوسفؒ کا کیا حال ہے،
کہا، فوقی، مجھ سے بالاتر ہیں، میں نے پوچھا، ابو حنیفہؒ، کہا، فوقہ بطبقات، ابو یوسفؒ
سے بہت سے طبقے اوپر۔

خطیب نے امام محمد بن حسنؒ کی بابت جرح بھی نقل کی ہے، جن میں بعض سخت ہیں، مگر اس قریباً
ڈیڑھ ہزار برس کے زمانے میں، اکابر اُمت نے جو فیصلہ امام محمدؒ کی عظمت کی بابت کیا ہے ظاہر ہے
کہ اس کے مقابلے میں کوئی جرح قائم نہیں رہ سکتی، خطیب کا قول ہے کہ جو قول آخر میں نقل کروں وہ
میری رائے ہے، (تذکرۃ الحفاظ) چنانچہ مجموعہ کا خواب جو سب سے اخیر میں نقل کیا ہے، اس سے جرح و
تعذیل کا فیصلہ خطیب کی تنقید کے مطابق بھی ہو جاتا ہے۔

—————

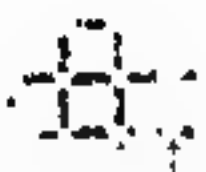
رِسَالَةُ بَغْدَادِ

أَوْ مَدِينَةِ السَّكَلَامِ

لِلْحَافِظِ أَبِي بَكْرٍ صَدِّيقِ عَلِيِّ الْخَطِيبِ الْبَغْدَادِيِّ

وَضَعَهُ فِي أَزْهَى عَصُورِ الْإِسْلَامِ مِنْذُ تَأْسِيسِهَا إِلَى وَقَائِعِ عَامِ ٤٦٣ هـ

من الجزء الثالث عشر (ترجمة النعمان بن ثابت، الامام ابو حنيفة)



النعمان بن ثابت ، أبو حنيفة التيمي . إمام أصحاب الرأي ، وفقيه أصل العراق ،
 رأى أنس بن مالك . وسمع عطاء بن أبي رباح ، وأبا إسحاق السبيعي ، ومحارب
 ابن دثار ، وحماة بن أبي سليمان ، والهيثم بن حبيب الصواف ، وقيس بن مسلم ،
 ومحمد بن المنكدر ، ونافعا مولى ابن عمر ، وهشام بن عروة ، ويزيد الفقيير ،
 وسماك بن حرب ، وعلقمة بن مرثد ، وعطية العوفي ، وعبد العزيز بن ربيع ، وعبد
 الكريم أبا أمية ، وغيرهم . روى عنه أبو يحيى الحماني ، وهشيم بن بشير ، وعباد
 ابن العوام ، وعبد الله بن المبارك ، ووکیع بن الجراح ، ويزيد بن هارون ،
 وعلى بن عاصم ، ويحيى بن نصر بن حاجب ، وأبو يوسف القاضي ، ومحمد بن الحسن
 الشيباني ، وعمر بن محمد العنقري ، وهوذة بن خليفة ، وأبو عبد الرحمن المقرئ ،
 وعبد الرزاق بن همام ، في آخرين . وهو من أهل الكوفة نقله أبو جعفر المنصور
 إلى بغداد فقام بها حتى مات ودفن بالجانب الشرقي منها في مقبرة الخيزران ،
 وقبره هناك ظاهر معروف . أخبرنا حمزة بن محمد بن طاهر حدثنا الوليد بن بكر
 حدثنا علي بن أحمد بن زكريا الهاشمي حدثنا أبو مسلم صالح بن أحمد بن عبد الله
 ابن صالح المعجلي حدثني أبي ، قال : أبو حنيفة النعمان بن ثابت كوفي تيمي من
 رھط حمزة الزيات ، وكان خزازاً يبيع الخبز . أنبأنا محمد بن أحمد بن رزق أخبرنا
 محمد بن العباس بن أبي دهل الهروي حدثنا أحمد بن محمد بن يونس الحافظ
 حدثنا عثمان بن سعيد الدارمي قال سمعت محبوب بن موسى يقول سمعت ابن أسباط
 يقول : ولد أبو حنيفة وأبوه ^(١) نصراني . أخبرنا الحسن بن محمد الخلال أخبرنا
 علي بن عمرو الحريري أن أبا القاسم علي بن محمد بن كاس النخعي أخبرهم قال
 حدثنا محمد بن علي بن عفان حدثنا محمد بن إسحاق البكائي عن عمر بن حماد بن
 أبي حنيفة . قال : أبو حنيفة النعمان بن ثابت بن زوطي ، فاما زوطي فانه من أهل

(١) وكفى في رد هذه الرواية ان يكون في سندها ابن أسباط وأبو صالح الفراء علي
 مخالفتها لرواية جماعة من الثقات الاثبات .

كابل ، وولد ثابت على الاسلام ، وكان زوطى مملوكا لبني تيم الله بن ثعلبة فاعتق ، فولاه لبني تيم الله بن ثعلبة ، ثم لبني قفل . وكان أبو حنيفة خزازاً ودكانه معروف في دار عمرو بن حريث . قال محمد بن علي بن عفان وسمعت أبا نعيم الفضل بن دكين يقول : أبو حنيفة النعمان بن ثابت بن زوطى أصله من كابل . أخبرنا أبو نعيم الحافظ حدثنا أبو احمد الغطريفي قال سمعت الساجي (١) يقول سمعت محمد بن معاوية الزيادي يقول سمعت أبا جعفر يقول : كان أبو حنيفة اسمه عتيك بن زوطرة ، فسمى نفسه النعمان وأباه ثابتاً . أخبرنا محمد بن احمد ابن رزق أخبرنا احمد بن جعفر بن محمد بن سلم الختلي حدثنا احمد بن علي الأبار حدثنا عبد الله بن محمد العتكي البصري حدثنا محمد بن أيوب الذارع قال سمعت يزيد بن زريع يقول : كان أبو حنيفة نبطياً . أخبرنا احمد بن عمر بن روح النهرواني أخبرنا المعافى بن زكريا حدثنا احمد بن نصر بن طالب حدثنا اسماعيل بن عبد الله بن ميمون قال سمعت أبا عبد الرحمن المقرئ يقول : كان أبو حنيفة من أهل بابل ، وربما قال في قول البابلي كذا . أخبرنا الخلال أخبرنا علي ابن محمد بن كاس النخعي حدثهم قال حدثنا أبو بكر المروزي حدثنا النضر بن محمد حدثنا يحيى بن النضر القرشي . قال : كان والد أبي حنيفة من نسا . وقال النخعي حدثنا سليمان بن الربيع قال سمعت الحارث بن إدريس يقول : أبو حنيفة أصله من ترمذ . وقال النخعي أيضاً حدثنا أبو جعفر احمد بن اسحاق بن البهلول القاضي قال سمعت أبي يقول عن جدي . قال : ثابت والد أبي حنيفة من أهل الانبار . أخبرنا القاضي أبو عبد الله الحسين بن علي الصيمري أخبرنا عمر بن ابراهيم المقرئ حدثنا مكرم بن احمد بن عبيد الله بن شاذان المروزي قال حدثني

(١) كان وقاعا ينفرد بمنّا كبير عن مجاهيل بادي التعصب . قال ابن القطان وثقه قوم وضعفه آخرون وكلام ابن حبان في رواية النجيري مذكور في أنساب ابن السمعاني .

أبی عن جدی . قال سمعت اسماعیل بن حماد بن أبی حنیفة یقول : أنا اسماعیل ابن حماد بن النعمان بن ثابت بن النعمان بن المرزبان من أبناء فارس الاحرار ، والله ما وقع علينا رق قط ، ولد جدی فی سنة ثمانین وذهب ثابت إلى علی بن أبی طالب وهو صغیر فدعا له بالبركة فیه وفي ذریته ، ونحن نرجوا من الله أن یكون قد استجاب الله ذلك لعلی بن أبی طالب فینا . قال والنعمان بن المرزبان أبو ثابت هو الذی أهدى لعلی بن أبی طالب الفالوذج فی یوم النیروز فقال : نورزونا بكل یوم . وقیل كان ذلك فی المهرجان ، فقال : مهرجوننا کل یوم .

﴿ ذکر ارادة ابن هبيرة أبا حنیفة علی ولاية القضاء ﴾

وامتناع أبی حنیفة من ذلك ﴿

أخبرنا القاضی أبو العلاء محمد بن علی الواسطی حدثنا أبو الحسن محمد بن حماد ابن سفیان - بالكوفة - حدثنا الحسين بن محمد بن الفرزدق - الفزاری حدثنا أبو عبد الله عمرو بن احمد بن عمرو بن السرح - بمصر - حدثنا یحیی بن سلیمان الجعفی الكوفی حدثنا علی بن معبد حدثنا عبید الله بن عمرو الرقی . قال : کلم ابن هبيرة أبا حنیفة أن یلی له قضاء الكوفة فأبی علیه فضر به مائة سوط وعشرة أسواط فی کل یوم عشرة أسواط وهو علی الامتناع ، فلما رأى ذلك خلی سبيله . کتب إلى القاضی أبو القاسم الحسن بن محمد بن احمد بن ابراهیم المعروف بالانباری - من مصر - وحدثنی أبو طاهر محمد بن احمد بن محمد بن أبی الصقر امام الجامع بالانبار عنه قال أخبرنا محمد بن احمد بن المسور البزاز حدثنا أبو عمرو المقدام بن داود الرعینی حدثنا علی بن معبد حدثنا عبید الله بن عمرو أن ابن هبيرة ضرب أبا حنیفة مائة سوط وعشرة أسواط فی أن یلی القضاء فأبی وكان ابن هبيرة عامل مروان علی العراق فی زمن بنی أمیة . أخبرنا أبو الحسن علی بن القاسم بن الحسن الشاهد - بالبصرة - حدثنا علی بن اسحاق المادرائی قال سمعت ابراهیم

ابن عمر الدهقان يقول : سمعت أبا معمر يقول سمعت أبا بكر بن عياش يقول إن أبا حنيفة ضرب على القضاء . أخبرنا التنوخي حدثنا أحمد بن عبد الله الدوري أخبرنا أحمد بن القاسم بن نصر — أخو أبي الليث الفرائضي — حدثنا سليمان ابن أبي شيخ قال حدثني الربيع بن عاصم — مولى بني فزارة — قال : أرسلني يزيد بن عمر بن هبيرة فقدمت بأبي حنيفة فاراده على بيت المال فابي ، فضربه أسواطاً . أخبرنا الخلال أخبرنا الحريري أن النخعي حدثهم قال حدثنا محمد بن علي بن عفان حدثنا يحيى بن عبد الحميد عن أبيه . قال : كان أبو حنيفة يخرج كل يوم — أو قال بين الايام — فيضرب ليدخل في القضاء فابي ولقد بكى في بعض الايام فلما أطلق . قال لي : كان غم والدتي أشد علي من الضرب . وقال النخعي حدثنا ابراهيم بن محمد البلخي حدثنا محمد بن سهل بن أبي منصور المروزي حدثني محمد بن النضر قال سمعت اسماعيل بن سالم البغدادي يقول : ضرب أبو حنيفة على الدخول في القضاء ، فلم يقبل القضاء . قال وكان أحمد بن حنبل إذا ذكر ذلك بكى وترحم على أبي حنيفة ، وذلك بعد أن ضرب أحمد . أخبرني عبد الباقي بن عبد الكريم بن عمر المؤدب أخبرنا عبد الرحمن بن عمر الخلال حدثنا محمد بن أحمد بن يعقوب بن شعبة حدثنا جدي أخبرني عبد الله بن الحسن بن المبارك عن اسماعيل بن حماد بن أبي حنيفة . قال : مررت مع أبي بالكناسة فبكى فقلت له يا أبت ما يبكيك ؟ قال : يابني في هذا الموضع ضرب ابن هبيرة أبي عشرة أيام في كل يوم عشرة أسواط على أن يلي القضاء فلم يفعل . وقيل إن أبا جعفر المنصور أشخص أبا حنيفة من الكوفة إلى بغداد ليوليه القضاء .

﴿ ذكر قدوم أبي حنيفة بغداد وموته بها ﴾

أخبرنا أبو عمر الحسن بن عثمان الواعظ أخبرنا جعفر بن محمد بن أحمد بن الحكم الواسطي . وأخبرنا القاضي أبو العلاء الواسطي حدثنا طلحة بن محمد بن

جعفر المعدل . قال : حدثنا محمد بن احمد بن يعقوب حدثنا جدي حدثنا بشر بن الوليد الكندي . قال : أشخص أبو جعفر أمير المؤمنين أبا حنيفة ، فاراده على أن يوليه القضاء فابى ، فحلف عليه ليفعلن ، فحلف أبو حنيفة أن لا يفعل ، فحلف المنصور ليفعلن ، فحلف أبو حنيفة أن لا يفعل ، فقال الربيع الحاجب : ألا ترى أمير المؤمنين يحلف ! فقال أبو حنيفة : أمير المؤمنين على كفارة أيمانه أقدر منى على كفارة أيماني ، وأبى أن يلى ، فأمر به إلى الحبس فى الوقت . هذا لفظ أبى العلاء وانتهى حديث الواعظ ، وزاد أبو العلاء ، والعوام يدعون أنه تولى عدد اللبن أياما ليكفر بذلك عن يمينه ، ولم يصح هذا من جهة النقل ، والصحيح أنه توفى وهو فى السجن . أخبرنا الخلال أخبرنا الحريرى ان النخعي حدثهم قال حدثنا سليمان بن الربيع حدثنا خارجة بن مصعب بن خارجة . قال سمعت مغيث بن بديل يقول قال خارجة : دعا أبو جعفر أبا حنيفة إلى القضاء فابى عليه فحبسه ، ثم دعا به يوما فقال : أترغب عما نحن فيه ؟ قال أصلح الله أمير المؤمنين لا أصلح للقضاء ، فقال له كذبت ، قال ثم عرض عليه الثانية ، فقال أبو حنيفة قد حكم على أمير المؤمنين أنى لا أصلح للقضاء لأنه ينسبني إلى الكذب ، فان كنت كاذبا فلا أصلح ، وإن كنت صادقا فقد أخبرت أمير المؤمنين أنى لا أصلح . قال فرده إلى الحبس . أخبرنى أبو بشر محمد بن عمر الوكيل وأبو الفتح عبد الكريم بن محمد بن احمد الضبي المحاملى . قال : حدثنا عمر بن احمد الواعظ حدثنا مكرم بن احمد حدثنا احمد بن محمد الحماني قال سمعت اسماعيل بن أبى أويس يقول سمعت الربيع بن يونس يقول : رأيت أمير المؤمنين المنصور ينازل أبا حنيفة فى أمر القضاء وهو يقول اتق الله ولا ترعى أمانتك إلا من يخاف الله ، والله ما أنا بمأمون الرضى ، فكيف أكون مأمون الغضب ؟ ولو أنجى الحكم عليك ثم هددتنى أن تفرقنى فى الفرات أو أن تلى الحكم لا اخترت أن أغرق ، ولك حاشية يحتاجون الى من يكرمهم لك

فلا أصلح لذلك . فقال له : كذبت أنت تصالح ، فقال قد حكمت لى على نفسك كيف يحل لك أن تولى قاضياً على أمانتك وهو كذاب . أخبرنا الصيمرى أخبرنا أبو عبيد الله المرزبانى حدثنا محمد بن أحمد الكاتب حدثنا عباس الدورى قال حدثونا عن المنصور أنه لما بنى مدينته ونزلها ، ونزل المهدي فى الجانب الشرقى ، وبنى مسجد الرصافة ، أرسل إلى أبى حنيفة ، فجئ به فمرض عليه قضاء الرصافة ، فأبى فقال له إن لم تفعل ضربتك بالسياط ، قال أو تفعل ؟ قال نعم ، فقام فى القضاء يومين فلم يأت به أحد ، فلما كان فى اليوم الثالث أتاه رجل صفار ومعه آخر . فقال الصفار : لى على هذا درهمان وأربعة دوانيق بقية ثمن تور صفر ، فقال أبو حنيفة : اتق الله وانظر فيما يقول الصفار . قال ليس له على شىء ، فقال أبو حنيفة للصفار ما تقول ؟ قال استحللته لى ، فقال أبو حنيفة للرجل قل والله الذى لا إله إلا هو فجعل يقول ، فلما رآه أبو حنيفة معزماً على أن يحلف ، قطع عليه وضرب بيده إلى كفه فحل صرة وأخرج درهمين ثقيلين ، فقال للصفار : هذان الدرهمان عوض من باقى تورك فنظر الصفار إليهما . وقال نعم ! فأخذ الدرهمين ، فلما كان بعد يومين اشتكى أبو حنيفة . فمرض ستة أيام ثم مات . قال أبو الفضل - يعنى عباساً - فهذا قبره فى مقام الخيزران ، إذا دخلت من باب القطانين يسرة ، بعد قبرين - أو ثلاثة - وقيل : إن المنصور أقدمه بغداد لأمر آخر غير القضاء . أخبرنا القاضى أبو العلاء الواسطى حدثنا أبو القاسم طلحة بن محمد بن جعفر حدثنا أبو بكر محمد بن أحمد بن يعقوب بن شيبه عن جده يعقوب قال حدثنى عبد الله بن الحسن قال سمعت الواقدى يقول : كنت بالكوفة وقد اشخص أبو جعفر أمير المؤمنين أبا حنيفة إلى بغداد . أخبرنا محمد بن أحمد بن رزق أخبرنا اسماعيل بن على الخطبى حدثنا محمد بن عثمان حدثنا نصر بن عبد الرحمن قال حدثنا الفضل بن دكين حدثنى زفر بن الهذيل . قال : كان أبو حنيفة يجهر بالكلام أيام إبراهيم جهاراً شديداً فقلت

له والله ما أنت بمنته حتى توضع الجبال في أعناقنا : قال فلم يلبث أن جاء كتاب المنصور الى عيسى بن موسى أن احمل أبا حنيفة . قال فعدوت اليه ووجهه كأنه مسح ، قال فحملة إلى بغداد فعاش خمسة عشر يوما ثم سقاه فمات ، وذلك في سنة خمسين ، ومات أبو حنيفة وله سبعون سنة .

﴿ صفة أبي حنيفة وذكر السنة التي ولد فيها ﴾

أخبرنا القاضي أبو عبد الله الصيمري قال قرأنا على الحسين بن هارون الضبي عن أبي العباس بن سعيد قال حدثنا عبد الله بن ابراهيم بن قتيبة حدثنا حسن بن الخلال قال سمعت مزاحم بن داود بن علي يذكر عن أبيه - أو غيره - قال : ولد أبو حنيفة سنة إحدى وستين^(۱) ، ومات سنة خمسين ومائة لا أعلم لصاحب هذا القول متابعا . أخبرنا أبو نعيم الحافظ حدثنا أبو اسحاق ابراهيم بن عبد الله الأصبهاني - بنيسابور - حدثنا محمد بن اسحاق الثقفي حدثنا يوسف بن موسى حدثنا أبو نعيم قال : ولد أبو حنيفة سنة ثمانين وكان له يوم مات سبعون سنة ، ومات في سنة خمسين ومائة . وهو النعمان بن ثابت . أخبرنا التنوخي حدثني أبي حدثنا أبو بكر محمد بن حمدان بن الصباح النيسابوري - بالبصرة - حدثنا احمد بن الصلت بن المغلس الحماني قال سمعت أبا نعيم يقول : ولد أبو حنيفة سنة ثمانين بلا مائة ، ومات سنة خمسين ومائة ، وعاش سبعين سنة . قال أبو نعيم : وكان أبو حنيفة حسن الوجه ، حسن الثياب ، طيب الريح ، حسن المجلس ، شديد الكرم ، حسن المواساة لآخوانه . أخبرنا الخلال أخبرنا الحريري ان النخعي حدثهم قال حدثنا محمد بن علي ابن عفان قال سمعت نمر بن جدار يقول سمعت أبا يوسف يقول : كان أبو حنيفة ربعا من الرجال ليس بالقصير ، ولا بالطويل ، وكان أحسن الناس منطلقا ،

(۱) واليه ينجح من القدماء من دون أحاديث النعمان عن الصحابة رضي الله عنهم كابن معشر الطبري الشافعي المقرئ وغيره .

وأجلّاهم نعمة ، وأنبهم على ما يريد . وقال النخعي حدثنا محمد بن جعفر بن اسحاق عن عمر بن حماد بن أبي حنيفة أن أبا حنيفة كان طوالاً تعلوه سمرة ، وكان لباساً حسن الهيئة كثير التعطر ، يعرف بريح الطيب إذا أقبل وإذا خرج من منزله قبل أن تراه . أخبرنا القاضي أبو بكر أحمد بن الحسن الحرشي حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب الأصم حدثنا محمد بن الجهم حدثنا إبراهيم بن عمر بن حماد بن أبي حنيفة قال قال أبو حنيفة : لا يكتني بكنيتي بعدى إلا مجنون . قال فرأينا عدة اكتنوا بها فكان في عقولهم ضعف . أخبرنا أبو نعيم الحافظ حدثنا أبو بكر عبد الله بن يحيى الطلحي حدثنا عثمان بن عبيد الله الطلحي حدثنا اسماعيل بن محمد الطلحي حدثنا سعيد بن سالم البصري قال سمعت أبا حنيفة يقول : لقيت عطاء بمكة فسألته عن شيء فقال من أين أنت ؟ قلت من أهل الكوفة ، قال أنت من أهل القرية الذين فرقوا دينهم وكانوا شيعاً ؟ قلت نعم ! قال فمن أي الأصناف أنت ؟ قلت ممن لا يسب السلف ويؤمن بالقدر ولا يكفر أحداً بذنب ، قال فقال لي عطاء عرفت فالزم ﴿ ذكر خبر ابتداء أبي حنيفة بالنظر في العلم ﴾

أخبرنا الخلال أخبرنا علي بن عمر الحريري أن علي بن محمد النخعي حدثهم قال حدثنا محمد بن محمود الصيدناني حدثنا محمد بن شجاع بن الثلجي حدثنا الحسن بن أبي مالك عن أبي يوسف . قال قال أبو حنيفة : بلا أردت طلب العلم جعلت اتخير العلوم وأسأل عن عواقبها ، فقل لي تعلم القرآن ، فقلت إذا تعلمت القرآن وحفظته فما يكون آخره ؟ قالوا تجلس في المسجد وقرأ عليك الصبيان والاحداث ثم لا تلبث أن يخرج فيهم من هو أحفظ منك - أو يساويك - في الحفظ فتذهب رياستك قلت : فإن سمعت الحديث وكتبته حتى لم يكن في الدنيا أحفظ مني ؟ قالوا إذا كبرت وضعفت حدثت واجتمع عليك الاحداث والصبيان ثم لا تأمن أن تغلط فيرمونك بالكذب فيصير عاراً عليك في عقبك فقلت لا حاجة لي في هذا ثم

قلت أتعلم النحو فقلت اذا حفظت النحو والعريية ما يكون آخر أمرى ؟ قالوا
تقعد معلما فاكثر رزقك ديناران الى ثلاثة قلت وهذا لاعاقبة له قلت فان نظرت
فى الشعر فلم يكن أحد أشعر منى ما يكون أمرى ؟ قال تمدح هذا فيهب لك ، أو
يملكك على دابة ، أو يخلع عليك خلعة ، وان حرمتك هجوته فصرت تقذف
المحصنات قلت لاحاجة لى فى هذا . قلت فان نظرت فى الكلام ما يكون آخره ؟
قالوا لا يسلم من نظر فى الكلام من مشنعات الكلام فيرمى بالزندقة ، فاما أن
تؤخذ فتقتل ، وأما أن تسلم فتكون مذموما ملوما . قلت فان تعلمت الفقه ؟ قالوا
تسأل وتفتى الناس وتطلب للقضاء ، وان كنت شابا . قلت ليس فى العلوم شىء
أنفع من هذا فلزمت الفقه وتعلمته . أخبرنا العتيقى حدثنا محمد بن العباس^(١) حدثنا
أبو أيوب سليمان بن اسحاق الجلاب قال سمعت ابراهيم الحربى يقول : كان أبو حنيفة
طلب النحو فى أول أمره ، فذهب يقيس فلم يجبى ، وأراد أن يكون فيه أستاذا ،
فقال قلب وقلوب وكلب وكلوب . فقيل له كلب وكلاب . فتركه ووقع فى الفقه
فكان يقيس ، ولم يكن له علم بالنحو . فسأله رجل بمكة فقال له رجل شج رجلا
بمحجر فقال هذا خطأ ليس عليه شىء ، لو أنه حتى يرميه بابا قبيس لم يكن عليه شىء .
أخبرنى البرقانى أخبرنا محمد بن العباس الخزاز حدثنا عمر بن سعد حدثنا عبد الله
ابن محمد حدثنى أبو مالك بن أبى بهز البجلي عن عبد الله بن صالح عن أبى يوسف
قال قال لى أبو حنيفة : انهم يقرؤن حرفا فى يوسف يلحنون فيه ؟ قلت ماهو ؟ قال قوله
(لا يأتىكما طعام ترزقانه) فقلت فكيف هو ؟ قال ترزقانه . أخبرنا الخلال أخبرنا
الحريرى أن النخعى حدثهم قال حدثنى جعفر بن محمد بن حازم حدثنا الوليد بن حماد

(١) معروف بالتساهل فى الرواية والتحديث بما ليس عليه سماعه كما أقر به المصنف وقد
استوفى الكلام فى رد هذه الرواية عالم الملوك الملك المعظم فى السهم المصيب ومثلها الرواية
التالية فى الوهم على ان الامام نشأ فى مهد العلوم العربية فى بيئة عربية ومسايل الايمان فى الجامع
الكبير مما يقضى له بالتغافل فى اسرار العربية .

عن الحسن بن زياد عن زفر بن الهذيل قال سمعت أبا حنيفة يقول : كنت أنظر في الكلام حتى بلغت فيه مبلغا يشار الى فيه بالاصابع ، وكنا نجلس بالقرب من حلقة حماد بن أبي سليمان فجاءتني امرأة ، فقالت : رجل له امرأة أمة أراد أن يطلقها للسنة كم يطلقها فلم أدر ما أقول فامرته أن تسأل حماداً ثم ترجع فتخبرني . فسألت حماداً فقال يطلقها وهي طاهر من الحيض والجماع تطليقة ثم يتركها حتى تحيض حيضتين فإذا اغتسلت فقد حلت للزواج فرجعت فأخبرتني . فقلت لا حاجة لي في الكلام . وأخذت نعلي فجلست الى حماد فكنت أسمع مسأله فاحفظ قوله ثم يعيدها من الغد ، فاحفظها ويخطئ أصحابه ، فقال لا يجلس في صدر الحلقة بمحدثي غير أبي حنيفة . فصحبته عشرين ثم نازعتني نفسي الطلب للرياسة فاحببت أن اعتزله وأجلس في حلقة لنفسي ، فخرجت يوماً بالعشي وعزمت أن أفعل فلما دخلت المسجد فرأيت أنه لم تطب نفسي أن اعتزله فجلست معه ، فجاءه في تلك الليلة نعي قرابة له قد مات بالبصرة . وترك مالا وليس له وارث غيره فامرني أن أجلس مكانه . فما هو الا أن خرج حتى وردت علي مسائل لم أسمعها منه ، فكنت أجيب وأكتب جوابي فغاب شهرين . ثم قدم فعرضت عليه المسائل - وكانت نحواً من ستين مسألة - فوافقتني في أربعين وخالفني في عشرين فأكبت على نفسي أن لا أفارقه حتى يموت . فلم أفارقه حتى مات . أخبرنا أبو عبد الله محمد بن عبد الواحد حدثنا الوليد بن بكر الاندلسي حدثنا علي بن أحمد بن زكريا الهاشمي حدثنا أبو مسلم صالح بن أحمد بن عبد الله العجلي حدثني أبي . قال قال أبو حنيفة : قدمت البصرة فظننت اني لا أسأل عن شيء إلا اجبت فيه . فسألوني عن أشياء لم يكن عندي فيها جواب فجعلت على نفسي ان لا افارق حماداً حتى يموت فصحبته ثمان عشرة سنة . أخبرني الصيمري قال قرأنا على الحسين بن هارون الضبي عن أبي العباس أحمد بن محمد بن سعيد قال حدثنا محمد بن عبيد بن عتبة حدثنا محمد بن الحسين -

ابو بشیر۔ حدثنا ابراهيم بن سماعه۔ مولى بنى ضبة۔ قال سمعت ابا حنيفة يقول ما صليت صلاة منذ مات حماد الا استغفرت له مع والدي واني لاسْتَغْفِرُ لِمَن تعلمت منه علما أو علمته علما . واخبرنا الصيمري أخبرنا عمر بن ابراهيم المقرئ حدثنا مكرم بن احمد حدثنا ابن مغلس حدثنا هناد بن السرى قال سمعت يونس ابن بكير يقول سمعت اسماعيل بن حماد بن أبي سليمان يقول غاب أبي غيبة في سفر له ثم قدم فقلت له يا أبت الى أى شئ كنت أشوق ؟ قال وانا أرى أنه يقول الى ابني . فقال الى أبي حنيفة، ولو أمكننى أن لأرفع طرفى عنه فعلت . أخبرنى محمد ابن عبد الملك القرشى أنبأنا أبو العباس احمد بن محمد بن الحسين الرازى حدثنا على بن احمد الفارسى أخبرنا محمد بن فضيل - هو الباقى العابد - أنبأنا أبو مطيع قال قال أبو حنيفة دخلت على أبي جعفر أمير المؤمنين فقال لى يا أبا حنيفة عن أخذت العلم ؟ قال قلت عن حماد عن ابراهيم عن عمر بن الخطاب ، وعلى بن أبي طالب ، وعبد الله بن مسعود ، وعبد الله بن عباس ، قال فقال أبو جعفر بخ بخ استوثقت ما شئت يا أبا حنيفة الطيبين الطاهرين المباركين صلوات الله عليهم . أخبرنى أبو بشر محمد بن عمر الوكيل ، وأبو الفتح عبد الكريم بن محمد الضبي قال : حدثنا عمر بن احمد الواعظ حدثنا مكرم بن احمد القاضى حدثنا احمد بن عطية السكونى حدثنا ابن أبي أويس قال سمعت الربيع بن يونس يقول : دخل أبو حنيفة يوما على المنصور وعنده عيسى بن موسى ، فقال للمنصور هذا عالم الدنيا اليوم . فقال له : يا نعمان عن أخذت العلم ؟ قال عن أصحاب عمر ، عن عمر ، وعن أصحاب على عن على ، وعن أصحاب عبد الله عن عبد الله . وما كان فى وقت ابن عباس على وجه الأرض أعلم منه . قال لقد استوثقت لنفسك . أخبرنا القاضى ابوبكر محمد بن عمر الداودى أخبرنا عبيد الله بن احمد بن يعقوب المقرئ حدثنا محمد بن محمد بن سليمان الباغندى حدثنى شعيب بن ايوب حدثنا ابويحيى الحماني

قال سمعت أبا حنيفة يقول : رأيت رؤيا افزعتنى حتى رأيت كأنى أنبش قبر النبي صلى الله عليه وسلم فأتيت البصرة فامرت رجلا يسأل محمد بن سيرين . فسأله فقال هذا رجل ينبش اخبار النبي صلى الله عليه وسلم . اخبرنى الصيمرى قال قرأنا على الحسين بن هارون عن ابى العباس بن سعيد قال اخبرنا محمد بن عبد الله بن سالم قال سمعت ابى يقول سمعت هشام بن مهران يقول : رأى أبو حنيفة فى النوم كأنه ينبش قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فبعث من سأل له محمد بن سيرين ، فقال محمد بن سيرين من صاحب هذه الرؤيا ؟ فلم يجبه عنها ثم سأله الثانية ، فقال مثل ذلك ، ثم سأله الثالثة فقال صاحب هذه الرؤيا يشير علما لم يسبقه اليه أحد قبله . قال : هشام فنظر ابو حنيفة وتكلم حينئذ .

﴿ مناقب أبى حنيفة ﴾

* أخبرنى القاضى أبو العلاء محمد بن على الواسطى وأبو عبد الله أحمد بن أحمد بن على القصرى . قالأ : أخبرنا أبو زيد الحسين بن الحسن بن على بن عامر الكندى - بالكوفة - أخبرنا أبو عبد الله محمد بن سعيد الدورى المروزى حدثنا سليمان بن جابر بن سليمان بن ياسر بن جابر حدثنا بشر بن يحيى قال أخبرنا الفضل ابن موسى السينانى عن محمد بن عمرو عن أبى سلمة عن أبى هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم : قال : « إن فى أمتى رجلا - وفى حديث القصرى - يكون فى أمتى رجل اسمه النعمان وكنيته أبو حنيفة ، هو سراج أمتى ، هو سراج أمتى » قال لى أبو العلاء الواسطى : كتب عنى هذا الحديث القاضى أبو عبد الله الصيمرى .

﴿ قلت : وهو حديث موضوع ^(١) تفرد بروايته البورق وقد شرحنا فيما تقدم

(١) استوفى طرقه البدر العيني فى تاريخه الكبير واستصعب الحكم عليه بالوضع مع وروده بتلك الطرق الكثيرة .

أمره و بينا حاله . أخبرنا الخلال أخبرنا الحريري أن النخعي حدثهم أخبرنا سليمان
ابن الربيع الخزاز حدثنا محمد بن حفص عن الحسن بن سليمان أنه قال في تفسير
الحديث : « لا تقوم الساعة حتى يظهر العلم » . قال هو علم أبي حنيفة وتفسيره
الآثار . أخبرنا الحسن بن أبي بكر أخبرنا القاضي أبو نصر أحمد بن نصر بن محمد
ابن أشكاب البخاري قال سمعت محمد بن خلف بن رجاء يقول سمعت محمد بن
سلمة يقول قال خلف بن أيوب : صار العلم من الله تعالى إلى محمد صلى الله عليه وسلم
ثم صار إلى أصحابه ، ثم صار إلى التابعين ، ثم صار إلى أبي حنيفة وأصحابه فمن
شاء فليرض ، ومن شاء فليسخط . أخبرنا محمد بن أحمد بن رزق حدثنا محمد بن
عمر الجعابي حدثني أبو بكر ابراهيم بن محمد بن داود بن سليمان القطان حدثنا
اسحاق بن البهلول . سمعت ابن عيينة يقول : ما قلت عيني مثل أبي حنيفة .
أخبرني محمد بن أحمد بن يعقوب حدثنا محمد بن نعيم الضبي قال سمعت أبا الفضل
محمد بن الحسين قاضي نيسابور سمعت حماد بن أحمد القاضي المرزي يقول سمعت
ابراهيم بن عبد الله الخلال يقول . سمعت ابن المبارك يقول : كان أبو حنيفة آية .
فقال له قائل : في الشر يا أبا عبد الرحمن أوفى الخير ؟ فقال اسكت يا هذا فانه
يقال : غاية في الشر ، وآية في الخير ثم تلا هذه الآية : (وجعلنا ابن مريم وأمه
آية) . أخبرنا الصيمري أخبرنا عمر بن ابراهيم المقرئ حدثنا مكرم بن أحمد
حدثنا أحمد بن محمد بن مغلس حدثنا الحماني قال سمعت ابن المبارك يقول : ما كان
أوفر مجلس أبي حنيفة ، كان يشبه الفقهاء ، وكان حسن السميت ، حسن الوجه ،
حسن الثوب ، ولقد كنا يوما في مسجد الجامع ، فوقعت حية ، فسقطت في حجر
أبي حنيفة ، وهرب الناس غيره فما رأيته زاد على أن نفص الحية وجلس مكانه
أخبرنا الحسن بن أبي بكر حدثنا محمد بن أحمد بن الحسن الصواف أخبرنا محمد بن
محمد المروزي حدثنا حامد بن آدم حدثنا أبو وهب محمد بن مزاحم قال سمعت

عبد الله بن المبارك يقول : لولا أن الله أغاثني بأبي حنيفة ، وسفيان ، كنت كسائر الناس . أخبرنا أبو نعيم الحافظ أخبرنا علي بن أحمد بن أبي غسان الدقيقي البصري حدثنا جعفر بن محمد بن موسى النيسابوري الحافظ قال : سمعت علي بن سالم العامري يقول : سمعت أبا يحيى الحماني يقول : ما رأيت رجلاً قط خيراً من أبي حنيفة . أخبرني أبو بشر الوكيل وأبو الفتح الضبي . قال : أخبرنا عمر بن أحمد الواعظ حدثنا مكرم بن أحمد حدثنا أحمد بن عطية العوفي حدثنا منجاب قال سمعت أبا بكر بن عياش يقول : أبو حنيفة أفضل أهل زمانه . أخبرني الصيمري قال قرأنا على الحسين بن هارون عن أبي العباس بن سعيد قال حدثنا محمد بن عبد الله بن أبي حكيم حدثنا إبراهيم بن أحمد الخزازي قال سمعت أبي يقول : سمعت سهل بن مزاحم يقول : بذلت الدنيا لأبي حنيفة فلم يردّها . وضرب عليها بالسياط فلم يقبلها . أخبرنا علي بن القاسم الشاهد - بالبصرة - حدثنا علي بن اسحاق المادرائي أخبرنا أحمد بن زهير - اجازة - أخبرني سليمان بن أبي شيخ . وأخبرني أبو بشر الوكيل وأبو الفتح الضبي . قال : أخبرنا عمر بن أحمد حدثنا الحسين بن أحمد بن صدقة الفرائضي - وهذا لفظ حديثه - حدثنا أحمد بن خيثمة حدثنا سليمان بن أبي شيخ حدثني حجر بن عبد الجبار قال قيل للقاسم بن معن ابن عبد الرحمن بن عبد الله بن مسعود : ترضى أن تكون من غلمان أبي حنيفة ؟ قال ما جلس الناس إلى أحد أنفع من مجالسة أبي حنيفة . وقال له القاسم : تعال معي إليه ، فجاء فلما جلس إليه لزمه . وقال : ما رأيت مثل هذا . زاد الفرائضي قال سليمان وكان أبو حنيفة ورعاً سخيّاً .

﴿ ما قيل في فقه أبي حنيفة ﴾

أخبرنا البرقاني حدثنا أبو العباس بن حمدان لفظاً حدثنا محمد بن أيوب أخبرنا أحمد بن الصباح قال سمعت الشافعي - محمد بن إدريس - قال قيل لمالك بن (۲۲ - ثالث عشر - تاريخ بغداد)

أنس : هل رأيت أبا حنيفة ؟ قال نعم ، رأيت رجلاً لو كلمك في هذه السارية أن يجعلها ذهباً لقام بحجته . حدثني الصوري أخبرنا الخصيب بن عبد الله القاضي - بمصر - حدثنا أحمد بن جعفر بن حمدان الطرسوسي حدثنا عبد الله بن جابر البراز قال سمعت جعفر بن محمد بن عيسى بن نوح يقول سمعت محمد بن عيسى ابن الطباع يقول : سمعت روح بن عبادة يقول : كنت عند ابن جريج سنة خمسين - وأتاه موت أبي حنيفة - فاسترجع وتوجع ، وقال : أي علم ذهب ؟ قال ومات فيها ابن جريج . أخبرني أبو بشر الوكيل وأبو الفتح الضبي . قالا : حدثنا عمر بن أحمد الواعظ حدثنا أحمد بن محمد بن عصمة الخراساني حدثنا أحمد بن بسطام حدثنا الفضل بن عبد الجبار قال سمعت أبا عثمان حمدون بن أبي الطوسي يقول . سمعت عبد الله بن المبارك يقول : قدمت الشام على الأوزاعي فرأيت به بيروت ، فقال لي : يا خراساني من هذا المبتدع الذي خرج بالكوفة يكنى أبا حنيفة ؟ فرجعت إلى بيتي ، فأقبلت على كتب أبي حنيفة ، فأخرجت منها مسائل من جواد المسائل ، وبقيت في ذلك ثلاثة أيام ، فخرجت يوم الثالث ، وهو مؤذن مسجدهم وإمامهم ، والكتاب في يدي ، فقال : أي شيء هذا الكتاب ؟ فناولته فنظر في مسألة منها وقعت عليها قال النعمان . فما زال قائماً بعد ما أذن حتى قرأ صدرًا من الكتاب . ثم وضع الكتاب في مكه ، ثم أقام وصلى ، ثم أخرج الكتاب حتى أتى عليها . فقال لي : يا خراساني من النعمان بن ثابت هذا ؟ قلت شيخ لقيته بالعراق . فقال : هذا نبيل من المشايخ ، اذهب فاستكثر منه . قلت : هذا أبو حنيفة الذي نهيت عنه . أخبرنا الخلال أخبرنا الحريري أن النخعي حدثهم قال حدثنا سليمان بن الربيع حدثنا همام بن مسلم قال سمعت مسعر بن كدام يقول : ما أحسد أحداً بالكوفة إلا رجلين : أبو حنيفة في فقهه ، والحسن ابن صالح في زهده . أخبرني الصيمري قال : قرأت على الحسين بن هارون عن

أبي العباس بن سعيد قال حدثنا عبد الله بن أحمد بن مسرور حدثنا علي بن
مكنف حدثني أبي عن إبراهيم بن الزبرقان قال : كنت يوماً عند مسعر ، فمر بنا
أبو حنيفة ، فسلم ووقف عليه ثم مضى ، فقال بعض القوم لمسعر : ما أ كثر خصوم
أبي حنيفة ؟ فاستوى مسعر منتصباً . ثم قال : اليك فما رأيته خاصم أحداً قط إلا فلبج
عليه . أخبرنا الصيمري أخبرنا عمر بن إبراهيم المقرئ حدثنا مكرم بن أحمد حدثنا
أحمد بن محمد بن مغلس أخبرنا أبو غسان قال سمعت إسرائيل يقول : كان نعم
الرجل النعمان ، ما كان أحفظه لكل حديث فيه فقه . وأشد فحصة عنه ، وأعلمه
بما فيه من الفقه . وكان قد ضبط عن حماد فأحسن الضبط عنه . فأكرمه الخلفاء
والأمراء والوزراء . وكان إذا ناظره رجل في شيء من الفقه همت به نفسه . ولقد
كان مسعر يقول : من جعل أبا حنيفة بينه وبين الله رجوت أن لا يخاف ولا يكون
فرط في الاحتياط لنفسه . أخبرنا التنوخي حدثني أبي حدثنا محمد بن حمدان بن
الصباح النيسابوري حدثنا أحمد بن الصلت الحماني حدثنا علي بن المديني قال
سمعت عبد الرزاق يقول : كنت عند معمر فأتاه ابن المبارك فسمعنا معمرًا يقول :
ما أعرف رجلاً يحسن يتكلم في الفقه أو يسمعه أن يقيس ويشرح لمخلوق النجاة
في الفقه ، أحسن معرفة من أبي حنيفة ، ولا أشفق على نفسه من أن يدخل في
دين الله شيئاً من الشك من أبي حنيفة . أخبرنا الصيمري قال قرأنا على الحسين
ابن هارون عن أبي سعيد قال حدثنا أحمد بن تميم بن عباد المروزي حدثنا
حامد بن آدم حدثنا عبد الله بن أبي جعفر الرازي . قال سمعت أبي يقول :
ما رأيت حداً أفقه من أبي حنيفة وما رأيت أحداً أروع من أبي حنيفة . أخبرني
أبو بشر الوكيل وأبو الفتح الضبي . قالوا : حدثنا عمر بن أحمد حدثنا مكرم بن
أحمد حدثنا أحمد بن عطية حدثنا سعيد بن منصور . وأخبرني التنوخي حدثني
أبي حدثنا محمد بن حمدان بن الصباح حدثنا أحمد بن الصلت قال حدثنا سعيد

ابن منصور قال سمعت الفضيل بن عياض يقول : كان أبو حنيفة رجلاً فقيهاً معروفاً بالفقہ ، مشهوراً بالورع ، واسع المال ، معروفاً بالأفضال على كل من يطيف به ، صبوراً على تعليم العلم بالليل والنهار ، حسن الليل كثير الصمت ، قليل الكلام حتى ترد مسألة في حلال أو حرام ، فكان يحسن أن يدل على الحق ، هاربا من مال السلطان . هذا آخر حديث مكرم . وزاد ابن الصباح ، وكان إذا وردت عليه مسألة فيها حديث صحيح اتبعه ، وإن كان عن الصحابة والتابعين ، والاقاس وأحسن القياس . أخبرني التنوخي حدثني أبي حدثنا محمد بن حمدان قال حدثنا أحمد بن الصلت حدثنا بشر بن الوليد قال سمعت أبا يوسف يقول : مارأيت أحداً أعلم بتفسير الحديث ومواضع النكاح التي فيه من الفقہ ، من أبي حنيفة . أخبرنا الصيمري أخبرنا عمر بن إبراهيم حدثنا مكرم بن أحمد حدثنا أحمد بن محمد بن مغلس قال سمعت محمد بن سماعة يقول سمعت أبا يوسف يقول : ما خالفت أبا حنيفة في شيء قط فتدبرته إلا رأيت مذهبه الذي ذهب إليه أنجي في الآخرة ، وكنت ربما ملت إلى الحديث ، وكان هو أبصر بالحديث الصحيح مني . أخبرني أبو منصور علي بن محمد بن الحسين الدقاق قال قرأنا على الحسين بن هارون الضبي عن أحمد بن محمد بن سعيد قال حدثنا محمد بن عبد الله بن نوفل حدثني عبد الرحمن بن فضل بن موفق أخبرني إبراهيم بن مسامة الطيالسي قال سمعت أبا يوسف يقول إني لأدعو لأبي حنيفة قبل أبوي ، ولقد سمعت أبا حنيفة يقول : إني لأدعو لحماذ مع أبوي . أخبرنا القاضي علي بن أبي علي البصري حدثنا أحمد بن عبد الله الدوري أخبرنا أحمد بن القاسم بن نصر أخو أبي الليث الفرائضي حدثنا سليمان بن أبي شيخ حدثني محمد بن عمر الحنفي عن أبي عباد - شيخ لهم - قال قال الأعمش لأبي يوسف : كيف ترك صاحبك أبو حنيفة قول عبد الله « عتق الأمة طلاقها » ؟ قال : تركه لحديثك الذي حدثته عن إبراهيم عن الأسود عن عائشة أن بريرة حين

اعتقت خیرت ، قال الاعمش : إن أبا حنیفة لفطن - قال وأعجبه ماأخذ به أبو حنیفة - . أخبرنا القاضي أبو جعفر محمد بن أحمد بن محمد السمنانی أخبرنا إسماعیل ابن الحسین بن علی البخاری الزاهد حدثنا أبو بکر أحمد بن سعد بن نصر حدثنا علی بن موسى القمی حدثنی محمد بن سعدان قال سمعت أبا سلیمان الجوزجانی یقول سمعت حماد بن زید یقول : أردت الحج ، فاتیت أبوب أودعه ، فقال بلغنی أن الرجل الصالح فقیه أهل الکوفة - یعنی أبا حنیفة - یحج العام ، فإذا لقیته فآقرئه منی السلام . أخبرنا الصیمری قال قرأنا علی الحسین بن هارون عن ابن سعید قال حدثنا عبد الله بن ابراهیم بن قتیبة حدثنا ابن نمیر حدثنی ابراهیم بن البصیر عن اسماعیل بن حماد عن أبی بکر بن عیاش . قال : مات عمر بن سعید أخوسفیان فاتیناه نعزیه ، فإذا المجلس غاص باهله ، وفیهم عبد الله بن إدريس ، إذ أقبل أبو حنیفة فی جماعة معه ، فلما رآه سفیان تحرك من مجلسه ، ثم قام فاعتنقه ، وأجلسه فی موضعه وقعد بین یدیه ، قال أبو بکر : فاعتظت علیه ، وقال ابن ادريس : ویحك ألا ترى ؟ فجلسنا حتی تفرق الناس ، فقلت لعبد الله بن ادريس : لا تقم حتی نعلم ما عنده فی هذا ، فقلت یا أبا عبد الله رأیتک الیوم فعلت شیئا أنکرته ، وأنکره أصحابنا علیک ، قال وما هو ؟ قلت جاءک أبو حنیفة فقامت الیه وأجلسته فی مجلسک وصنعت به صلیعا بلیغا ، وهذا عند أصحابنا منکر . فقال وما أنکرته من ذاك ! هذا رجل من العلم بمكان . فان لم أقم لعلمه قمت لسنه ، وان لم أقم لسنه قمت لفقهه ، وان لم أقم لفقهه قمت لورعه . فاحجمنی فلم یکن عندی جواب . أخبرنی أبو بشر الوکیل وأبو الفتح الضبی . قالوا : حدثنا عمر بن أحمد قال سمعت محمد بن أحمد بن القاسم النیسابوری - قدم علینا - قال سمعت أحمد بن حم العفیفی یقول سمعت محمد بن الفضیل الزاهد البلخی یقول سمعت أبا مطیع الحكم بن عبد الله یقول : ما رأیت صاحب - یعنی حدیث - أفقه من سفیان الثوری ،

وكان أبو حنيفة أفتقه منه . أخبرني عبد الباقي بن عبد الكريم المؤدب أخبرنا
عبد الرحمن بن عمر الخلال حدثنا محمد بن أحمد بن يعقوب بن شيبه حدثنا جدی
حدثني يعقوب بن أحمد قال سمعت الحسن بن علي قال سمعت يزيد بن هارون -
وسأله انسان - فقال يا أبا خالد من أفتقه من رأيت ؟ قال أبو حنيفة . قال الحسن
ولقد قلت لأبي عاصم - يعني النبيل - أبو حنيفة أفتقه ، أوسفيان ؟ قال : عبد أبي
حنيفة أفتقه من سفيان . أخبرنا الحسين بن علي أخبرنا الخلال أخبرنا الحريري
أن النخعي حدثهم قال حدثنا محمد بن علي بن عفان حدثنا ضرار بن صرد قال
سئل يزيد بن هارون أيما أفتقه ، أبو حنيفة أوسفيان ؟ قال سفيان أحفظ للحديث ،
وأبو حنيفة أفتقه . قال وسألت أبا عاصم النبيل فقلت أيما أفتقه ، سفيان أو أبو
حنيفة ؟ قال : غلام من غلمان أبي حنيفة أفتقه من سفيان . أخبرنا الحسين بن
علي الحنفي أخبرنا عبد الله بن محمد الحلواني حدثنا مكرم بن أحمد حدثنا أحمد
ابن محمد - يعني الحناني - قال سمعت سجادة يقول : دخلت أنا وأبومسلم المستملي
على يزيد بن هارون - وهو نازل ببغداد على منصور بن المهدي - فصعدنا إلى
غرفة هو فيها فقال له أبومسلم : ماتقول يا أبا خالد في أبي حنيفة والنظر في كتبه ؟
قال : أنظروا فيها إن كنتم تريدون أن تفقهوا فاني ما رأيت أحداً من الفقهاء
يكره النظر في قوله ، ولقد احتال الثوري في كتاب الزهن حتى نسخه . أخبرنا
الخلال أخبرنا الحريري أن النخعي حدثهم قال حدثنا محمد بن علي بن عفان
حدثنا أبو كريب قال سمعت عبد الله بن المبارك يقول . وأخبرني محمد بن أحمد
ابن يعقوب أخبرنا محمد بن نعيم الضبي حدثنا أبو سعيد محمد بن الفضل المذكور
حدثنا أبو عبد الله محمد بن سعيد المروزي حدثنا أبو حمزة - يعني ابن حمزة -
قال سمعت أبا وهب محمد بن مزاحم يقول سمعت عبد الله بن المبارك يقول :
رأيت أعبد الناس ، ورأيت أروع الناس ، ورأيت أعلم الناس ، ورأيت أفتقه

الناس ، فاما أعبد الناس فعبد العزيز بن ابي زواد ، وأما أروع الناس فالفضيل
ابن عياض ، وأما اعلم الناس فسفيان الثوري ، وأما أفقه الناس فأبو حنيفة ،
ثم قال : مارأيت في الفقه مثله . اخبرنا الصيمري اخبرنا عمر بن ابراهيم حدثنا
مكرم بن احمد حدثنا أحمد بن محمد بن مغلس حدثنا محمد بن مقاتل قال سمعت ابن
المبارك . قال : إن كان الاثر قد عرف واحتيج الى الرأي ، فرأى مالك ، وسفيان
وابي حنيفة ، وابو حنيفة احسنهم وادقهم فطنة ، واغوصهم على الفقه ، وهو افقه
الثلاثة . وقال احمد بن محمد حدثنا نصر بن علي قال سمعت ابا عاصم النبيل
سئل : أيما أفقه سفيان أو أبو حنيفة ؟ فقال : إنما يقاس الشيء الى شكله
أبو حنيفة فقيه تام الفقه ، وسفيان رجل متفقه . اخبرنا محمد بن الحسين بن الفضل
القطان اخبرنا عثمان بن احمد الدقاق حدثنا محمد بن ابراهيم - ابو حمزة المروزي -
قال سمعت ابن اعين ابا الوزير المروزي قال قال عبدالله : - يعني ابن المبارك -
إذا اجتمع سفيان وابو حنيفة ! فمن يقوم لهما على فتيا ؟ اخبرنا الحسين بن علي
ابن محمد المعدل حدثنا علي بن الحسن الرازي حدثنا محمد بن الحسين الزعفراني
حدثنا احمد بن زهير حدثنا الوليد بن شجاع حدثنا علي بن الحسن بن شقيق .
قال : كان عبد الله بن المبارك يقول اذا اجتمع هذان على شيء فذاك قوى - يعني
الثوري و ابا حنيفة - . اخبرنا التنوخي حدثني ابي حدثنا ابو بكر محمد بن حمدان
ابن الصباح حدثنا احمد بن الصلت بن المغلس حدثنا الحمانى حدثنا ابن المبارك .
قال : رايت مسعرا في حلقة ابي حنيفة جالسا بين يديه ، يسأله ويستفيد منه ،
وما رأيت احداً قط تكلم في الفقه احسن من ابي حنيفة . اخبرنا أبو نعيم
الحافظ حدثنا محمد بن ابراهيم بن علي حدثنا أبو عروبة الحراني قال سمعت سلمة
ابن شبيب يقول سمعت عبد الرزاق يقول سمعت ابن المبارك يقول : إن كان
أحد ينبغي له أن يقول برأيه : فأبو حنيفة ينبغي له أن يقول برأيه . اخبرني

عبد الباقي بن عبد الكريم أخبرنا عبد الرحمن بن عمر الخلال حدثنا محمد بن أحمد بن يعقوب حدثنا جدي قال حدثني علي بن أبي الربيع قال سمعت بشر بن الحارث يقول سمعت عبد الله بن داود . قال جدي وحدثني إبراهيم بن هاشم قال بشر حدثني عن ابن داود . قال : إذا أردت الاكثار . أو قال الحديث ، وأحسبه قال والورع . فسفيان ، وإذا أردت تلك الدقائق ، فأبو حنيفة . أخبرنا الخلال أخبرنا الحريري أن النخعي حدثهم قال حدثنا عمر بن شهاب العبدى حدثنا جندل ابن والى حدثني محمد بن بشر . قال : كنت اختلف الى أبي حنيفة والى سفيان فأتى أبا حنيفة فيقول لي من أين جئت ؟ فأقول من عند سفيان . فيقول لقد جئت من عند رجل لو ان علقمة والاسود حضرا لاحتاجا الى مثله ، فأتى سفيان فيقول لي من أين ؟ فأقول من عند أبي حنيفة . فيقول لقد جئت من عند أفقه أهل الارض . أخبرنا محمد بن أحمد بن رزق أخبرنا أحمد بن شعيب البخاري حدثنا علي بن موسى القمي قال سمعت محمد بن عمار يقول قال علي بن عاصم : كنا في مجلس فذكر أبو حنيفة ، فقال لي خالد الطحان : ليت بعض علمه بيني وبينك . أخبرنا علي بن القاسم البصري حدثنا علي بن اسحاق المادرائي حدثنا أبو قلابة حدثنا بكر ابن يحيى بن زبان عن أبيه قال قال لي أبو حنيفة : يا أهل البصرة أنتم أورع منا ، ونحن أفقه منكم . أخبرنا أبو نعيم الحافظ حدثنا إبراهيم بن عبد الله الاصبهاني حدثنا محمد بن اسحاق الثقفي حدثنا الجوهري حدثنا أبو نعيم . قال : كان أبو حنيفة صاحب غوص في المسائل . أخبرنا الجوهري أخبرنا محمد بن عمران المرزباني حدثنا عبد الواحد بن محمد الخصب حدثني أبو مسلم الكجى إبراهيم بن عبد الله قال حدثني محمد بن سعيد أبو عبد الله الكاتب قال سمعت عبد الله بن داود الحريري يقول : يجب على أهل الاسلام أن يدعوا الله لأبي حنيفة في صلاتهم قال وذ كر حفظه عليهم السنن والفقهاء . أخبرنا علي بن أبي علي حدثنا أبو علي أحمد

ابن محمد بن محمد بن اسحاق المعدل النيسابوري حدثنا أبو حامد أحمد بن محمد بن بلال قال سمعت محمد بن يزيد يقول سمعت عبد الله بن يزيد المقرئ يقول :
 ما رأيت أسود رأس أفقه من أبي حنيفة . أخبرني أبو بشر الوكيل وأبو الفتح
 الضبي حدثنا عمر بن أحمد الواعظ حدثنا محمد بن مخزوم حدثنا بشر بن موسى
 حدثنا أبو عبد الرحمن المقرئ — وكان إذا حدثنا عن أبي حنيفة — قال حدثنا
 شاهان شاه . أخبرنا الخلال أخبرنا الحريري أن النخعي حدثهم قال حدثنا إبراهيم
 ابن مخلد البلخي حدثنا أحمد بن محمد البلخي قال سمعت شداد بن حكيم يقول :
 ما رأيت أعلم من أبي حنيفة . وقال النخعي حدثنا اسماعيل بن محمد الفارسي قال
 سمعت مكى بن إبراهيم ذكر أبا حنيفة فقال : كان أعلم أهل زمانه . أخبرنا التبوخي
 حدثني أبي حدثنا محمد بن حمدان بن الصباح حدثنا أحمد بن الصلت قال سمعت
 مليح بن وكيع يقول سمعت أبي يقول : ما لقيت أحداً أفقه من أبي حنيفة ، ولا
 أحسن صلاة منه . وقال ابن الصلت : سمعت الحسين بن حريث يقول سمعت النضر
 ابن شمير يقول : كان الناس نياماً عن الفقه حتى أيقظهم أبو حنيفة بما فقهه ،
 وبدينه ، ونخصه . أخبرنا الجوهري أخبرنا عبد العزيز بن جعفر الخرقى حدثنا هيثم
 ابن خلف الدوري حدثنا أحمد بن منصور بن سيار قال سمعت يحيى بن معين
 يقول سمعت يحيى بن سعيد يقول : كم من شيء حسن قد قاله أبو حنيفة . أخبرنا
 علي بن القاسم الشاهد حدثنا علي بن اسحاق المادرائي قال سمعت أبا جعفر بن
 أشرس يقول سمعت يحيى بن معين يقول سمعت يحيى القطان يقول : لا تكذب
 الله ، ربما أخذ بالشئ من رأي أبي حنيفة . أخبرنا العتيقي حدثنا عبد الرحمن
 ابن عمر بن نصر بن محمد الدمشقي — بها — حدثني أبي حدثنا أحمد بن علي بن
 سعيد القاضي قال سمعت يحيى بن معين يقول سمعت يحيى بن سعيد القطان يقول :
 لا تكذب الله ما سمعنا أحسن من رأي أبي حنيفة ، ولقد أخذنا بأكثر أقواله .

قال یحیی بن معین : و كان یحیی بن سعید یذهب فی الفتوی الی قول الکوفیین ، و یختار قوله من أقوالهم ، و یتبع رأیه من بین أصحابه . أخبرنا أبو نعیم الحافظ حدثنا محمد بن ابراهیم بن علی قال سمعت حمزة بن علی البصری یقول سمعت الربیع یقول سمعت الشافعی یقول : الناس عیال علی أبی حنیفة فی الفقه . أخبرنا علی بن القاسم حدثنا علی بن اسحاق المادرائی حدثنا زکریا بن عبد الرحمن حدثنی عبد الله بن احمد . قال قال هارون بن سعید سمعت الشافعی یقول : ما رأیت أحداً أفقه من أبی حنیفة .

❦ قلت : أراد بقوله ما رأیت ، ما علمت . أخبرنا أبو طاهر محمد بن علی ابن محمد بن یونس الواعظ أخبرنا عبید الله بن عثمان بن یحیی الدقاق حدثنا ابراهیم ابن محمد بن احمد - أبو اسحاق البخاری - حدثنا عباس بن عزیز أبو الفضل القطان حدثنا حرمة بن یحیی قال سمعت محمد بن ادريس الشافعی یقول : الناس عیال علی هؤلاء الخمسة ، من أراد أن یتبحر فی الفقه فهو عیال علی أبی حنیفة قال وسمعتہ - یعنی الشافعی - یقول : كان أبو حنیفة ممن وفق له الفقه ، ومن أراد أن یتبحر فی الشعر فهو عیال علی زهير بن أبی سلمی ، ومن أراد أن یتبحر فی المغازی فهو عیال علی محمد بن اسحاق ، ومن أراد أن یتبحر فی النجوم فهو عیال علی الکسانی ومن أراد أن یتبحر فی تفسیر القرآن فهو عیال علی مقاتل بن سلیمان . أخبرنا التنوخی حدثنی أبی حدثنا محمد بن حمدان حدثنا احمد بن الصلت الحنانی قال سمعت أبا عبید یقول سمعت الشافعی یقول : من أراد أن یعرف الفقه فلیلزم أبا حنیفة وأصحابه ، فان الناس کلهم عیال علیه فی الفقه . أخبرنی أبو الولید الحسن بن محمد الدر بندی أخبرنی محمد بن احمد بن محمد بن سلیمان الحافظ - ببخاری - قال سمعت علی بن الحسن بن عبد الرحیم الکندی یقول سمعت أبا محمد عبد الله بن محمد ابن عمر الأديب یقول سمعت یعقوب بن ابراهیم بن أبی خیران یقول سمعت

الحسن بن عثمان القاضي يقول : وجدت العلم بالعراق والحجاز ثلاثة ، علم أبي حنيفة وتفسير السكابي ، ومغازي محمد بن اسحاق . أخبرنا الصيمري أخبرنا عمر بن ابراهيم حدثنا مكرم بن احمد حدثنا احمد بن عطية قال سمعت يحيى بن معين يقول القراءة عندي قراءة حمزة ، والفقهاء أبو حنيفة ، على هذا أدركت الناس . أخبرني ابراهيم بن مخلد المعدل حدثنا القاضي ابو بكر احمد بن كامل — املاء — حدثنا محمد بن اسماعيل السلمي حدثنا عبد الله بن الزبير الحميدي قال سمعت سفيان بن عيينة يقول : شيثان ما ظننت انهما يجاوزان قنطرة الكوفة وقد بلغا الاكاف : قراءة حمزة ، ورأى أبي حنيفة . أخبرني عبد الباقي بن عبد الكريم قال أخبرنا عبد الرحمن بن عمر حدثنا محمد بن احمد بن يعقوب حدثنا جدي قال سمعت علي بن المديني يقول كان يزيد بن زريع يقول : — وذكر ابو حنيفة — هبها طارت بفتياه البغال الشهب . أخبرنا الخلال أخبرنا الحريري ان النخعي حدثهم حدثنا ابراهيم بن مخلد حدثنا محمد بن سهل قال حدثني محمد بن هاني قال سمعت جعفر بن الربيع يقول : أقيمت على أبي حنيفة خمس سنين فما رأيت اطول صمتا منه ، فاذا سئل عن شيء من الفقه تفتح وسال كالوادي ، وسمعت له دويًا وجهارة بالكلام . أخبرنا الصيمري قال قرأنا على الحسين بن هارون عن ابن سعيد قال حدثنا عبد الله بن احمد بن بهلول قال : هذا كتاب جدي اسماعيل ابن حماد — فقرأت فيه ، حدثني سعيد بن سويد القرشي قال سمعت ابراهيم بن عكرمة الخزومي يقول : ما رأيت أحداً أروع ولا أفقه من أبي حنيفة . أخبرنا القاضي ابو الطيب طاهر بن عبد الله الطبري حدثنا المعافى بن زكريا حدثنا محمد ابن جعفر المطيري حدثني محمد بن منصور القاضي حدثنا عثمان بن أبي شيبة حدثنا علي بن عاصم . قال : دخلت على أبي حنيفة وعنده حجام يأخذ من شعره فقال للحجام : تتبع مواضع البياض : قال الحجام لا ترد ، قال ولم ؟ قال لانه

یکثر قال فتتبع مواضع السواد لعله یکثر . بلغنی أن شریکا حکیت له هذه الحکایة عن أبی حنیفة فضحك وقال : لو ترك قیاسه تركه مع الحجام . أخبرنی الحسن بن أبی طالب ، ومحمد بن عبد الملك القرشی - قال الحسن حدثنا وقال محمد أخبرنا - احمد بن محمد بن الحسین الرازی حدثنا علی بن احمد الفارسی الفقیه حدثنا محمد بن فضیل الزاهد قال سمعت أبا مطیع یقول : مات رجل وأوصی إلى أبی حنیفة وهو غائب ، قال فقدم أبو حنیفة ، فارتفع إلى ابن شبرمة ، وادعی الوصیة وأقام البینة ان فلانا مات وأوصی الیه ، فقال له ابن شبرمة : یا أبا حنیفة احلف ان شهودك شهدوا بحق ، قال لیس علی یمین كنت غائبا ، قال ضلت مقالیدك یا أبا حنیفة ، قال ضلت مقالیدی ؟ ! ما تقول فی أعمی شیخ فشهد له شاهدان ان فلانا شجه ، علی الأعمی یمین ؟ ان شهوده شهدوا بالحق ولا یری . أخبرنی أبو بشر الوکیل وأبو الفتح الضبی . قالا : حدثنا عمر بن احمد الواعظ حدثنا ابراهیم بن سلیمان المروزی - قدم علينا - قال قرئ علی عبد الله بن علی القزاز عن احمد بن اسحاق عن النضر بن محمد . قال : دخل قتادة الکوفة ونزل فی دار أبی بردة ، فخرج یوما وقد اجتمع الیه خلق کثیر ، فقال قتادة : والله الذی لا اله الا هو ما یسألنی الیوم أحد عن الحلال والحرام الا أجبتہ ، فقام الیه أبو حنیفة فقال : یا أبا الخطاب ما تقول فی رجل غاب عن أهله اغواما فظنت امرأته أن زوجها مات فتزوجت ، ثم رجع زوجها الاول ما تقول فی صداقها ؟ وقال لاصحابه الذین اجتمعوا الیه : لئن حدث بحديث لیکذبن ، ولئن قال برأی نفسه لیخطئن فقال قتادة : ویحک أوقعت هذه المسألة ؟ قال لا ، قال فلم تسألنی عما لم یقع ؟ قال أبو حنیفة إنا نستعد للبلاء قبل نزوله ، فاذا ما وقع عرفنا الدخول فیہ والخروج منه . قال قتادة : والله لا أحدثکم بشی من الحلال والحرام ، سلونی عن التفسیر ، فقام الیه أبو حنیفة فقال له : یا أبا الخطاب ما تقول فی قول الله تعالی (قال الذی

عنده علم من الكتاب أنا آتيك به قبل أن يرتد إليك طرفك) قال نعم ، هذا
 آصف بن برخيا بن شمعي كاتب سليمان بن داود كان يعرف اسم الله الاعظم ، فقال
 أبو حنيفة : هل كان يعرف الأسم سليمان ؟ قال لا ، قال فيجوز أن يكون في زمن
 نبي من هو أعلم من النبي ؟ قال فقال قتادة : والله لا أحدثكم بشيء من التفسير ،
 سلوني عما اختلف فيه العلماء ، قال فقام اليه أبو حنيفة فقال يا أبا الخطاب أمؤمن
 أنت ؟ قال أرجو ! قال ولم ؟ قال لقول ابراهيم عليه السلام (والذي أطمع أن يغفر
 لي خطيئتي يوم الدين) فقال أبو حنيفة : فهلا قلت كما قال ابراهيم عليه السلام
 (قال أولم تؤمن ؟ قال بلى) فهلا قلت بلى ؟ قال فقام قتادة مغضبا ودخل الدار
 وحلف أن لا يحدثهم . أخبرنا الصيمري أخبرنا عمر بن ابراهيم المقرئ حدثنا مكرم
 ابن احمد حدثنا احمد بن محمد - يعني الحماني - حدثنا الفضل بن غانم . قال : كان
 أبو يوسف مريضا شديدا المرض ، فعاده أبو حنيفة مرارا ، فصار اليه آخر مرة
 فرآه مقبلا فاسترجع ، ثم قال : لقد كنت أؤملك بعدى للمسلمين ، ولئن أصيب
 الناس بك ليموتن معك علم كثير ، ثم رزق العافية وخرج من العلة ، فاخبر أبو
 يوسف بقول أبي حنيفة فارتفعت نفسه ، وانصرفت وجوه الناس اليه فقعده لنفسه
 مجلسا في الفقه وقصر عن لزوم مجلس أبي حنيفة ، فسأل عنه . فاخبر أنه قد قعد
 لنفسه مجلسا ، وأنه قد بلغه كلامك فيه ، فدعاه رجلا كان له عنده قدر فقال : صر
 إلى مجلس يعقوب فقل له : ما تقول في رجل دفع إلى قصار ثوبا ليقتصره بدرهم ،
 فصار اليه بعد أيام في طلب الثوب ، فقال له القصار : مالك عندي شيء وأنكره ،
 ثم إن رب الثوب رجع اليه فدفع اليه الثوب مقصورا ، أله أجره ؟ فان قال له أجره
 فقل أخطأت ، وإن قال لا أجره له فقل أخطأت . فصار اليه فسأله فقال أبو يوسف :
 له الاجرة ، فقال أخطأت . فنظر ساعة ثم قال : لا أجره له فقال أخطأت ، فقام
 أبو يوسف من ساعته فأتى أبا حنيفة ، فقال له : ما جاء بك إلا بمسئلة القصار ؟ قال

أجل ! قال سبحانه الله من قعد يفتي الناس وعقد مجلسا يتكلم في دين الله وهذا قدره لا يحسن أن يجيب في مسألة من الاجارات ، فقال يا أبا حنيفة علمني ، فقال إن كان قصره بعد ما غصبه فلا أجرة له ، لانه قصره لنفسه ، وإن كان قصره قبل أن يغصبه فله الاجرة لانه قصره لصاحبه . ثم قال : من ظن أنه يستغنى عن التعلم فليبك على نفسه . أخبرني أبو القاسم الازهرى حدثنا عبد الرحمن بن عمر الخلال حدثنا محمد بن احمد بن يعقوب حدثنا جدى . قال : أملى على بعض أصحابنا أبيانا مدح بها عبد الله بن المبارك أبا حنيفة :

رأيت أبا حنيفة كل يوم	يزيد نبالة ويزيد خيرا
وينطق بالصواب ويصطفيه	إذا ما قال أهل الجور جورا
يقايس من يقايسه بلب	فمن ذا يجعلون له نظيرا
كفانا فقد حماد وكانت	مصيبتنا به أمراً كبيراً
فرد شامة الاعداء عنا	وأبدى بعده علماً كثيراً
رأيت أبا حنيفة حين يؤتى	ويطلب علمه بجرأ غزيراً
إذا ما المشكلات تدافعتها	رجال العلم كان بها بصيراً

أخبرنا الحسين بن على الحنفي . قال أنشدنا أبو القاسم عبد الله بن محمد الشاهد أنشدنا مكرم بن احمد - لأبي القاسم غسان بن محمد بن عبد الله بن سالم التميمي :

وضع القياس أبو حنيفة كله	فأنى باوضح حجة وقياس
وبنى على الآثار رأس بنائه	فأنت غوامضه على الاساس
والناس يتبعون فيها قوله	لما استبان ضياؤه للناس

أخبرني على بن أبي على البصرى حدثنا القاضى أبو نصر محمد بن محمد بن سهل النيسابورى حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب الأصم حدثني احمد بن يحيى أبو يحيى

السمرقندي حدثنا نصر بن يحيى البلخي حدثنا الحسن بن زياد اللؤلؤي . قال : كانت هاهنا امرأة يقال لها أم عمران مجنونة ، وكانت جالسة في الكناسة فمر بها رجل فبكلمها بشيء ، فقالت له : يا ابن الزانيين ، وابن أبي ليلى حاضر يسمع ذلك فقال للرجل : أدخلها على المسجد ، وأقام عليها حدين ، حداً لآبيه ، وحداً لأمه فبلغ ذلك أبا حنيفة فقال : أخطأ فيها في ستة مواضع ، أقام الحد في المسجد ، ولا تقام الحدود في المساجد ، وضربها قائمة والنساء يضربن قعوداً ، وضرب لآبيه حداً ولأمه حداً ولو أن رجلاً قذف جماعة كان عليه حد واحد ، وجمع بين حدين ولا يجمع بين حدين حتى يخف أحدهما ، والمجنونة ليس عليها حد . وحد لآبويه وهما غائبان لم يحضرا فيديان . فبلغ ذلك ابن أبي ليلى فدخل على الأمير فشكى إليه وحجر على أبي حنيفة . وقال : لا يفتي ، فلم يفت أياماً حتى قدم رسول من ولي العهد فامر أن يعرض على أبي حنيفة مسائل حتى يفتي فيها . فابى أبو حنيفة وقال : أنا محجور على ، فذهب الرسول إلى الأمير فقال الأمير قد أذنت له ، فقام فافتى . أخبرنا التنوخي حدثنا أحمد بن عبد الله الوراق الدورى أخبرنا أحمد بن القاسم بن نصر أخو أبي الليث الفرائضي حدثنا سليمان بن أبي شيخ حدثنا عبد الله بن صالح بن مسلم العجلي . قال قال رجل بالشام للحكم بن هشام الثقفي : أخبرني عن أبي حنيفة قال على الخبير سقطت ، كان أبو حنيفة لا يخرج أحداً من قبلة رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى يخرج من الباب الذي منه دخل ، وكان من أعظم الناس أمانة ، وأراد سلطانتنا على أن يتولى مفاتيح خزائنه أو يضرب ظهره ، فأختار عذابهم على عذاب الله . فقال له : ما رأيت أحداً وصف أبا حنيفة بمثل ما وصفته به . قال هو كما قلت لك . أخبرني عبد الله ابن يحيى السكري أخبرنا اسماعيل بن محمد الصفار حدثنا أحمد بن منصور الرمادي حدثنا عبد الرزاق قال شهدت أبا حنيفة في مسجد الخيف فسأله رجل عن شيء

فأجابه . فقال رجل : إن الحسن يقول كذا وكذا ، قال أبو حنيفة أخطأ الحسن ،
قال فجاء رجل مغطى الوجه قد عصب على وجهه فقال : أنت تقول أخطأ الحسن
يا ابن الزانية ؟ ثم مضى ، فما تغير وجهه ولا تلون ، ثم قال إى والله أخطأ الحسن
وأصاب ابن مسعود . أخبرنا الحسن بن أبي بكر أخبرنا محمد بن أحمد بن الحسن
الصواف حدثنا محمود بن محمد المروزي حدثنا حامد بن آدم قال سمعت سهل
ابن مزاحم يقول سمعت أبا حنيفة يقول (فبشر عبادى الذين يستمعون القول
فيتبعون أحسنه) قال كان أبو حنيفة يكثر من قول : اللهم من ضاق بنا صدره
فان قلبنا قد اتسعت له . أخبرنا الجوهري أخبرنا محمد بن عمران المرزبانى
حدثنا عبد الواحد بن محمد الخصبى حدثنى أبو خازم القاضى قال حدثنى شعيب
ابن أيوب الصريفينى قال سمعت الحسن بن زياد اللؤلؤى يقول سمعت أبا حنيفة
يقول : قولنا هذا رأى وهو أحسن ما قدرنا عليه ، فمن جاءنا باحسن من قولنا
فهو أولى بالصواب منا . وأخبرنا الجوهري أخبرنا محمد بن عبد الله الأبهري
حدثنا أبو عروبة الخرائى حدثنا سليمان بن سيف قال سمعت أبا عاصم يقول :
قال رجل لابي حنيفة : متى يحرم الطعام على الصائم ؟ قال إذا طلع الفجر ، قال
فقال له السائل : فان طلع نصف الليل ؟ قال فقال له أبو حنيفة : قم يا أعرج .

﴿ ما ذكر من عبادة أبي حنيفة وورعه ﴾

أخبرنا محمد بن أحمد بن رزق حدثنا أحمد بن على بن عمر بن حبیش
الرازى قال سمعت محمد بن أحمد بن عصام يقول سمعت محمد بن سعد العوفى
يقول سمعت يحيى بن معين يقول سمعت يحيى القطان يقول : جالسنا والله أبا حنيفة
وسمعنا منه ، وكنت والله إذا نظرت اليه عرفت فى وجهه أنه يتقى الله عز وجل
أخبرنا الصيمرى قال قرأنا على الحسين بن هارون عن أبي العباس بن سعيد قال
حدثنا ابراهيم بن الوليد حدثنا محمد بن اسحاق البلخى قال سمعت الحسن بن

محمد الليثي يقول : قدمت الكوفة فسألت عن أعبد أهلها فدفعت إلى أبي حنيفة أخبرنا محمد بن أحمد بن رزق قال سمعت أبا نصر وأبا الحسن بن أبي بكر أخبرنا أبو نصر أحمد بن نصر بن محمد بن أشكاب البخاري قال سمعت أبا إسحاق إبراهيم بن محمد بن سفيان يقول سمعت علي بن سلمة يقول سمعت سفيان بن عيينة يقول : رحم الله أبا حنيفة كان من المصلين - أعنى أنه كان كثير الصلاة - أخبرنا التنوخي حدثني أبي حدثنا محمد بن حمدان بن الصباح حدثنا أحمد بن الصلت الحماني^(١) قال سمعت سويد بن سعيد يقول سمعت سفيان بن عيينة يقول : ما قدم مكة رجل في وقتنا أكثر صلاة من أبي حنيفة . أخبرنا محمد بن عبد الملك القرشي أخبرنا أحمد بن محمد بن الحسين الرازي حدثنا علي بن أحمد الفارسي حدثنا محمد بن فضيل . قال قال أبو مطيع : كنت بمكة ، فما دخلت الطواف في ساعة من ساعات الليل إلا رأيت أبا حنيفة وسفيان في الطواف . أخبرنا إبراهيم ابن مخلد المعدل حدثنا محمد بن أحمد بن إبراهيم الحكيمي حدثنا مقاتل بن صالح أبو علي المطرزي ، قال سمعت يحيى بن أيوب الزاهد يقول : كان أبو حنيفة لا ينام الليل . أخبرنا أبو نعيم الحافظ أخبرنا عبد الله بن جعفر بن فارس - فيما أذن لي أن أرويه عنه - قال حدثنا هارون بن سليمان حدثنا علي بن المديني قال سمعت سفيان بن عيينة يقول : كان أبو حنيفة له مروءة ، وله صلاة في أول زمانه . قال سفيان اشترى أبي مملوك فأعتقه ، وكان له صلاة من الليل في داره ، فكان الناس يفتابونه فيها يصلون معه من الليل ، فكان أبو حنيفة فيمن يجيء يصلي .

(١) وعنه يقول ابن أبي خيثمة لابنه عبد الله : اكتب عن هذا الشيخ يابني فإنه كان يكتب معنا في المجالس منذ سبعين سنة . وفي شيوخه كثرة وقد أخذ عنه أناس لا يحصون من الرواة وتحامل ابن عدي عليه كتاحله على البغوى ولعل ذنبه كونه ألف في مناقب النعمان . وحديث ابن جزء لم يتفرد هو بروايته بل له متابع والكلام في حقه طويل الذيل ومن الغريب أنه إذا طعن طاعن في رجل تجد أسرابا من ورائه يرددون صدى الطاعن أيا كانت قيمة طعنه . (٢٣ - ثالث عشر - تاريخ بغداد)

أخبرني عبد الباقي بن عبد الكريم أخبرنا عبد الرحمن بن عمر حدثنا محمد بن أحمد بن يعقوب حدثنا جدي قال حدثني محمد بن بكر . قال سمعت أبا عاصم النبيل يقول : كان أبو حنيفة يسمى الوتد لكثرة صلاته . أخبرني الصيمري قال قرأنا على الحسين بن هارون عن ابن سعيد قال حدثنا عبد الله بن محمد بن نوح قال حدثنا محمد بن يزيد السلمي حدثنا حفص بن عبد الرحمن . قال : كان أبو حنيفة يحكي الليل بقراءة القرآن في ركعة ثلاثين سنة . وقال ابن سعيد حدثنا محمد بن أحمد بن الحسن حدثنا أبي قال سمعت زافر بن سليمان يقول : كان أبو حنيفة يحكي الليل بركعة يقرأ فيها القرآن . أخبرنا علي بن الحسن المعدل حدثنا أبو بكر أحمد ابن محمد بن يعقوب الكاغدي حدثنا أبو محمد عبد الله بن محمد بن يعقوب بن الحارث الحارثي البخاري - ببخاري - حدثنا أحمد بن الحسين البلخي حدثنا حماد بن قريش قال سمعت أسد بن عمر يقول : صلى أبو حنيفة فيما حفظ عليه صلاة الفجر بوضوء صلاة العشاء أربعين سنة ، فكان عامة الليل يقرأ جميع القرآن في ركعة واحدة ، وكان يسمع بكاؤه بالليل حتى يرحمه جيرانه ، وحفظ عليه أنه ختم القرآن في الموضع الذي توفي فيه سبعة آلاف مرة . أخبرني الحسين بن محمد أخو الخلال حدثنا إسحاق بن محمد بن حمدان المهلبى - ببخاري - حدثنا عبد الله بن محمد بن يعقوب حدثنا قيس بن أبي قيس حدثنا محمد بن حرب المروزي حدثنا اسماعيل بن حماد بن أبي حنيفة عن أبيه . قال : لما مات أبي سألتنا الحسن بن عمارة أن يتولى غسله ففعل ، فلما غسله . قال : رحمتك الله وغفر لك لم تقطر منذ ثلاثين سنة ولم تتوسد بيمينك بالليل منذ أربعين سنة ، وقد أتعبت من بعدك ، وفضحت القراء . أخبرنا الحسين بن علي بن محمد المعدل حدثنا القاضي أبو نصر محمد بن محمد بن سهل النيسابوري حدثنا أحمد بن هارون الفقيه حدثني محمد بن المنذر بن سعيد الهروي حدثنا محمد بن سهل بن منصور المروزي قال حدثني

احمد بن ابراهيم قال سمعت منصور بن هاشم يقول: كنا مع عبد الله بن المبارك بالقادسية إذ جاءه رجل من اهل الكوفة فوقع في ابني حنيفة، فقال له عبد الله: ويحك أتقع في رجل صلى خمسا وأربعين سنة خمس صلوات على وضوء واحد؟ وكان يجمع القرآن في ركعتين في ليلة، وتعلمت الفقه الذي عندي من أبي حنيفة. أخبرنا الخلال حدثنا الحريري أن النخعي حدثهم قال حدثنا محمد بن الحسن بن مكرم حدثنا بشر بن الوليد عن أبي يوسف. قال: بينا أنا أمشي مع أبي حنيفة إذ سمع رجلا يقول لرجل، هذا أبو حنيفة لا ينام الليل، فقال أبو حنيفة: والله لا يتحدث عني بما لا أفعل، فكان يحكي الليل صلاة، ودعاء، وتضرعا. أخبرنا التنوخي والجوهري قالا: أخبرنا عبد العزيز بن جعفر بن محمد الخرقى حدثنا هيثم بن خلف الدوري حدثني محمد بن يزيد بن سليم - مولى بني هاشم - قال حدثني يحيى بن فضيل قال: كنت مع جماعة فاقبل أبو حنيفة، فقال بعض القوم: ماترونه ما ينام هذا الليل قال وسمعت أبو حنيفة ذلك فقال: أراني عند الناس خلاف ما أنا عند الله، لا توسدت فراشا حتى ألقى الله. قال يحيى كان أبو حنيفة يقوم الليل كله حتى توفي - أو قال حتى مات - . أخبرني أبو علي عبد الرحمن بن محمد بن أحمد بن فضالة النيسابوري الحافظ - بالري - أخبرنا أحمد بن محمد بن الحسين المذكري حدثنا علي بن أحمد ابن موسى الفارسي حدثنا محمد بن فضيل العابد حدثنا أبو يحيى الحماني حدثني سلم بن سالم عن أبي الجويرية قال صحبت حماد بن أبي سليمان ومحارب بن دثار وعلقمة بن مرثد وعون بن عبد الله، وصحبت أبا حنيفة فما كان في القوم رجل أحسن ليلا من أبي حنيفة. لقد صحبتته أشهرا فما منها ليلة وضع فيها جنبه. قال وحدثنا أبو يحيى الحماني عن بعض أصحابه أن أبا حنيفة كان يصلي الفجر بوضوء الغشاء، وكان إذا أراد أن يصلي من الليل تزين حتى يسرح لحيته. أخبرنا محمد ابن أحمد بن رزق قال سمعت القاضي أبا نصر. وأخبرنا الحسن بن أبي بكر أخبرنا

القاضي أبو نصر أحمد بن نصر بن محمد بن أشكاب البخاري قال سمعت محمد بن خلف بن رجاء يقول سمعت محمد بن سلمة عن ابن أبي معاذ عن مسعر بن كدام . قال : أتيت أبا حنيفة في مسجده فرأيتَه يصلي الغداة ثم يجلس للناس في العلم إلى أن يصلي الظهر ، ثم يجلس إلى العصر ، فإذا صلى العصر جلس إلى المغرب ، فإذا صلى المغرب جلس إلى أن يصلي العشاء ، فقلت في نفسي هذا الرجل في هذا الشغل متى يتفرغ للعبادة ؟ لا تعاهدنه الليلة ، قال فتعاهدته فلما هدا الناس خرج إلى المسجد فانتصب للصلاة إلى أن طلع الفجر ، ودخل منزله ولبس ثيابه ، وخرج إلى المسجد وصلى الغداة ، فجلس للناس إلى الظهر ، ثم إلى العصر ، ثم إلى المغرب ، ثم إلى العشاء . فقلت في نفسي إن الرجل قد تنشط الليلة ، لا تعاهدنه الليلة ، فتعاهدته فلما هدا الناس خرج فانتصب للصلاة ، ففعل كفعاله في الليلة الأولى ، فلما أصبح خرج إلى الصلاة وفعل كفعاله في يوميه ، حتى إذا صلى العشاء قلت في نفسي إن الرجل لينشط الليلة واليلة ، لا تعاهدنه الليلة ففعل كفعاله في ليلتيه ، فلما أصبح جلس كذلك ، فقلت في نفسي لا يؤمنه إلى أن يموت أو أموت ، قال فلأزمته في مسجده . قال ابن أبي معاذ : فبلغني أن مسعراً مات في مسجد أبي حنيفة في سجوده أخبرنا الخلال أخبرنا الحريري أن النخعي حدثهم قال حدثنا محمد بن علي بن عفان حدثنا علي بن حفص البراز قال سمعت حفص بن عبد الرحمن يقول سمعت مسعر ابن كدام يقول : دخلت ذات ليلة المسجد فرأيت رجلاً يصلي فاستحللت قراءته فقرأ سبعا ، فقلت بركع ، ثم قرأ الثلث ، ثم قرأ النصف ، فلم يزل يقرأ القرآن حتى ختمه كله في ركعة ، فنظرت فإذا هو أبو حنيفة . وقال النخعي حدثنا إبراهيم بن مخلد البلخي حدثنا إبراهيم بن رستم المروزي قال سمعت خارجة بن مصعب يقول : ختم القرآن في الكعبة أربعة من الأئمة ، عثمان بن عفان ، وتمام الداري ، وسعيد ابن جبير ، وأبو حنيفة . وقال إبراهيم بن مخلد حدثنا أحمد بن يحيى الباهلي حدثنا

بجى بن نصر. قال : كان أبو حنيفة ربما ختم القرآن فى شهر رمضان ستين ختمة .
أخبرنا أبو بشر الوكيل وأبو الفتح الضبي . قالوا : أخبرنا عمر بن أحمد الواعظ
حدثنا مكرم بن أحمد حدثنا أحمد بن محمد الحماني حدثنا أحمد بن يونس قال
سمعت زائدة يقول : صليت مع أبي حنيفة فى مسجده عشاء الآخرة وخرج
الناس ولم يعلم أنى فى المسجد ، وأردت أن أسأله عن مسألة من حيث لا يرانى أحد
قال فقام فقرأ - وقد افتتح الصلاة - حتى بلغ الى هذه الآية (فمن الله علينا ووقانا
عذاب السموم) فأقمت فى المسجد أنتظر فراغه فلم يزل يرددها حتى أذن المؤذن
لصلاة الفجر . وقال أحمد بن محمد سمعت أبا نعيم ضرار بن صرد يقول سمعت
يزيد بن الكميث يقول - وكان من خيار الناس - كان أبو حنيفة شديد الخوف
من الله ، فقرأ بنا على بن الحسين المؤذن ليلة فى عشاء الآخرة (اذا زلزلت)
وأبو حنيفة خلفه ، فلما قضى الصلاة وخرج الناس ، نظرت الى أبي حنيفة وهو
جالس يفكر ويتنفس ، فقلت أقوم لا يشتغل قلبه بى ، فلما خرجت تركت القنديل
ولم يكن فيه إلا زيت قليل ، فجئت وقد طلع الفجر وهو قائم قد أخذ بلحية نفسه
وهو يقول : يا من يجزى بمثقال ذرة خير خيرا ، ويا من يجزى بمثقال ذرة شر شرا ،
أجر النعمان عبدك من النار ، وما يقرب منها من سوء ، وأدخله فى سعة رحمتك
قال فأذنت فاذا القنديل يزهر وهو قائم ، فلما دخلت قال : تريد أن تأخذ القنديل
قال قلت قد أذنت لصلاة الغداة ، قال اكنم على مارأيت ، وركع ركعتي الفجر
وجلس حتى أقمت الصلاة وصلى معنا الغداة على وضوء أول الليل . أخبرنا الخلال
أخبرنا الحريرى أن النخعي حدثهم قال حدثنا بخثري بن محمد حدثنا محمد بن
سماعة عن محمد بن الحسن قال حدثني القاسم بن معن : أن أبا حنيفة قام ليلة
بهذه الآية (بل الساعة موعدهم والساعة أدهى وأمر) يرددها ويبكى ويتضرع .
وقال النخعي حدثنا سليمان بن الربيع حدثنا حبان بن موسى قال سمعت عبد الله

ابن المبارك يقول : قدمت الكوفة فسألت عن أورع أهلها فقالوا أبو حنيفة .
وقال سليمان سمعت مكي بن إبراهيم يقول : جالست الكوفيين فما رأيت أورع
من أبي حنيفة . وقال النخعي حدثنا الحسين بن الحكم الحبري حدثنا علي بن
حفص البزاز . قال : كان حفص بن عبد الرحمن شريك أبي حنيفة ، وكان
أبو حنيفة يجهز عليه ، فبعث إليه في رقعة بمتاع وأعلمه أن في ثوب كذا وكذا عيبا
فاذا بعته فبين ، فباع حفص المتاع ونسى أن يبين ولم يعلم ممن باعه ، فلما علم أبو
حنيفة تصدق بثمان المتاع كله . أخبرني أبو بشر الوكيل وأبو الفتح الضبي قالا :
حدثنا عمر بن أحمد حدثنا مكرم بن أحمد حدثنا أحمد بن المغلس الحماني قال حدثنا
مليح بن وكيع حدثنا أبي . قال : كان أبو حنيفة قد جعل على نفسه أن لا يحلف
بالله في عرض كلامه الا تصدق بدينار ، فحلف فتصدق به ، ثم جعل على نفسه
إن حلف أن يتصدق بدينار ، فكان إذا حلف صادقا في عرض الكلام
تصدق بدينار ، وكان إذا أنفق على عياله نفقة تصدق بثلثها ، وكان إذا اكتسى
ثوبا جديدا كسى بقدر ثمنه الشيوخ العلماء ، وكان إذا وضع بين يديه الطعام أخذ
منه فوضعه على الخبز حتى يأخذ منه بقدر ضعف ما كان يأكل ، فيضمه على الخبز
ثم يعطيه انسانا فقيرا ، فان كان في الدار من عياله انسان يحتاج اليه دفعه اليه والا
أعطاه مسكينا . أخبرنا التنوخي حدثني أبي حدثنا محمد بن جهمان حدثنا أحمد
ابن الصلت الحماني قال سمعت مليح بن وكيع يقول سمعت أبي يقول : كان والله
أبو حنيفة عظيم الامانة ، وكان الله في قلبه جليلا كبيرا عظيما ، وكان يؤثر رضاء
ربه على كل شيء ، ولو أخذته السيوف في الله لاحتمل ، رحمه الله ورضي عنه رضى
الابرار فلقد كان منهم . أخبرنا الحسن بن أبي بكر أخبرنا محمد بن أحمد بن الحسن
الصواف حدثنا محمود بن محمد المروزي قال سمعت إبراهيم بن عبد الله الخلال
ذكر رواه عن حامد بن آدم أنه قال سمعت عبد الله بن المبارك يقول : ما رأيت

أحداً أروع من أبي حنيفة ، فقال من رأي أن أخرج إلى حامد في هذا الحرف الواحد أسمع منه . وأخبرنا الحسن أخيراً ابن الصواف حدثنا محمود بن محمد المروزي قال سمعت حامد بن آدم يقول سمعت عبد الله بن المبارك يقول : مارأيت أحداً أروع من أبي حنيفة ، وقد جرب بالسياط والاموال . أخبرنا علي بن أبي على البصري أخبرنا أبو بكر محمد بن عبد الرحيم المازني حدثنا الحسين بن القاسم السكوني حدثني أبو الحسن الديناجي حدثنا زيد بن أوزم قال سمعت عبد الله بن صهيب الكلبي يقول : كان أبو حنيفة النعمان بن ثابت يتمثل كثيراً :

عطاء ذي العرش خير من عطائكم وسيبه واسع يرجى ويفتظر
أنتم يكدر ما تعطون منكم والله يعطي بلا من ولا كدر

أخبرنا الخلال أخبرنا الحريري أن النخعي حدثهم قال حدثنا سعيد القصار قال سمعت محمد بن أبي عبد الرحمن المسعودي عن أبيه . قال : مارأيت أحسن أمانة من أبي حنيفة ، مات يوم مات وعنده ودائع بخمسين ألفاً ، ما ضاع منها ولا درهم واحد . وقال النخعي حدثنا إبراهيم بن مخلد حدثنا بكر العمي عن هلال بن يحيى عن يوسف السمتي أن أبا جعفر المنصور أجاز أبا حنيفة بثلاثين ألف درهم في دفعات فقال : يا أمير المؤمنين إني ببغداد غريب وليس لها عندي موضع ، فأجعلها في بيت المال فأجابه المنصور إلى ذلك ، قال فلما مات أبو حنيفة أخرجت ودائع الناس من بيته ، فقال المنصور : خدعنا أبو حنيفة . وقال النخعي حدثنا سودة بن علي حدثنا خارجة بن مصعب بن خارجة قال سمعت مغيث بن بديل يقول قال خارجة ابن مصعب : أجاز المنصور أبا حنيفة بعشرة آلاف درهم فدعى ليقبضها ، فشاورني وقال : هذا رجل إن رددتها عليه غضب ، وإن قبضتها دخل على في ديني ما أكرهه ؟ فقلت إن هذا المال عظيم في عينه ، فإذا دعيت لتقبضها فقل لم يكن هذا أمل من أمير المؤمنين ، فدعى ليقبضها فقال ذلك ، فرفع إليه خبره فحبس

الجائزة ، قال فكان أبو حنیفة لا يكاد يشاور في أمره غيري .

﴿ ما ذكر من جود أبي حنیفة وسماحه وحسن عهده ﴾

أخبرني أبو بشر الوكيل وأبو الفتح الضبي . قالا : حدثنا عمر بن أحمد الواعظ حدثنا مكرم بن أحمد حدثنا أحمد بن محمد الحماني حدثنا عاصم بن علي قال سمعت قيس بن الربيع يقول : كان أبو حنیفة رجلاً ورعاً فقيهاً محسوداً ، وكان كثير الصلوة والبر لكل من لجأ إليه ، كثير الأفضال على أخوانه ، قال وسمعت قيساً يقول : كان النعمان بن ثابت من عقلاء الرجال . وقال مكرم حدثنا أحمد بن عطية حدثنا الحسن بن الربيع قال كان قيس بن الربيع يحدثني عن أبي حنیفة أنه كان يبعث بالبضائع إلى بغداد فيشتري بها الأمتعة ويحملها إلى الكوفة ، ويجمع الأرباح عنده من سنة إلى سنة ، فيشتري بها حوائج الأشياخ المحدثين وأقواتهم وكسوتهم وجميع حوائجهم ، ثم يدفع باقي الدنانير من الأرباح إليهم فيقول : انفقوا في حوائجكم ولا تحمدوا إلا الله ، فاني ما أعطيتكم من مالي شيئاً ، ولكن من فضل الله علي فيكم ، وهذه أرباح بضائعكم فانه هو والله مما يجريه الله لكم على يدي ، فما في رزق الله حول غيره . أخبرنا الحسين بن علي الحنيفي حدثنا علي بن الحسن الرازي حدثنا محمد بن الحسين الزعفراني حدثنا أحمد بن زهير أخبرنا سليمان بن أبي شيخ حدثني حجر بن عبد الجبار . قال : ما رأى الناس أكرم مجالسة من أبي حنیفة ، ولا إكراماً لأصحابه . قال حجر : كان يقال إن ذوى الشرف أتم عقولا من غيرهم . أخبرنا الصيمري قال قرأنا على الحسين بن هارون عن أبي العباس بن سعيد قال حدثنا أحمد بن محمد بن يحيى الخزازي حدثنا حسين بن سعيد اللخمي قال سمعت حفص بن حمزة القرشي يقول : كان أبو حنیفة ربما مر به الرجل فيجلس إليه لغير قصد ولا مجالسة ، فإذا قام سأل عنه فان كانت به فاقة وصله ، وان مرض عاده حتى يجرد الى موصلته ، وكان أكرم

الناس مجالسة . أخبرنا الخلال أخبرنا الحريري أن النخعي حدثهم قال حدثنا أحمد ابن عمار بن أبي مالك الجنبي عن أبيه عن الحسن بن زياد . قال : رأى أبو حنيفة على بعض جلسائه ثيابا رثة ، فأمره فجلس حتى تفرق الناس وبقي وحده . فقال له : ارفع المصلي وخذ ما تحته ، فرفع الرجل المصلي فكان تحته ألف درهم ، فقال له خذ هذه الدراهم فغير بها من حالك ، فقال الرجل : إني موسر وأنا في نعمة ولست أحتاج إليها ، فقال له : أما بلغك الحديث * « إن الله يحب أن يرى أثر نعمته على عبده » ؟ فينبغي لك أن تغير حالك حتى لا يغم بك صديقك . وقال النخعي حدثنا محمد بن علي بن عفان حدثنا اسماعيل بن يوسف السنبري ^(۱) قال سمعت أبا يوسف يقول : كان أبو حنيفة لا يكاد يسأل حاجة الا قضائها ، فجاءه رجل فقال له إن لفلان على خمسمائة درهم وأنا مضيق ، فسله يصبر عني ويؤخرني بها . فكلّم أبو حنيفة صاحب المال ، فقال صاحب المال : هي له قد أبرأته منها ، فقال الذي عليه الحق : لا حاجة لي فيها ، فقال أبو حنيفة : ليس الحاجة لك ، وانما الحاجة لي قضيت . وقال النخعي حدثنا عبد الله بن أحمد بن البهلول الكوفي حدثنا القاسم ابن محمد البجلي عن اسماعيل بن حماد بن أبي حنيفة أن أبا حنيفة حين خندق حماد ابنه ، وهب للمعلم خمسمائة درهم . وقال النخعي حدثنا محمد بن اسحاق البكائي قال سمعت جعفر بن عون العمري يقول : أتت امرأة أبا حنيفة تطلب منه ثوب خز ، فأخرج لها ثوبا فقالت له : إني امرأة ضعيفة وانها أمانة ، فبعتني هذا الثوب بما يقوم عليك ، فقال خذيه بأربعة دراهم ، فقالت لا تسخر بي وأنا عجوز كبيرة . فقال إني أشيريت ثوبين فبعت أحدهما برأس المال إلا أربعة دراهم ، فبقي هذا الثوب على بأربعة دراهم . أجاز لي محمد بن أسد الكاتب أن جعفر الخلدی حدثهم ثم أخبرني الأزهری — قراءة — حدثنا الحسن بن عثمان حدثنا جعفر الخلدی

(۱) كذا في الصمصاطية ، وفي الكوبريلي : الشنبري .

حدثنا احمد بن محمد الطوسي حدثني أبو سعيد الكندي عبد الله بن سعيد حدثنا شيخ سماه أبو سعيد الكندي . قال : كان أبو حنيفة يبيع الخبز ، فجاءه رجل فقال يا أبا حنيفة قد احتجت الى ثوب خز . فقال : ما لونه ؟ فقال كذا وكذا فقال له اصبر حتى يقع وأخذه لك إن شاء الله . قال فما دارت الجمعة حتى وقع ، فر به الرجل فقال له أبو حنيفة قد وقعت حاجتك ، قال فاخرج اليه الثوب فأعجبه فقال : يا أبا حنيفة كم أزن للغلام ؟ قال درهما ، قال يا أبا حنيفة ما كنت أظنك تهزأ ؟ قال ما هزأت إني اشتريت ثوبين بعشرين ديناراً ودرهم ، وإني بعت أحدهما بعشرين ديناراً وبقي هذا بدرهم وما كنت لأربح على صديق . أخبرنا الحسين بن علي الحنفي حدثنا علي بن الحسن الرازي حدثنا محمد بن الحسين الزعفراني حدثنا أحمد بن زهير أخبرني سليمان بن أبي شيخ . قال قال مساور الوراق :

كنا من الدين قبل اليوم في سعة حتى ابتلينا بأصحاب المقاييس
قاموا من السوق إذ قلت مكاسيهم فاستعملوا الرأي عند الفقر والبوس
أما العريب فامسوا لا عطاء لهم وفي الموالى علامات المفاليس
فلاقيه أبو حنيفة فقال : هجوتنا نحن نرضيك ، فبعث اليه بدراهم فقال :

إذا ما أهل مصر بادھونا بداهية من الفتيا لطيفة
أتيناكم بمقياس صحيح صليب من طراز أبي حنيفة
إذا سمع الفقيه به حواه وأثبتته بحبر في صحيفة

أخبرني علي بن أحمد الرزاز حدثنا أبو الليث نصر بن محمد الزاهد البخاري - قدم علينا - حدثنا محمد بن محمد بن سهل النيسابوري حدثنا أبو أحمد محمد بن أحمد الشعبي حدثنا أسد بن نوح حدثنا محمد بن عباد قال حدثنا القاسم بن غسان أخبرني أبي قال أخبرني عبد الله بن رجاء الغداني . قال : كان لأبي حنيفة جار بالكوفة اسكاف يعمل نهاره أجمع ، حتى إذا جنه الليل رجع إلى منزله وقد

حمل لهما فطبخه ، أو سمكة فيشويها ، ثم لا يزال يشرب حتى إذا دب الشراب فيه غنى بصوت ، وهو يقول :

أضاعوني وأى قى أضاعوا ليوم كريمة وسداد تغز
فلا يزال يشرب ويردد هذا البيت حتى يأخذه النوم ، وكان أبو حنيفة يسمع جلسته ، وأبو حنيفة كان يصلي الليل كله ، فقصد أبو حنيفة صوته فسأل عنه فقبل أخذه العسس منذ ليال وهو محبوس ، فصلى أبو حنيفة صلاة الفجر من غد ، وركب بغلته واستأذن على الأمير . قال الأمير : إيدنوا له واقبلوا به راكباً ولا تدعوه ينزل حتى يطا البساط ، ففعل ، فلم يزل الأمير يوسع له من مجلسه ، وقال ما حاجتك ؟ قال لي جار اسكاف أخذه العسس منذ ليال ، يأمر الأمير بتخليته ، فقال نعم وكل من أخذ في تلك الليلة إلى يومنا هذا ، فأمر بتخليتهم أجمعين ، فركب أبو حنيفة والاسكاف يمشي وراءه فلما نزل أبو حنيفة مضى إليه فقال يا قى أضعنك ؟ قال لا بل حفظت ورعيت جزاك الله خيراً عن حرمة الجوار ورعاية الحق ، وتاب الرجل ولم يعد إلى ماء كان .

﴿ ما ذكر من وفور عقل أبي حنيفة وفطنته وتلفظه ﴾
أخبرني أبو بشر الوكيل وأبو الفتح الضبي ، قالا : حدثنا عمر بن أحمد البواعظ حدثنا مكرم بن أحمد حدثنا أحمد بن عطية قال حدثنا يحيى الحماني قال سمعت ابن المبارك يقول قلت لسفيان الثوري : يا أبا عبد الله ما أبعد أبا حنيفة من الغيبة ما سمعته يغتاب عدواً له قط . قال : هو والله أعقل من أن يسلط على حسناته ما يذهب بها . أخبرني أبو الوليد الحسن بن محمد الدر بندي أخبرنا محمد بن أحمد ابن محمد بن سليمان الحافظ - ببخارى - حدثنا أبو حفص أحمد بن أحمد بن أحمد بن محمد بن علي بن موسى القمي قال سمعت محمد بن شعاع يقول سمعت علي بن عاصم يقول : لو وزن عقل أبي حنيفة بعقل نصف أهل الأرض لرجح بهم . أخبرني محمد

ابن احمد بن يعقوب أخبرنا محمد بن نعيم الضبي قال سمعت أبا العباس احمد بن هارون
 الفقيه يقول حدثني محمد بن ابراهيم السرخسي قال حدثنا سليمان بن الربيع النهدي
 الكوفي قال سمعت همام بن مسلم يقول سمعت خازجة بن مصعب - وذكر أبو
 حنيفة عنده - فقال : لقيت ألفاً من العلماء فوجدت العاقل فيهم ثلاثة - أو
 أربعة - فذكر أبا حنيفة في الثلاثة - أو الأربعة - قال خازجة بن مصعب : من لا
 يرى المسح على الخفين ، أو يقع في أبي حنيفة ، فهو ناقص العقل . أخبرنا الخلال
 أخبرنا الحريري أن النخعي حدثهم قال حدثنا محمد بن علي بن عفان حدثنا محمد
 ابن عبد الملك الدقيقي قال سمعت يزيد بن هارون يقول : أدركت الناس فما
 رأيت أحداً أعقل ، ولا أفضل . ولا أروع ، من أبي حنيفة . وقال النخعي حدثنا
 أبو قلابة قال سمعت محمد بن عبد الله الانصاري . قال : كان أبو حنيفة ليتبين
 عقله في منطقته ، ومشيته ، ومدخله ، ومخرجه . أخبرنا علي بن القاسم الشاهد
 - بالبصرة - حدثنا علي بن اسحاق المادرائي حدثنا احمد بن محمد الباهلي حدثنا
 محمد بن عبد الرحمن . قال : كان رجل بالكوفة يقول : ~~عنه~~ ~~عنه~~ ~~عنه~~ كان يهوديا
 فأتاه أبو حنيفة فقال : أتيتك خاطباً ، قال لمن ؟ قال لا بنتك رجل شريف غني
 بالمال ، حافظ لكتاب الله ، سخي ، يقوم الليل في ركعة ، كثير البكاء ، من خوف
 الله . قال في دون هذا مقنع يا أبا حنيفة ، قال إلا أن فيه خصلة ، قال وما هي ؟ قال
 يهودي . قال : سبحان الله تأمرني أن أزوج ابنتي من يهودي ؟ قال لا تفعل ؟ قال
 لا ، قال فالنبي صلى الله عليه وسلم زوج ابنتيه من يهودي ! قال استغفر الله ، إني
 نائب إلى الله عز وجل . أخبرنا أبو نعيم الحافظ حدثنا أبو محمد عبد الله بن محمد بن
 جعفر بن حيان حدثنا أبو يحيى الرازي حدثنا سهل بن عثمان قال حدثنا اسماعيل بن
 حماد بن أبي حنيفة . قال : كان لنا جار طحان رافضي ، وكان له بغلان ، سمى أحدهما
 أبا بكر ، والآخر عمر ، فرمحه ذات ليلة أحدهما فقتله . فأخبر أبو حنيفة فقال :

أنظروا البغل الذي ربحه الذي سماه عمر؟ فنظروا فكان كذلك . أخبرنا الحسين بن علي المعدل أخبرنا أبو القاسم عبد الله بن محمد الحلواني حدثنا مكرم بن أحمد حدثنا أحمد بن عطية حدثنا الحماني حدثنا ابن المبارك . قال : رأيت أبا حنيفة في طريق مكة وشوى لهم فصيل سمين ، فاشتبهوا أن يأكلوه بخل ، فلم يجدوا شيئا يصبون فيه الخل فتحيروا ، فرأيت أبا حنيفة وقد حفر في الرمل حفرة ، وبسط عليها السفرة وسكب الخل على ذلك الموضع ، فاكلوا الشواء بالخل ، فقالوا له تحسن كل شيء . قال : عليكم بالشكر فان هذا شيء ألهمته لكم فضلا من الله عليكم . أخبرنا الحسن بن محمد الخلال أخبرنا علي بن عمر الحريري أن علي بن محمد بن كاس النخعي حدثهم قال حدثنا محمد بن علي بن عفان حدثنا نمر بن جدار عن أبي يوسف . قال : دعا المنصور أبا حنيفة فقال الربيع حاجب المنصور - وكان يغادى أبا حنيفة - يا أمير المؤمنين هذا أبو حنيفة يخالف جدك ، كان عبد الله بن عباس يقول : إذا حلف على اليمين ثم استثنى بعد ذلك بيوم أو يومين جاز الاستثناء ، وقال أبو حنيفة لا يجوز الاستثناء إلا متصلا باليمين . فقال أبو حنيفة : يا أمير المؤمنين إن الربيع يزعم أنه ليس لك في رقاب جنذك بيعة ، قال وكيف ؟ قال يحلفون لك ثم يرجعون إلى منازلهم فيستثنون فتبطل إيمانهم ، قال فضحك المنصور . وقال : يا ربيع لا تعرض لأبي حنيفة فلما خرج أبو حنيفة قال له الربيع : أردت أن تشيط بدمي ؟ قال لا ، ولكنك أردت أن تشيط بدمي فخلصتك وخلصت نفسي . أخبرنا أبو نعيم الحافظ حدثنا أبو بكر أحمد بن محمد بن موسى حدثنا خالد بن النضر قال سمعت عبد الواحد بن غياث يقول : كان أبو العباس الطوسي سئ الرأي في أبي حنيفة ، وكان أبو حنيفة يعرف ذلك ، فدخل أبو حنيفة على أبي جعفر - أمير المؤمنين - وكثر الناس ، فقال الطوسي : اليوم أقتل أبا حنيفة ، فاقبل عليه فقال : يا أبا حنيفة إن أمير المؤمنين يدعو

الرجل منا فيأمره بضرب عنق الرجل لا يدري ماهو ، أيسعه أن يضرب عنقه ؟ فقال يا أبا العباس أمير المؤمنين يأمر بالحق أو بالباطل ؟ قال بالحق ، قال أنفذ الحق حيث كان ولا تسأل عنه ، ثم قال أبو حنيفة لمن قرب منه : إن هذا أراد أن يوثقني فربطته . أخبرنا محمد بن عبد الواحد أخبرنا محمد بن العباس أخبرنا أحمد بن سعيد السوسي قال أخبرنا عباس بن محمد قال سمعت يحيى بن معين يقول : دخل الخوارج مسجد الكوفة وأبو حنيفة وأصحابه جلوس ، فقال أبو حنيفة : لا تبرحوا ، فجاؤا حتى وقفوا عليهم ، فقالوا لهم ما أنتم ؟ فقال أبو حنيفة : نحن مستجيرون ، فقال أمير الخوارج دعوهم وأبلغوهم مأمهم ، واقرؤا عليهم القرآن ، فقرؤا عليهم القرآن وأبلغوهم مأمهم . أخبرنا الخلال أخبرنا الحريري أن النخعي حدثهم قال : حدثنا أبو صالح البختری بن محمد حدثنا يعقوب بن شعبة قال حدثني سليمان بن منصور قال حدثني حجر بن عبد الجبار الحضرمي . قال : كان في مسجدنا قاص يقال له زرعة ، فذهب مسجدنا إليه وهو مسجد الحضرميين ، فأرادت أم أبي حنيفة أن تستفتي في شيء فافتاها أبو حنيفة فلم تقبل ، فقالت لا أقبل إلا ما يقول زرعة القاص ، فجاء بها أبو حنيفة إلى زرعة فقال : هذه أمي تستفتيك في كذا وكذا ، فقال أنت أعلم مني وأفقه ، فافتاها أنت فقال أبو حنيفة قد أفتيتها بكذا وكذا فقال زرعة القول كما قال أبو حنيفة ، فرضيت وانصرفت . وقال النخعي حدثنا محمد بن محمود الصبيداني قال حدثني محمد بن شعاع قال سمعت الحسن بن زياد يقول : حلفت أم أبي حنيفة بيمين فحدثت . فاستفتت أبا حنيفة فافتاها فلم ترض ، وقالت لا أرض إلا بما يقول زرعة القاص ، فجاء بها أبو حنيفة إلى زرعة ، فسألته فقال : أفتيك ومعك فقيه الكوفة ؟ فقال أبو حنيفة : أفتها بكذا وكذا فافتاها فرضيت . أخبرني أبو بشر محمد بن عمر الوكيل وأبو الفتح عبد الكريم بن محمد الضبي . قالوا : حدثنا عمر بن أحمد الواعظ حدثنا مكرم ،

ابن احمد حدثنا احمد بن عطية حدثنا الحماني قال سمعت ابن المبارك يقول : رأيت الحسن بن عمارة آخذاً بركاب أبي حنيفة وهو يقول : والله ما أدركنا أحداً تكلم في الفقه أبلغ ولا أصبر ولا أحضر جواباً منك ، وإنك لسيد من تكلم فيه في وقتك غير مدافع ، وما يتكلمون فيك إلا حسداً . أخبرنا علي بن القاسم البصري الشاهد حدثنا علي بن اسحاق المادرائي قال ذكر أبو داود — يعني السجستاني ولم أسمعه منه — عن نصر بن علي قال سمعت ابن داود ^(١) يقول : الناس في أبي حنيفة حاسد وجاهل ، وأجسنبهم عندي حالا الجاهل . وأخبرنا محمد بن الحسن بن احمد الاهوازي حدثنا أبو بكر محمد بن اسحاق بن ابراهيم القاضي — بالاهواز — قال حدثني محمد بن محمد بن عزرة حدثنا أبو الربيع الحرثي قال سمعت عبد الله بن داود يقول : الناس في أبي حنيفة رجлан ، جاهل به ، وحاسد له . وأخبرنا الاهوازي حدثنا محمد بن اسحاق القاضي حدثنا محمود بن محمد الواسطي قال حدثنا سفيان بن وكيع . قال سمعت أبي يقول : دخلت على أبي حنيفة فرأيتَه مطرقاً مفكراً ، فقال لي من أين أقبلت ؟ قلت من عند شريك فرفع رأسه وأنشأ يقول :

إن يحسدوني فاني غير لائهم قبل من الناس أهل الفضل قد حسدوا
فدام لي ولهم ما بي وما بهم ومات أكثرنا غيظاً بما يجد
قال وكيع : أظنه كان بلغه عنه شيء . أخبرنا احمد بن علي بن الحسين التوزي قال حدثنا الحسن بن الحسين بن حنكان الفقيه الشافعي قال سمعت أبا نصر احمد بن نصر البخاري يقول سمعت عبد الله الزعفراني يقول ذكر لمحمد بن الحسن ما يجري الناس من الحسد لابي حنيفة فقال :

مُحَسِّدُونَ وشر الناس منزلة من عاش في الناس يوماً غير محسود

(١) هو عبد الله بن داود الحريبي الحافظ .

حدثنا احمد بن علي البادا أخبرنا احمد بن ابراهيم بن شاذان حدثنا محمد بن الحسين بن حميد بن الربيع حدثنا سليمان بن الربيع بن هشام النهدي قال سمعت الحارث بن إدريس يقول قال أبو وهب العابد : قلّ من لا يرى المسح على الخفين ، أو يقع في أبي حنيفة الا ناقص العقل . أخبرنا محمد بن احمد بن رزق أخبرنا احمد ابن شعيب البخاري حدثنا علي بن موسى القمي حدثني احمد بن عبد قاضي الري حدثنا أبي . قال : كنا عند ابن عائشة فذكر حديثا لأبي حنيفة ، فقال بعض من حضر : لا ترده فقال له : أما إنكم لو رأيتموه لاردتموه ، وما أعرف له ولكم مثلا إلا ما قال الشاعر :

أقلوا عليه ويحكم لا أبا لكم من اللؤم أو سدوا المكان الذي سدا
أخبرنا أبو سعيد محمد بن موسى بن الفضل الصيرفي حدثنا أبو العباس محمد ابن يعقوب الأصم حدثنا محمد بن اسحاق الصاغاني حدثنا يحيى بن معين قال سمعت عبيد بن أبي قرّة يقول سمعت يحيى بن ضريس يقول : شهدت سفیان وأناه رجل فقال له : ما تنقم على أبي حنيفة ؟ قال وماله . قال سمعته يقول : آخذ بكتاب الله فما لم أجده فبِسْمِ رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فان لم أجده في كتاب الله ولا سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم ، أخذت بقول أصحابه ، آخذ بقول من شئت منهم ، وأدع من شئت منهم ولا أخرج من قولهم إلى قول غيرهم . فأما إذا انتهى الأمر - أوجاء - إلى ابراهيم ، والشعبي ، وابن سيرين ، والحسن ، وعطاء ، وسعيد بن المسيب - وعدّ رجالا - فقوم اجتهدوا فاجتهد كما اجتهدوا ، قال فسكت سفیان طويلا ثم قال : - كلمات برأيه ما بقي في المجلس أحد إلا كتبه - : نسمع الشديد من الحديث فنخافه ، ونسمع اللين فترجوه ، ولا نحاسب الأحياء ، ولا نقضى على الأموات ، نسلم ما سمعنا ، ونسكل ما لم نعلم إلى عالمه ، ونتهم رأينا لرأيهم .

﴿ قال الخطيب ﴾ : وقد سقنا عن أيوب السختياني ، وسفيان الثوري ، وسفيان بن عيينة ، وأبي بكر بن عياش ، وغيرهم من الأئمة أخباراً كثيرة تتضمن تقرّظ أبي حنيفة والمدح له ، والثناء عليه ، والمحفوظ عند نقلة الحديث عن الأئمة المتقدمين وهؤلاء المذكورين منهم في أبي حنيفة خلاف ذلك ، وكلامهم فيه كثير لأمر شنيعة حفظت عليه متعلق بعضها بأصول الديانات ، وبعضها بالفروع ، نحن ذاكروها بمشيئة الله ومغتذرون على من وقف عليها وكره سماعها ، بأن أبا حنيفة عندنا مع جلالة قدره أسوة غيره من العلماء الذين دوننا ذكرهم في هذا الكتاب ، وأوردنا أخبارهم ، وحكيما أقوال الناس فيهم على تباينها والله الموفق للصواب ^(١) .

(١) قد أسرف الخطيب رحمه الله تعالى . وللإمام الأعظم رضي الله عنه وأرضاه كما لغيره من أئمة الهدى بحار من الفضائل يغرق فيها ما قيل فيه . ولا شك أن للعصية المذهبية شأن وأى شأن في أكثر ما نقله الخطيب في ترجمة الإمام الأعظم رضي الله عنه وكرم من إمام جليل وحبر نبيل أحسن الاحدثة ، وأوفى الثناء على الإمام الأعظم . وإن كنت في شك من هذا ولا أخالك . فدونك كتاب الانتقاء لأبي عمر يوسف بن عبد البر وقد أشبع الحافظ عبد الرحمن ابن الجوزي وسبطه والمملك المعظم الكلام في الرد على الخطيب أشياحاً بالغاً .

(٢٤ - ثالث عشر - تاريخ بغداد)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَمَدِيَّةُ السَّكَلَامِ

لِلْحَافِظِ أَبِي بَكْرٍ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيٍّ الْخَطِيبِ الْبَغْدَادِيِّ
وَضَعَهُ فِي أَزْهَى عَصُورِ الْأَسْلَامِ مِنْذُ تَأْسِيسِهَا إِلَى وَفَاتِهِ عَامَ ٤٦٣ هـ

من الجزء الرابع عشر (ترجمة يعقوب بن ابراهيم، أبو يوسف القاضى)

﴿ ذکر من اسمه یعقوب ﴾

یعقوب بن ابراہیم ، أبو یوسف القاضی صاحب أبی حنیفة . کوفی سمع أبا اسحاق الشیبانی ، وسلیمان التیمی ، ویحیی بن سعید الانصاری ، وسلیمان الاعمش وهشام بن عروة ، وعبید اللہ بن عمر العمری ، وحنظلة بن أبی سفیان ، وعطاء ابن السائب ، ومحمد بن اسحاق بن یسار ، وحجاج بن أرطاة ، والحسن بن دینار ولیث بن سعد ، وأیوب بن عتبة . روى عنه محمد بن الحسن الشیبانی ، وبشر بن الولید الکندی ، وعلى بن الجعد ، واحمد بن حنبل ، ویحیی بن معین ، وعمر بن محمد الناقد ، واحمد بن منیع ، وعلى بن مسلم الطوسی ، وعبدوس بن بشر ، والحسن بن شبيب ، فی آخرین . وكان قد سكن بغداد ، وولاه موسى بن المهدي القضاء بها ، ثم هارون الرشید من بعده ، وهو أول من دعی بقاض القضاة فی الاسلام * أخبرنا أبو عمر عبد الواحد بن محمد بن عبد اللہ بن مهدی أخبرنا محمد ابن مخلد العطار حدثنا عبدوس بن بشر الرازی حدثنا أبو یوسف القاضی حدثنا أبو حنیفة عن نافع عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : « من أتى الجمعة فلیغتسل » . أخبرنا أبو سعید محمد بن موسى بن الفضل الصیرفی حدثنا أبو العباس محمد بن یعقوب الاصبی حدثنا عبد اللہ بن احمد بن حنبل . قال قلت لأبی حدثنا عمرو الناقد قال حدثنا أبو یوسف القاضی یعقوب بن ابراہیم قال حدثنا هشام بن عروة عن أبیه أن عبد اللہ بن جعفر أتى الزبیر بن العوام . فقال إني اشتريت كذا وكذا ، وإن علیا یرید أن یأتی أمير المؤمنين عثمان ، فذكر حدیث الحَجَر . فقال عثمان : کیف أحجر علی رجل فی بیع شریکة فیہ الزبیر ؟

فقال : إنا لم نسمع هذا الامر إلا من حديث أبي يوسف القاضي . أخبرنا الحسين
ابن علي الصيمري أخبرنا عمر بن إبراهيم المقرئ حدثنا مكرم بن أحمد . قال قال
محمد بن خلف بن حبان بن صدقة المقرئ : أبو يوسف يعقوب بن إبراهيم بن
حبیب بن سعد بن بجير بن معاوية ، وأم سعد حبة بنت مالك من بني عمرو
ابن عوف ، وسعد بن حبة من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم . كان فيمن عرض
على رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم أحد مع رافع بن خديج ، وابن عمر . أخبرنا
التنوخى أخبرنا طلحة بن محمد بن جعفر . قال : وأبو يوسف يعقوب بن إبراهيم
ابن حبیب بن سعد بن حبة الانصاري ، وكان - يعني سعدا - فيمن عرض على
النبي صلى الله عليه وسلم يوم أحد فاستصغره ، وحبیب بن سعد أخو النعمان بن
سعد الذي يروي عن علي بن أبي طالب وحببة أمه ، وهو سعد بن بجير بن معاوية
ابن قحافة بن بليل بن سدوس بن عبد مناف بن أبي أسامة بن شحمة بن سعد
ابن عبد بن قدار بن معاوية بن ثعلبة بن معاوية بن زيد بن العوذ بن بجيلة . وأم
سعد حبة بنت مالك من بني عمرو بن عوف . أخبرنا الصيمري أخبرنا أبو
عبيد الله محمد بن عمران المرزباني حدثنا أحمد بن كامل حدثنا أحمد بن القاسم
البرقي حدثنا بشر بن الوليد قال سمعت أبا يوسف يعقوب بن إبراهيم بن سعد بن
حببة القاضي . قال ابن كامل : هو قاضي موسى الهادي وهارون الرشيد ببغداد .
وقال ولم يختلف يحيى بن معين ، وأحمد بن حنبل ، وعلي بن المديني في ثقته في
النقل . قال : وهو أول من خوطب بقاضي القضاة ، وكان استخلف ابنه يوسف على
الجانب الغربي ، فاقره الرشيد على عمله ، وولى قضاء القضاة بعد موت أبي يوسف
أبا البختري وهب بن وهب القرشي . أخبرنا الحسين بن علي بن محمد المعدل
أخبرنا عبد الله بن محمد الاسدي أخبرنا أبو بكر الدامغاني الفقيه قال سمعت أبا
جعفر الطحاوي يقول : مولد أبي يوسف سنة ثلاث عشرة ومائة . أخبرنا الصيمري

أخبرنا عمر بن إبراهيم حدثنا مكرم بن أحمد حدثنا عبد الصمد بن عبيد الله عن علي بن حرملة التيمي عن أبي يوسف . قال : كنت أطلب الحديث والفقه وأنا مقل رث الحال ، فجاء أبي يوما وأنا عند أبي حنيفة فأنصرفت معه . فقال : يا بني لا تمدن رجلك مع أبي حنيفة ، فإن أبا حنيفة خبزه مشوى ، وأنت تحتاج الى المعاش فقصرت عن كثير من الطلب ، وآثرت طاعة أبي ، فتفقدني أبو حنيفة وسأل عني ، فجعلت أتعاهد مجلسه . فلما كان أول يوم أتيته بعد تأخري عنه . قال لي : ما شغلك عنا ؟ قلت : الشغل بالمعاش وطاعة والدي ، فجعلت فلما أنصرف الناس دفع الى صرة ، وقال استمتع بهذه ، فنظرت فاذا فيها مائة درهم . فقال لي الزم الحلقة واذا نفدت هذه فأعلمني ، فلزمت الحلقة فلما مضت مدة يسيرة دفع الى مائة أخرى ، ثم كان يتعاهدني وما أعلمته بحالة قط ولا أخبرته بنفاد شيء ، وكان كأنه يخبر بنفادها حتى استغنيت وتمولت . وحكى أن والد أبي يوسف مات وخلف أبا يوسف طفلا صغيرا ، وأن أمه هي التي أنكرت عليه حضوره حلقة أبي حنيفة . كذلك أخبرني الحسن بن أبي بكر قال ذكر محمد بن الحسن بن زياد النقاش أن محمد بن عبد الرحمن السامي أخبرهم بهراة قال أخبرنا علي بن الجعد أخبرني يعقوب بن إبراهيم أبو يوسف القاضي . قال : توفي أبي إبراهيم بن حبيب وخلفني صغيرا في حجر أمي ، فأسلمتني إلى قصار أخدمه ، فكنت أدع القصار وأمر إلى حلقة أبي حنيفة فاجلس استمع ، فكأنت أمي تجيء خلفي إلى الحلقة ، فتأخذ بيدي وتذهب بي إلى القصار ، وكان أبو حنيفة يعني بي لما يرى من حضوري وحرصى على التعلم ، فلما كثر ذلك على أمي وطال عليها هربي ، قالت لأبي حنيفة ما لهذا الصبي فساد غيرك ، هذا صبي يتيم لا شيء له ، وإنما أطعمه من مغزلى وآمل أن يكسب دانقا يعود به على نفسه . فقال لها أبو حنيفة : مري يارعناء هذا هوذا يتعلم أكل الفالودج بدهن الفستق ، فأنصرفت عنه وقالت له : أنت شيخ

قد خرفت وذهب عقلك ، ثم لزمته فنفعني الله بالعلم ورفعني حتى تقلدت القضاء ،
 وكنت أجالس الرشيد وآكل معه على مائدته ، فلما كان في بعض الأيام قدم
 إلى هارون فالوذجة فقال لي هارون يا يعقوب كل منه فليس كل يوم يعمل لنا
 مثله . فقلت : وما هذه يا أمير المؤمنين ؟ فقال هذه فالوذجة بدهن الفستق
 فضحك . فقال لي مم ضحكك ؟ فقلت خيراً أبقى الله أمير المؤمنين ، قال :
 لتخبرني - وألح علي - فخبرته بالقصة من أولها إلى آخرها فعجب من ذلك . وقال
 لعمرى إن العلم ليرفع وينفع ديناً ودنياً ، وترحم على أبي حنيفة ، وقال كان ينظر
 بعين عقله مالا يراه بعين رأسه . أخبرني الحسن بن محمد الخلال أخبرنا علي بن
 عمرو الحريري أن علي بن محمد بن كاس النخعي أخبرهم قال حدثنا جعفر بن
 محمد بن خازم حدثنا عبيد بن محمد قال سمعت عمر بن حماد يقول سمعت أبا يوسف
 يقول : ما كان في الدنيا أحب إلى من مجلس أجلسه مع أبي حنيفة وابن أبي ليلى ،
 فاني ما رأيت فقيهاً أفقه من أبي حنيفة ، ولا قاضياً خيراً من ابن أبي ليلى . وقال
 النخعي سمعت محمد بن اسحاق البكائي يقول سمعت اسماعيل بن حماد بن أبي حنيفة
 يقول : كان أصحاب أبي حنيفة عشرة : أبو يوسف ، وزفر ، وأسد بن عمرو البجلي ،
 وعافية الأودي ، وداود الطائي ، والقاسم بن معن المسعودي ، وعلي بن مسهر ، ويحيى
 ابن زكريا بن أبي زائدة ، وحبان ، ومنديل ابنا علي العنزي . ولم يكن فيهم مثل
 أبي يوسف ، وزفر . وقال النخعي حدثنا أحمد بن عمار بن أبي مالك ، قال
 سمعت عمار بن أبي مالك يقول : ما كان فيهم مثل أبي يوسف لولا أبو يوسف .
 ما ذكر أبو حنيفة ولا ابن أبي ليلى ، ولكنه هو نشر قولها وبث علمها .
 أخبرنا التنوخي أخبرنا طلحة بن محمد بن جعفر ، قال : وأبو يوسف مشهور
 الأمر ظاهر الفضل وهو صاحب أبي حنيفة واقفه أهل عصره ، ولم يتقدمه أحد
 في زمانه ، وكان النهاية في العلم والحكم ، والرياسة والقدر ، وأول من وضع

الكتب في أصول الفقه على مذهب أبي حنيفة ، واملئ المسائل ونشرها وبث علم
أبي حنيفة في أقطار الارض . أخبرنا علي بن أبي علي البصري حدثنا أبو ذر
احمد بن علي بن محمد الإستراباذي حدثنا أبو بكر احمد بن محمد بن منصور
الدامغانى الفقيه حدثنا أبو جعفر احمد بن محمد بن سلامة الأزدي الطحطاوى حدثنا
محمد بن عبد الله بن أبي تور الرعيني — المعروف بابن عبدون قاضى افریقیة —
قال حدثنى سليمان بن عمران قال حدثنى أسد بن فرات قال سمعت محمد بن الحسن
يقول : مرض أبو يوسف فى زمن أبي حنيفة مرضا خيف عليه منه ، قال فعاده أبو
حنيفة ونحن معه ، فلما خرج من عنده وضع يديه على عتبة بابه . وقال : إن تمت هذا
الفتى فانه أعلم من عليها . وأومأ إلى الارض . أخبرنا الحسين بن علي المعدل أخبرنا
القاضى عبد الله بن محمد الاسدى حدثنا أبو بكر الدامغانى الفقيه حدثنا أبو جعفر
الطحطاوى حدثنا ابن أبي عمران حدثنا بشر بن الوليد . قال سمعت أبا يوسف
يقول : سألتى الأعمش عن مسألة فاجبته فيها ، فقال لى من أين قلت هذا ؟ فقلت
لحديثك الذى حدثتنا أنت ، ثم ذكرت له الحديث . فقال لى يا يعقوب إني
لا حفظ هذا الحديث قبل أن يجتمع أبواك فما عرفت تأويله حتى الآن . أخبرنى
الازهرى حدثنا عبيد الله بن عثمان بن يحيى حدثنا محمد بن ابراهيم بن حبیش
البغوى الشاهد قال حدثنى جعفر بن يس . قال : كنت عند المزنى ، فوقف عليه
رجل فسأله عن أهل العراق فقال له : ما تقول فى أبي حنيفة ؟ فقال سيدهم . قال
فأبو يوسف ؟ قال أتبعهم للحديث ، قال فمحمد بن الحسن قال أكثرهم تفریما قال
فزفر ؟ قال أحدهم قياسا . أخبرنى الخلال أخبرنا على بن عمرو الحريرى أن على بن محمد
النخعى حدثهم قال حدثنا أبو خازم عبد الحميد بن عبد العزيز عن بكر العمى ^(١)
عن هلال بن يحيى ، قال : كان أبو يوسف يحفظ التفسير والمغازى وأيام العرب

(١) كذا فى السكوبريلى والانماطى . وفى الصبىصاطية القمى .

وكان أقل علومه الفقه . وقال النخعي حدثنا ابراهيم بن اسماعيل الطلحي عن أبيه
عن عمر بن حماد بن أبي حنيفة عن أبيه . قال : رأيت أبا حنيفة يوما وعن يمينه
أبو يوسف ، وعن يساره زفر ، وهما يتجادلان في مسألة ، فلا يقول أبو يوسف قولا
إلا أفسده زفر ، ولا يقول زفر قولا إلا أفسده أبو يوسف إلى وقت الظهر ، فلما أذن
المؤذن رفع أبو حنيفة يده فضرب بها على نخذ زفر وقال : لا يطمع في رئاسة بيعة
فيها أبو يوسف . قال وقضى لأبي يوسف على زفر . حدثنا أحمد بن علي الباقا
أخبرنا أحمد بن ابراهيم بن شاذان حدثنا محمد بن الحسين بن حميد بن الربيع
حدثنا سليمان بن الربيع . قال سمعت الفضل بن مقاتل الخراساني ذكر عن
عبد الرزاق بن همام الصنعاني قال سمعت محمد بن عمارة يقول : رأيت أبا يوسف
وزفر يوما افتتحا مسألة عند أبي حنيفة من حين طلعت الشمس إلى أن نودي
بالظهر ، فاذا قضى لاحدهما على الآخر قال له الآخر أخطأت ما حجتك ؟ فيخبره
حتى كان آخر ذلك أن قضى لأبي يوسف على زفر حين نودي بالظهر . فقام أبو
يوسف ، قال : فضرب أبو حنيفة على نخذ زفر وقال لا تطمعن في الرئاسة بارض
يكون هذا بها . أخبرني الخلال أخبرنا الحريري علي بن عمرو أن علي بن محمد
النخعي حدثهم قال حدثنا نجيح - يعني ابن ابراهيم - حدثنا ابن كرامة قال كنا
عند وكيع يوما فقال رجل : أخطأ أبو حنيفة ، فقال وكيع كيف يقدر أبو
حنيفة يخطئ ومعه مثل أبي يوسف وزفر في قياسهما ، ومثل يحيى بن أبي زائدة ،
وحفص بن غياث ، وحبان ، ومنديل في حفظهم الحديث ، والقاسم بن معن في معرفته
باللغة والعربية ، وداود الطائي ، وفضيل بن عياض في زهدهما وورعهما ؟ من كان
هؤلاء جلساؤه لم يكذب يخطئ . لأنه أن أخطأ ردوه . وقال النخعي حدثنا عبد الله
ابن محمد بن بهلول حدثنا القاسم بن محمد البجلي قال سمعت اسماعيل بن حماد بن
أبي حنيفة يقول قال أبو حنيفة يوما : أصحابنا هؤلاء ستة وثلاثون رجلا ، منهم

ثمانية وعشرون يصلحون للقضاء ، ومنهم ستة يصلحون للفتوى ، ومنهم اثنان يصلحان يؤدبان القضاة وأصحاب الفتوى ، وأشار إلى أبي يوسف وزفر . أخبرنا القاضي أبو بكر أحمد بن الحسن الحرشي حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب الأصم حدثنا محمد بن الجهم . قال قال إبراهيم بن عمر بن حماد بن أبي حنيفة : كان أبو حنيفة حسن الفراسة ، فقال لداود الطائي : أنت رجل تتخلى للعبادة . وقال لأبي يوسف تميل إلى الدنيا . وقال لزفر وغيره كلاما فكان كما قال . وقال ابن السماك في كلامه لا أقول إن أبا يوسف مجنون ولو قلت ذاك لم يقبل مني ، ولكنه رجل صارع الدنيا فصرعته . أخبرني محمد بن علي بن مخلد الوراق أخبرنا أحمد بن محمد بن عمران بن موسى بن عروة حدثنا محمد بن يحيى النديم حدثنا عون بن محمد حدثنا طاهر بن أبي أحمد الزبيري . قال : كان رجل يجلس إلى أبي يوسف فيطيل الصمت . فقال له أبو يوسف : ألا تتكلم ؟ فقال بلى متى يفطر الصائم . قال إذا غابت الشمس ، قال فان لم تغب إلى نصف الليل ؟ قال فضحك أبو يوسف وقال أصبت في صمتك ، وأخطأت أنا في استدعاء نطقك ، ثم تمثل :

عجبت لأزراء العيبي بنفسه وصمت الذي قد كان للقول أعلما

وفي الصمت ستر للعيبي ، وإنما صحيفة لب المرء أن يتكلما

أخبرنا محمد بن الحسين بن الفضل القطان أخبرنا محمد بن الحسن بن زياد النقاش أن عبد الله بن أحمد بن حنبل أخبرهم قال أخبرنا أبي . قال : سمعت أبا يوسف القاضي يقول : صحيفة من لا يخشى العار عار يوم القيامة . وأخبرنا ابن الفضل أخبرنا أبو بكر النقاش أن عبد الله بن أحمد أخبره عن أبيه قال سمعت أبا يوسف القاضي يقول : رؤس النعم ثلاثة ، فأولها نعمة الاسلام التي لا تتم نعمة إلا بها ، والثانية نعمة العافية التي لا تطيب الحياة إلا بها ، والثالثة نعمة الغنى التي لا يتم العيش إلا بها ، فاعجبني ذلك . أخبرنا محمد بن القاسم الأزرق أخبرنا محمد بن

الحسن المقرئ أن محمد بن عبد الرحمن السامى أخبرهم - بهراة - قال حدثنا على
 ابن الجعد قال سمعت قاضى القضاة - يعنى أبا يوسف - يقول : العلم شئ لا
 يعطيك بعضه حتى تعطيه كلك ، وأنت إذا أعطيته كلك من اعطائه البعض على
 غرر . أخبرنا العتيقى حدثنا محمد بن العباس أخبرنا أبو أيوب سليمان بن اسحاق
 ابن ابراهيم بن الخليل الجلاب . قال قال لى ابراهيم الحربى قال أبو يوسف : من
 أراد أن يتعلم الرأى فليأكل خبزاً دينا^(١) حتى يحرق كبده ، ولا يأكل
 التين والعنب . قال : ابراهيم وقال من نظر فى الرأى ولم يل القضاء فقد خسر الدنيا
 والآخرة (ذلك هو الخسران المبين) أخبرنا الجوهري حدثنا محمد بن العباس
 حدثنا أبو بكر بن الانبارى قال حدثنى محمد بن المزربان حدثنا العلاء بن مسعود
 حدثنى أبى ، قال : كان أبو يوسف راكباً و غلامه يعدو وراءه فقال له رجل : استحل
 أن يعدو غلامك لم لا تركبه ؟ فقال له أيجوز عندك أن أسلم غلامى مكارياً ؟ قال
 نعم ! قال فيعدو معى كما يعدو لو كان مكارياً . أخبرنا القاضى أبو العلاء الواسطى
 حدثنا محمد بن جعفر التميمى بالكوفة أخبرنا أبو القاسم الحسين بن محمد أخبرنا
 وكيع أخبرنى ابراهيم بن أبى عثمان عن يحيى بن عبد الصمد . قال : خوصم موسى
 - أمير المؤمنين - الى أبى يوسف فى بستانه فكان الحكم فى الظاهر لأمير
 المؤمنين وكان الامر على خلاف ذلك . فقال أمير المؤمنين لأبى يوسف : ما صنعت
 فى الأمر الذى يتنازع اليك فيه ؟ قال : خصم أمير المؤمنين يسألنى أن أحلف
 أمير المؤمنين أن شهوده شهدوا على حق . فقال له موسى وترى ذلك ؟ قال قد كان
 ابن أبى ليلى يراه . قال فأردد البستان عليه ، وإنما احتال عليه أبو يوسف . أخبرنا
 احمد بن عمر بن روح التهرى ومحمد بن الحسين بن محمد الجازرى - قال احمد
 أخبرنا وقال محمد حدثنا - المعافى بن زكريا الجربرى حدثنا محمد بن أبى الأزهر

(١) كذا فى الاصول الثلاثة . وفى معاجم اللغة : الدبنة اللقمة الكبيرة .

حدثنا حماد بن اسحاق الموصلي حدثني أبي قال حدثني بشر بن الوليد وسألت من ابن جاء ؟ قال : كنت عند أبي يوسف يعقوب بن ابراهيم القاضي وكنا في حديث ظريف ، قال فقلت له حدثني به . فقال قال لي يعقوب : بينا أنا البارحة قد أويت الى فراشي ، وإذا داق يدق الباب دقا شديداً ، فاخذت على إزارى وخرجت فاذا هو هرثمة بن أعين ، فسألت عليه فقال : أجب أمير المؤمنين ، فقلت يا أبا حاتم لي بك حرمة ، وهذا وقت كما ترى ولست آمن أن يكون أمير المؤمنين دعاني لأمر من الأمور ، فان أمكنك أن تدفع بذلك الى غد ؟ فلعله أن يحدث له رأى فقال : ما الى ذلك سبيل . قلت كيف كان السبب ؟ قال خرج الى مسرور الخادم فأمرني أن آتي بك أمير المؤمنين ، فقلت تأذن لي أصب على ماء وانحط فان كان أمر من الأمور كنت قد أحكت شأني ، وان رزق الله العافية فلن يضر فأذن لي ، فدخلت فلبست ثياباً جديداً ، وتطيبت بما أمكن من الطيب ، ثم خرجنا ، فمضينا حتى أتينا دار أمير المؤمنين الرشيد ، فاذا مسرور واقف فقال له هرثمة : قد جئت به ؟ فقلت لمسرور : يا أبا هاشم خدمتي وحرمتي وميلي ، وهذا وقت ضيق فتدري لم طلبني أمير المؤمنين ؟ قال : لا . قلت فمن عنده ؟ قال عيسى بن جعفر . قلت ومن ؟ قال ما عنده ثالث . قال مروا اذا صرت الى الصحن فانه في الرواق وهو ذاك جالس ، فحرك رجلك بالأرض ، فانه سيسألك ، فقل أنا فجئت ففعلت فقال من هذا ؟ قلت يعقوب ، قال ادخل ، فدخلت فاذا هو جالس وعن يمينه عيسى بن جعفر ، فسألت فرد على السلام وقال : أظننا روعناك قلت : إي والله وكذلك من خلفي . قال اجلس ، فجلست حتى سكن روعى ، ثم التفت الى فقال : يا يعقوب تدري لم دعوتك ؟ قلت لا . قال دعوتك لاشهدك على هذا أن عنده جارية سألته أن يهبها لي فامتنع ، وسألته أن يبيعها فابى . والله لئن لم يفعل لأقتلنه . قال فالتفت الى عيسى ، وقلت وما بلغ الله بجارية

تمنعها أمير المؤمنين وتنزل نفسك هذه المنزلة ؟ قال فقال لي : عجبت على في القول قبل أن تعرف ما عندي ؟ قلت وما في هذا من الجواب ؟ قال إن علي يمينا بالطلاق والعتاق وصدقة ما أملك أن لا أبيع هذه الجارية ولا أهبها . فالتفت إلى الرشيد فقال : هل له في ذلك من مخرج ؟ قلت نعم ! قال وما هو ؟ قلت يهب لك نصفها ويبيعك نصفها . فتكون لم تبع ولم تهب ، قال عيسى ويجوز ذلك ؟ قلت نعم ! قال فاشهد أني قد وهبت له نصفها وبعته النصف الباقي بمائة ألف دينار ، فقال الجارية ، فاني بالجارية وبالمال ، فقال خذها يا أمير المؤمنين بارك الله لك فيها . قال يا يعقوب بقيت واحدة ، قلت وما هي ؟ قال هي مملوكة ولا بد أن تستبرأ والله انت لم أبت معها ليلتي إني أظن أن نفسي ستخرج ، قلت يا أمير المؤمنين تعتقها وتزوجها فان الحرة لا تستبرأ . قال فاني قد أعتقها فمن يزوجنيها ؟ قلت أنا فدعا بمسرور وحسين ، فخطبت وحمدت الله ثم زوجته على عشرين ألف دينار ، ودعا بالمال فدفعه اليها . ثم قال لي : يا يعقوب انصرف ، ورفع رأسه إلى مسرور فقال يا مسرور قال لبيك أمير المؤمنين ، قال احمل إلى يعقوب مائتي ألف درهم وعشرين نختا ثيابا فحمل ذلك معي . قال فقال بشر بن الوليد : فالتفت إلى يعقوب فقال هل رأيت بأسا فيما فعلت ؟ قلت لا قال فخذ منها حقتك . قلت وما حقي . قال العشر قال فشكرته ودعوت له وذهبت لاقوم وإذا بعجوز قد دخلت فقالت : يا أبا يوسف بفتك تقرئك السلام وتقول لك : والله ما وصل إلى في ليلتي هذه من أمير المؤمنين إلا المهر الذي قد عرفته . وقد حملت اليك النصف منه وخلفت الباقي لما احتاج اليه . فقال : رديه ، فوالله لا قبلتها أخرجتها من الرق ، وزوجتها أمير المؤمنين وترضى لي بهذا . فلم نزل نطلب اليه أنا وعمومتي حتى قبلها ، وأمر لي منها بالف دينار . وأخبرنا أحمد بن عمر بن روح ومحمد بن الحسين الجازري . قال أحمد أخبرنا وقال محمد حدثنا المعافى بن زكريا

حدثنا الحسين بن القاسم الكوكبي حدثني أبو الحسن الديباجي حدثني أبو عبد الله اليوسفي : أن أم جعفر كتبت إلى أبي يوسف : ماترى فى كذا واحب الاشياء إلى أن يكون الحق فيه كذا . فافتاها بما أحببت ، فبعثت اليه بحق فضة فيه حقائق فضة . مطبقات فى كل واحدة لون من الطيب ، وفى جام دراهم وسطها جام فيه دنانير ، فقال له جليس له قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « من أهديت له هدية فجلساؤه شركاؤه فيها » فقال أبو يوسف : ذاك حين كانت هدايا الناس التمر واللبن وأخبرنى محمد بن الحسين القطان أخبرنا محمد بن الحسين بن زياد النقاش أن محمد ابن على الصائغ أخبرهم — بمكة — قال أخبرنى يحيى بن معين . قال : كنت عند أبى يوسف القاضى وعنده جماعة من أصحاب الحديث وغيرهم ، فوافقه هدية من أم جعفر احتوت على نخوت ديبقى ، ومصمت ، وشرب ، وطيب ، وتمائيل ند ، وغير ذلك ، فذا كرنى رجل بحديث النبى صلى الله عليه وسلم « من أتته هدية وعنده قوم جلوس فهم شركاؤه فيها » فسمعه أبو يوسف فقال : أبى تعرض ؟ ذاك إنما قاله النبى صلى الله عليه وسلم والهدايا يومئذ الا قط والتمر والزبيب ، ولم تكن الهدايا ماترون يا غلام : شل إلى الخزائن . أخبرنى الخلال أخبرنا على بن عمرو الحربرى أن على ابن محمد النخعي حدثهم قال حدثنا ابراهيم بن اسحاق عن بشر بن غياث . قال سمعت أبا يوسف يقول : صحبت أبا حنيفة سبع عشرة سنة ثم قد انصبت على الدنيا سبع عشرة سنة ، فما أظن أجلى إلا وقد قرب ، فما كان الا شهور حتى مات . وقال النخعي حدثنا أبو عمرو والقزويني حدثنا القاسم بن الحكم العرنى قال سمعت أبا يوسف عند موته يقول : يا ليتنى مت على ما كنت عليه من الفقر ، وانى لم أدخل فى القضاء على أنى ما تعممت بحمد الله ونعمته جوراً ، ولا حايت خصماً على خصم من سلطان ولا سوقة . أخبرنى الحسن بن على بن عبد الله المقرئ حدثنا محمد بن بكران الرازى حدثنا احمد بن محمد بن سعيد حدثنا احمد

ابن يحيى الصوفى قال سمعت عثمان بن حكيم . يقول : انى لارجو لائى يوسف فى هذه المسألة ، رفع إلى هارون زنديق ، فدعا أبا يوسف يكلمه . فقال له هارون : كلمه وناظره ، فقال له يا أمير المؤمنين أدع بالسيف والنطع ، وأعرض عليه الاسلام فان أسلم والا فاضرب عنقه ، هذا لا يناظر ، وقد الحد فى الاسلام . أخبرنا العتيقى حدثنا محمد بن العباس أخبرنا أبو أيوب سليمان بن اسحاق الجلاب قال قال لى ابراهيم الحربى : تدرى ايش قال أبو يوسف - وكان من عقلاء الناس - ؟ قال لا تطلب الحديث بكثرة الرواية فترمى بالكذب ، ولا تطلب الدنيا بالكيميا فتفلس ، ولا تحصل بيدك شئ ، ولا تطلب العلم بالكلام فانك تحتاج تعتذر كل ساعة إلى واحد . أخبرنا على بن احمد الرزاز حدثنا محمد بن عبد الله الشافعى حدثنا محمد بن الليث الجوهري قال حدثنى أبو سليمان بن أبى رجاء قال سمعت أبا يوسف يقول : العلم بالكلام جهل . حدثنى الحسن بن أبى طالب حدثنا على ابن عمر بن محمد التمار حدثنا مكرم بن احمد القاضى حدثنا احمد بن عطية قال سمعت بشار الخفاف قال سمعت أبا يوسف يقول : من قال القرآن مخلوق فحرام كلامه ، وفرض مباينته . أخبرنا البرقانى حدثنا يعقوب بن موسى الاردبيلي حدثنا احمد بن طاهر بن النجم الميائنجى حدثنا سعيد بن عمرو البرذعى قال سمعت أبا زرعة - وهو الرازى - يقول : كان أبو حنيفة جهميا ، وكان محمد بن الحسن جهميا ، وكان أبو يوسف سليما من التجهم . أخبرنا أبو مسلم جعفر بن باى الجبلى أخبرنا أبو بكر بن المقرئ - باصنهبان - حدثنا أبو يعلى الموصلى قال سمعت عمراً الناقد يقول : ما أحب أن أروى عن أحد من أصحاب الراى إلا عن أبى يوسف فانه كان صاحب سنة . أخبرنا محمد بن الحسن بن احمد الاهوازى حدثنا أبو بكر محمد بن اسحاق بن دارا القاضى - بالاهواز - قال حدثنا موسى بن اسحاق حدثنا على بن عمرو القزطى - من ولد قرظة بن كعب - ، قال : قدم

إلى أبي يوسف مسلم قتل ذمياً ، فأمر أن يقاد به ووعدهم ليوم ، وأمر بالقاتل
فحبس ، فلما كان في اليوم الذي وعدهم حضر أولياء الذمي وجئ بالمسلم القاتل ،
فلما هم أبو يوسف أن يقول أقيده ، رأى رقعة قد سقطت ، فتناولها صاحب
الرقاع وخذلها ، فقال له أبو يوسف ما هذه التي خذلتها ؟ فدفعها إليه فاذا فيها
أبيات شعر ، قالها أبو المضر جى شاعر ببغداد :

يا قاتل المسلم بالكافر جرت وما العادل كالجائر ؟

يامن ببغداد وأطرافها من فقهاء الناس أو شاعر

جار على الدين أبو يوسف إذ يقتل المسلم بالكافر

فاسترجعوا وأبكوا على دينكم واصطبروا فالاجر للصابر

قال فأمر بالقمطر فشد وركب إلى الرشيد فحدثه بالقصة وأقرأه الرقعة . فقال له
الرشيد : اذهب فاحتل ، فلما عاد أبو يوسف إلى داره وجاءه أولياء الذمي يطالبونه
بالقود . قال لهم : اثبتوني بشاهدين عدلين أن صاحبكم كان يؤدي الجزية . أخبرني
محمد بن أحمد بن يعقوب قال أخبرنا محمد بن نعيم الضبي حدثنا أبو منصور محمد بن
القاسم العتيكي حدثنا أحمد بن حفص بن عمر الفقيه - بجرجان - حدثنا علي بن
سلمة اللبقي حدثنا يحيى بن يحيى قال سمعت أبا يوسف القاضي عند وفاته يقول :
كل ما أفيت به فقد رجعت عنه ، إلا ما وافق كتاب الله وسنة رسول الله صلى
الله عليه وسلم . أخبرنا التنوخي أخبرنا طلحة بن محمد بن جعفر حدثني مكرم بن
أحمد حدثنا أحمد بن عطية قال سمعت محمد بن سماعة يقول سمعت أبا يوسف في
اليوم الذي مات فيه يقول : اللهم انك تعلم أني لم أجري في حكم حكمت به بين
عبادك متعمداً . ولقد اجتهدت في الحكم بما وافق كتابك وسنة نبيك ، وكل ما
أشكل على جعلت أبا حنيفة بيني وبينك ، وكان عندي والله ممن يعرف أمرك
ولا يخرج عن الحق وهو يعلمه . أخبرني الخلال أخبرنا علي بن عمرو أن علي بن

محمد النخعي حدثهم قال حدثنا ابراهيم بن اسحاق الزهري حدثنا بشر بن الوليد
 السكندی قال سمعت أبا يوسف يقول في مرضه الذي مات فيه : اللهم انك تعلم
 أني لم أظأ فرجا حراماً قط وأنا أعلم ، اللهم انك تعلم أني لم آكل درهماً حراماً قط
 وأنا أعلم . أخبرنا التتوخي أخبرنا طلحة بن محمد حدثني مكرم بن احمد حدثنا احمد
 ابن عطية قال سمعت محمد بن سماعة يقول : كان أبو يوسف يصلي بعد ما ولي القضاء
 في كل يوم مائتي ركعة . أخبرنا علي بن القاسم بن الحسن الشاهد - بالبصرة -
 حدثنا علي بن اسحاق الماداني قال سمعت العباس بن محمد يقول سمعت يحيى بن
 معين يقول : كان أبو يوسف القاضي يحب أصحاب الحديث ويميل اليهم . قال
 يحيى وقد كتبنا عنه أحاديث . قال أبو الفضل - يعني العباس - وسمعت احمد بن
 حنبل يقول : أول ما طلبت الحديث ذهبت الى أبي يوسف القاضي ، ثم طلبنا بعد
 فكتبنا عن الناس . أخبرني الأزهرى وعلى بن محمد بن الحسن المالكى . قال :
 أخبرنا عبد الله بن عثمان الصغار أخبرنا محمد بن عمران بن موسى البصير في حدثنا
 عبد الله بن علي بن عبد الله المدني قال سمعت أبي يقول : قدم أبو يوسف - يعني
 القاضي - البصرة مرتين ، أولاً سنة ست وسبعين فلم آتته ، والثانية سنة ثمانين
 فكنا نأتيه فكان يحدث بعشرة أحاديث وعشرة رأى . وأراه قال ما أجد
 على أبي يوسف شيئاً إلا حديث هشام في الحجر ، وكان صدوقاً ولم يرو عن هشام
 غيره - يعني هذا الحديث - أخبرنا الجوهري حدثنا محمد بن العباس حدثنا أبو
 بكر بن الانباري حدثني محمد بن المرزبان قال حدثنا المغيرة الملهبي حدثنا هارون
 ابن موسى الفروي حدثني أخى عمران بن موسى قال حدثني عمى سليمان بن فليح .
 قال : حضرت مجلس هارون الرشيد ومعه أبو يوسف فذكر سباق الخيل فقال أبو
 يوسف : سابق رسول الله صلى الله عليه وسلم ، من الغاية الى بنية الوداع . فقلت
 يا أمير المؤمنين صحف ، إنما هو من الغابة الى ثنية الوداع ، وهو في غير هذا أشد

تصحیفاً . أخبرنا ابن الفضل أخبرنا عبد الله بن جعفر حدثنا يعقوب بن سفيان قال سمعت سـعید بن منصور يقول قال رجل لابی یوسف : رجل صلی مع الامام فی مسجد عرفة ، ثم وقف حتی دفع بدفع الامام قال : ماله ؟ قال لا بأس به قال فقال سبحان الله ، قد قال ابن عباس : من أفاض من عرفة فلا حج له ، مسجد عرفة فی بطن عرفة . فقال : أنتم أعلم بالاحکام ونحن أعلم بالفقه . قال إذا لم تعرف الاصل فكيف تكون فقیها ؟ أخبرنا أبو القاسم عبد الله بن احمد ابن علی السوذرجانی — باصبهان — أخبرنا أبو بکر بن المقرئ حدثنا محمد بن الحسن بن علی بن بحر حدثنا أبو حفص عمرو بن علی قال سمعت یحیی — یعنی القطان — وقال له جاره حدثنا أبو یوسف عن أبي حنیفة عن جواب التیمی . فقال مرجئ عن مرجئ عن مرجئ . أخبرنا ابراهیم بن عمر البرمکی أخبرنا محمد ابن عبد الله بن خلف الدقاق حدثنا عمر بن محمد الجوهري حدثنا أبو بکر الاثرم حدثنا نعیم بن حماد قال سمعت ابن المبارك — وذکروا عنده أبا یوسف — فقال : لا تفسدوا مجلسنا بذکر أبي یوسف . أخبرنا العتیقی أخبرنا یوسف بن احمد الصیدلانی — بمكة — حدثنا محمد بن عمرو العقيلي حدثنا محمد بن حاتم حدثنا حبان بن موسى قال سمعت ابن المبارك يقول : إني لاستثقل مجلسا فيه ذکر أبي یوسف . أخبرني محمد بن احمد بن یعقوب أخبرنا محمد بن نعیم قال سمعت أبا جعفر محمد بن صالح بن هانی يقول سمعت محمد بن اسماعیل بن مهران يقول سمعت المسیب ابن واضح يقول : ما سمعت ابن المبارك ذکر أحداً بسوء قط إلا أن رجلاً قال له مات أبو یوسف . قال : مسکین یعقوب ، ما أغنی عنه ما کان فیـه . أخبرنا ابن الفضل أخبرنا عبد الله بن جعفر حدثنا یعقوب بن سفيان حدثني احمد — یعنی ابن یحیی بن عثمان — قال سمعت عبدالرزاق بن عمر البزيعی . وحدثني محمد بن یوسف القطان النيسابوري — واللفظ له — أخبرنا الخصیب بن عبد الله القاضي أخبرنا

عبد الكريم بن احمد بن شعيب النسائي أخبرني أبي أخبرنا احمد بن عثمان بن حكيم قال سمعت عبد الرزاق بن عمر يقول : كنت عند عبد الله بن المبارك فجاءه رجل فسأله عن مسألة فأفتاه فيها . فقال له : قد سألت أبا يوسف نخالفك ، فقال له إن كنت صليت خلف أبي يوسف صلوات تحفظها فأعدها . أخبرني أبو الوليد الحسن بن محمد الدينوري أخبرنا محمد بن احمد بن سليمان الحافظ — ببخارى — حدثنا خلف بن محمد حدثنا سهل بن شاذويه حدثنا مسلم بن سالم الباهلي حدثنا علي بن مهران الرازي حدثنا ابن المبارك — بالري — قال : فيما حدثنا يعقوب قال له رجل يا أبا عبد الرحمن يعقوب بن ابراهيم أبو يوسف ؟ فقال ابن المبارك : لأن آخر من السماء إلى الأرض فتخطفني الطير أو تهوى بي الريح في مكان سحيق أحب إلى من أن أروى عن ذلك ^(١) حدثنا يعقوب القمي . أخبرني البرقاني قال حدثني محمد بن احمد بن محمد الأدمي حدثنا محمد بن علي الأيادي حدثنا زكريا الساجي . قال : يعقوب بن ابراهيم أبو يوسف صاحب أبي حنيفة مذموم مرجى . حدثني أبو داود سليمان بن الأشعث حدثنا عبدة بن عبد الله الخراساني . قال قال رجل لابن المبارك : أيما أصدق أبو يوسف أو محمد ؟ قال : لا تقل أيهما أصدق ، قل أيهما أكذب . قيل لعبد الله بن المبارك : أيما ؟ ^(٢) قال أبو يوسف . قال ما ترضى أن تسميه حتى تكنيه ؟ قل قال يعقوب . قال أبو داود وسمعت المسيب بن واضح قال قيل لابن المبارك مات أبو يوسف . فقال : الشقي يعقوب . أخبرنا العتيقي أخبرنا يوسف بن احمد الصيدلاني حدثنا محمد بن عمرو العقيلي حدثنا معاذ بن المثني حدثنا رجاء بن السندي قال سمعت عبد الله بن ادريس يقول : كان أبو حنيفة ضالا مضلا ، وأبو يوسف فاسق من الفاسقين . أخبرنا البرمكي أخبرنا محمد ابن عبد الله بن خلف حدثنا عمر بن محمد الجوهري حدثنا أبو بكر الاثرم حدثنا

(١) هنا نقص في الكوبريلي . وأكملناه من الانماط والصيصاطية . (٢) كذا بالأصل . (١٧ — رابع عشر — تاريخ بغداد)

يحيى بن محمد بن ثابت قال سمعت ابن ادريس يقول : رأيت أبا يوسف - والذي ذهب بنفسه - بعد موته في المنام يصلى إلى غير القبلة ، قال وكان جاره . قال وسمعت وكيعا - وسأله رجل عن مسألة - فقال الرجل : إن أبا يوسف يقول كذا وكذا ، فحول رأسه وقال : أما تتقى الله ! بأبي يوسف نحتاج عند الله عز وجل ؟ أخبرنا محمد بن أحمد بن رزق أخبرنا دعلج بن أحمد حدثنا أحمد بن علي الأبار حدثنا محمود بن غيلان . قال قلت ليزيد بن هارون ما تقول في أبي يوسف ؟ قال : لا تحمل الرواية عنه ، إنه كان يعطى أموال اليتامى مضاربة ، ويجعل الربح لنفسه . أخبرنا ابن الفضل أخبرنا علي بن إبراهيم المستملى حدثنا محمد بن إبراهيم ابن شعيب الغازي قال سمعت محمد بن اسماعيل البخاري يقول حكى لنا عن النعمان أنه قال : ألا تعجبون من يعقوب ؟ يقول على ما لم أقل . أخبرنا محمد بن الحسين بن سعدون الموصلي أخبرنا علي بن عمر الحضرمي حدثنا أحمد بن الحسن ابن عبد الجبار الصوفي قال سمعت يوسف بن موسى القطان - في سنة خمس وعشرين ومائتين في دار القطن - يقول سمعت أبا نعيم الفضل بن دكين يقول سمعت أبا حنيفة يقول لأبي يوسف : ويحكم ، كم تكذبون على في هذه الكتب ما لم أقل (١) أخبرني أحمد بن عبد الله الانماطي أخبرنا محمد بن المظفر الحافظ أخبرنا علي بن أحمد بن سليمان المصري حدثنا أحمد بن سعد بن أبي مريم قال وسأله - يعني يحيى بن معين - عن أبي يوسف . فقال : لا يكتب حديثه .

❦ قلت : قد روى غير ابن أبي مريم عن يحيى أنه وثقه . أخبرنا الأزهري حدثنا عبد الرحمن بن عمر الخلال حدثنا محمد بن أحمد بن يعقوب حدثنا جدي قال حدثني أحمد بن داود الحدادي قال سمعت عيسى بن يونس - وسئل عن أبي يوسف - فقال : يعقوب ؟ كان يحفظ الحديث عند الأعمش . قال جدي وذكره

(١) هنا آخر قص الكوبريلي .

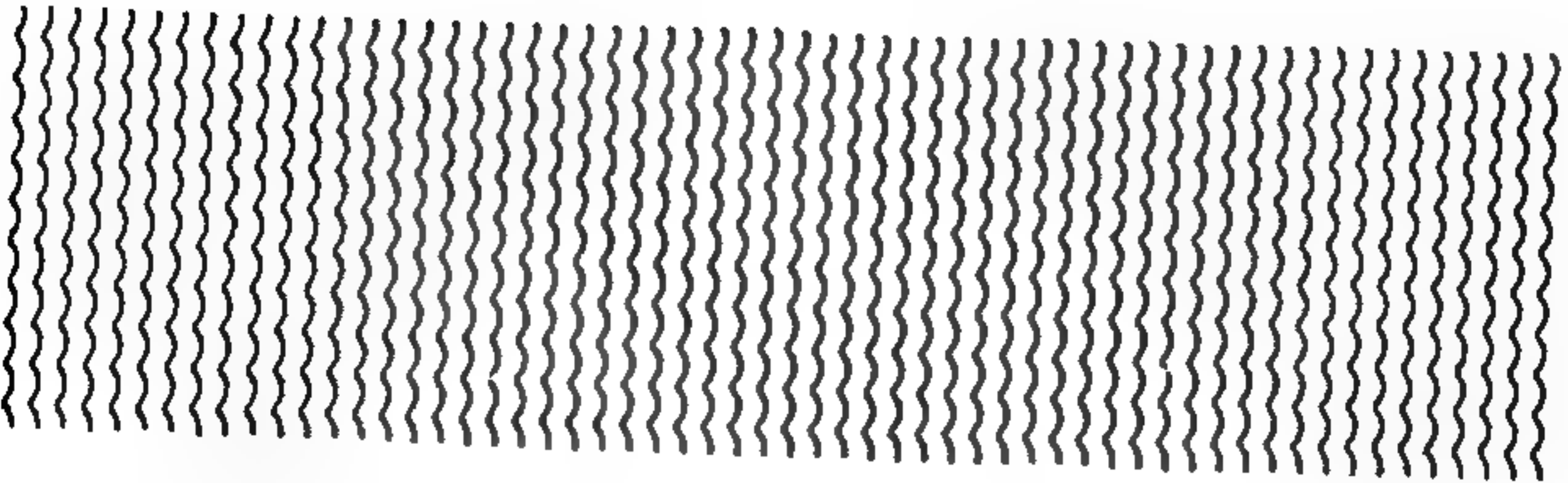
يحيى بن معين يوما فقال : كلاما نسبته فيه إلى الصدوق لا أقدم عليه . أخبرنا محمد ابن احمد بن رزق أخبرنا هبة الله بن محمد بن حبش الفراء حدثنا أبو جعفر محمد ابن عثمان بن أبي شيبة قال وسمعت - يعني يحيى بن معين - وذكر له أبو يوسف القاضي فقال : لم يكن يعرف بالحديث . أخبرني عبد الله بن يحيى السكري أخبرنا محمد بن عبد الله الشافعي حدثنا جعفر بن محمد بن الأزهر حدثنا ابن الغلابي ، قال قال يحيى بن معين : أبو يوسف القاضي لم يكن يعرف الحديث وهو ثقة . أخبرنا عميد الله بن عمر الواعظ حدثنا أبي حدثنا أبو عبد الله بن مهران المستملي حدثنا حسين بن فهم قال سمعت أبي يسأل يحيى بن معين عن أبي يوسف فقال ثقة إذا حدث عن الثقات . أخبرني الأزهرى حدثنا عبد الرحمن بن عمر حدثنا محمد بن احمد بن يعقوب قال سمعت عباسا - يعني الدورى - يقول سمعت يحيى ابن معين يقول : أبو يوسف أنبل من أن يكذب . أخبرنا التنوخى أخبرنا طلحة ابن محمد بن جعفر حدثني مكرم بن احمد حدثني احمد بن عطية قال سمعت يحيى ابن معين يقول : ليس أحد من أصحاب الرأي أثبت عندي من أبي يوسف ، ولا في أصحاب أبي حنيفة أحفظ للفقهاء عندي منه . أخبرنا محمد بن احمد بن رزق حدثنا احمد بن علي بن عمر بن حبش الرازي قال سمعت محمد بن احمد بن عصام يقول سمعت محمد بن سعد العوفي يقول سمعت يحيى بن معين يقول : كان أبو يوسف ثقة ، إلا أنه كان ربما غلط . أخبرنا الأزهرى حدثنا عبد الرحمن بن عمر حدثنا محمد بن احمد بن يعقوب حدثنا جدى قال سمعت يحيى بن معين يقول : كتبت عن أبي يوسف وأنا أحدث عنه . وقال جدى سمعت احمد بن حنبل يقول : أول من كتبت عنه الحديث أبو يوسف وأنا لا أحدث عنه . أخبرنا أبو سعيد محمد بن موسى الصيرفي قال سمعت أبا العباس محمد بن يعقوب الأصم يقول سمعت عبد الله بن حنبل يقول قال أبي : أبو يوسف صدوق ، ولكن أصحاب أبي حنيفة

لا ينبغي أن يروى عنهم شيء . أخبرني الحسن بن أبي طالب حدثنا عبد الواحد ابن علي الفامي حدثنا عبد الله بن سليمان بن عيسى الفامي حدثنا اسحاق بن ابراهيم بن هاني قال سمعت أبا عبد الله احمد بن حنبل وسئل عن أبي حنيفة يروى عنه ؟ قال : لا . قيل له فأبو يوسف ؟ قال كأنه أمثلهم . ثم قال : كل من وضع الكتب من كلامه فلا يعجبني أو يجرد الحديث . أخبرنا البرقاني قال قرئ على اسحاق النعماني - وأنا أسمع - حدثكم عبد الله بن اسحاق المدائني حدثنا حنبل ابن اسحاق قال سمعت عمي - يعني احمد بن حنبل - يقول : كان يعقوب أبو يوسف يروى عن حنظلة وعن المكين ، وكان منصفاً في الحديث . أخبرنا ابن الفضل أخبرنا عثمان بن احمد الدقاق حدثنا سهل بن احمد الواسطي حدثنا أبو حفص عمرو بن علي . قال : أبو يوسف صدوق كثير الغلط . أخبرنا ابن الفضل أخبرنا علي بن ابراهيم المستملي حدثنا محمد بن ابراهيم بن شعيب الغازي حدثنا محمد بن اسماعيل البخاري . قال : يعقوب بن ابراهيم أبو يوسف القاضي تركوه . أخبرنا البرقاني قال سألت أبا الحسن الدارقطني عن أبي يوسف صاحب أبي حنيفة فقال : هو أقوى من محمد بن الحسن . حدثنا القاضي أبو الطيب طاهر بن عبد الله الطبري قال سمعت أبا الحسن الدارقطني سئل عن أبي يوسف القاضي . فقال : أعور بين عريان . وكان القاضي أبو عبد الله الصيمري حاضراً فقام فأنصرف ولم يعد إلى مجلس الدارقطني بعد ذلك . أخبرنا ابن رزق حدثنا احمد بن علي بن عمر بن حبيش الرازي حدثنا علي بن موسى بن داود القمي الفقيه قال سمعت محمد ابن شجاع يقول حدثني عبد الرحيم القواس ، قال ابن شجاع وسمعت أصحاب معروف - يعني قال - قال معروف وهو الكرخي بلغني أن أبا يوسف عليل ثقيل من علته ، فأحب أن تأتي منزله ، فاذا مات أعلمتني . قال فجئته فحين صرت إلى باب دار الرقيق إذا جنازة أبي يوسف قد أخرجت ، فقلت لا أدرك أن آتي

معروفا فأخبره . فصليت عليه مع الناس ، ثم أتيت معروفا فأخبرته ، فاشد ذلك عليه وجعل يسترجع . فقلت له يا أبا محفوظ وما أسفك على ما فاتك من جنازته ؟ فقال رأيت كأنى دخلت الجنة فإذا قصر قد بنى ، وتم شرفه وجصص ، وعلقت أبوابه وستوره ، وتم أمره . فقلت لمن هذا ؟ فقالوا لأبي يوسف القاضي . فقلت لهم وبم نال هذا ؟ فقالوا بتعليمه الناس الخير وحرصه على ذلك ، وبأذى الناس له . أخبرنا القاضي أبو العلاء الواسطي أخبرنا محمد بن أحمد بن محمد المفيد أخبرنا أبو جعفر محمد بن معاذ الهروي حدثنا أبو داود السنجي ، قال قال الهيثم بن عدي : وأبو يوسف يعقوب القاضي توفي سنة اثنتين وسبعين ومائة في خلافة هارون كذا قال وهو خطأ ، والصواب ما أخبرنا أبو سعيد بن حسنيوه أخبرنا عبد الله ابن محمد بن جعفر حدثنا عمر بن أحمد الأهوازي حدثنا خليفة بن خياط . قال : وأبو يوسف القاضي يعقوب بن إبراهيم . مات سنة اثنتين وثمانين ومائة . أخبرنا ابن الفضل أخبرنا عبد الله بن جعفر حدثنا يعقوب بن سفيان . قال : سنة اثنتين وثمانين ومائة فيها توفي أبو يوسف يعقوب القاضي . وأخبرني الحسن بن أبي بكر قال كتب إلى محمد بن إبراهيم الجوري يذكر أن أحمد بن حمدان بن الخضر أخبرهم قال حدثنا أحمد بن يونس الضبي قال حدثنا أبو حسان الزياتي ، قال : سنة اثنتين وثمانين ومائة فيها مات أبو يوسف يعقوب بن إبراهيم القاضي وهو ابن تسع وستين . فمات في شهر ربيع الأول لخمس خلون منه ، وولى القضاء سنة ست وستين أيام خرج موسى بن المهدي إلى جرجان ، فولى القضاء إلى أن مات ست عشرة سنة . أخبرنا الأزهرى حدثنا عبد الرحمن بن عمر حدثنا محمد ابن أحمد بن يعقوب حدثنا جدي . قال : وتوفي أبو يوسف القاضي ببغداد لخمس ليال خلون من شهر ربيع الآخر سنة اثنتين وثمانين ومائة . أخبرنا البرقاني أخبرنا عبد الرحمن بن عمر الخلال أخبرنا محمد بن أحمد بن يعقوب بن شيبه قال

سمعت أبي يقول سمعت شجاع بن مخلد يقول : حضرنا جنازة أبي يوسف القاضي
ومعنا عباد بن العوام فسمعت عباداً يقول : ينبغي لأهل الاسلام أن يعزى بعضهم
بعضاً بأبي يوسف . أخبرنا القاضي أبو عبد الله الصيمري أخبرنا محمد بن
عمران المرزباني أخبرنا محمد بن الحسن بن دريد أخبرنا السكن بن سعيد عن أبيه
عن هشام بن محمد الكلبي . قال قال ابن أبي كثير ، مولى بني الحارث بن كعب
- من أهل البصرة - برئ أبي يوسف القاضي :

سقى جدنا به يعقوب أضحى	رهينا للبلى هزج ركام
تلطف بالقياس لنا فأضحت	حللاً بعد شيعتها ^(۱) المدام
فلولا أن قصدن له المنايا	وأعجله عن الفطر الحمام
لا عمل في القياس الرأي حتى	يعز على ذوى الريب الحرام



(۱) كذا في الاصل ولعله بعد : (منعها) .

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَمَدِيَّةُ السَّكَلَامِ

لِلْحَافِظِ أَبِي بَكْرٍ صَدِّيقِ بْنِ عَلِيٍّ الْخَطِيبِ الْبَغْدَادِيِّ
وَضَعَهُ فِي آزْهَى عَصُورِ الْأِسْلَامِ مِنْذُ تَأْسِيسِهَا إِلَى وَقَائِهِ عَامَ ٤٦٣ هـ

من الجزء الثاني (ترجمة محمد بن الحسن الشيباني)



محمد بن الحسن بن فرقد ، أبو عبد الله الشيباني مولا هم . صاحب أبي حنيفة
وامام أهل الرأي ، أصله دمشقي من أهل قرية تسمى حرستا . قدم أبوه العراق
فولد محمد بواسط ، ونشأ بالكوفة ، وسمع العلم بها من أبي حنيفة ، ومسعر بن كدام
وسفيان الثوري ، وعمر بن ذر ، ومالك بن مغول . وكتب أيضا عن مالك بن
أنس وأبي عمرو والأوزاعي ، وزمعة بن صالح ، وبكير بن عامر ، وأبي يوسف القاضي
وسكن بغداد وحدث بها . فروى عنه محمد بن ادريس الشافعي ، وأبو سليمان
الجوزجاني ، وهشام بن عبيد الله الرازي ، وأبو عبيد القاسم بن سلام ، واسماعيل
ابن توبة ، وعلي بن مسلم الطوسي ، وغيرهم . وكان الرشيد ولده القضاء وخرج
معه في سفره الى خراسان فمات بالري ودفن بها . أخبرني أبو القاسم الازهرى
قال نبأنا محمد بن العباس الخزاز قال أنبأنا احمد بن معروف الخشاب قال نبأنا
الحسين بن فهم قال نبأنا محمد بن سعد . قال : محمد بن الحسن كان أصله من أهل
الجزيرة ، وكان أبوه في جند أهل الشام فقدم واسطا . فولد محمد بها في سنة اثنتين
وثلاثين ومائة . ونشأ بالكوفة وطلب العلم ، وطلب الحديث ، وسمع سمعا كثيرا
وجالس أبا حنيفة وسمع منه ، ونظر في الرأي فغلب عليه ، وعرف به ، ونفذ فيه
وقدم بغداد فنزلها واختلف اليه الناس وسمعوا منه الحديث والرأي وخرج إلى
الرقعة وهارون أمير المؤمنين بها ، فولاه قضاء الرقة ثم عزله ، فقدم بغداد فلما خرج
هارون الى الري الخرجة الأولى أمره فخرج معه فمات بالري سنة تسع وثمانين
ومائة وهو ابن ثمان وخمسين سنة . أخبرنا علي بن أبي علي المعدل قال أنبأنا طلحة
ابن محمد بن جعفر قال أخبرني أبو عروبة في كتابه إلى قال حدثني عمرو بن أبي

عمر و ، قال قال محمد بن الحسن : ترك أبي ثلاثين ألف درهم ، فأنفقت خمسة عشر ألفاً على النحو والشعر ، وخمسة عشر ألفاً على الحديث والفقه . أخبرنا الحسين بن علي الطناجيري قال نبأنا عمر بن أحمد الواعظ قال نبأنا عبد الله بن محمد بن زياد النيسابوري قال نبأنا محمد بن عبد الله بن عبد الحكم . وأخبرنا القاضي أبو الطيب طاهر بن عبد الله الطبري واللفظ له قال نبأنا محمد بن عثمان بن الحسن القاضي قال نبأنا محمد بن يوسف الهروي بدمشق قال أنبأنا محمد بن عبد الحكم قال سمعت الشافعي يقول ، قال محمد بن الحسن : أقمت على باب مالك ثلاث سنين وكسراً . وكان يقول : إنه سمع منه لفظاً أكثر من سبعمائة حديث . قال : وكان إذا حدثهم عن مالك إمتلاً منزله وكثر الناس عليه حتى يضيق عليهم الموضع ، وإذا حدثهم عن غير مالك لم يجبه إلا [القليل] من الناس . فقال : ما أعلم أحداً أسوأ نثاً^(١) على أصحابه منكم إذا حدثكم عن مالك ملأتم على الموضع ، وإذا حدثكم عن أصحابكم إنما تأتون متكبرهين . أخبرنا علي بن أبي علي قال أنبأنا طلحة بن محمد بن جعفر قال حدثني مكرم القاضي قال حدثني أحمد بن عطية قال سمعت أبا عبيد يقول : كنا مع محمد بن الحسن ، إذا قبل الرشيد فقام إليه الناس كلهم إلا محمد بن الحسن فانه لم يقم ، وكان الحسن بن زياد ثقیل القلب [ممتلئ البطن] على محمد بن الحسن ، فقام ودخل الناس من أصحاب الخليفة ، فأمهل الرشيد يسيراً ثم خرج الأذن . فقال : محمد بن الحسن . فجزع أصحابه له فأدخل فأمهل ثم خرج طيب النفس مسروراً فقال قال لي : مالك لم تقم مع الناس ؟ قلت كرهت أن أخرج عن الطبقة التي جعلتني فيها ، إنك أهلتني للعلم فكرهت أن أخرج منه إلى طبقة الخدمة التي هي خارجة منه ، وإن ابن عمك صلى الله عليه وسلم ، قال : « من أحب أن يتمثل له الرجال^(٢) قياماً فليتبوأ مقعده من

(١) نث الخبر : افشاء . (٢) في المخطوط : الناس .

النار . وانه إنما أراد بذلك العلماء ، فمن قام بحق الخدمة واعزاز الملك فهو هيبة للعدو ، ومن قعد اتبع السنة التي عنكم أخذت فهو زين لكم . قال : صدقت يا محمد . ثم قال : إن عمر بن الخطاب صالح بنى تغلب على أن لا ينصروا أبناءهم ، وقد نصروا أبناءهم وحلت بذلك دماؤهم فأتري ؟ قال قلت : ان عمر أمرهم بذلك وقد نصروا أبناءهم بعد عمر ، واحتل ذلك عثمان وابن عمك وكان من العلم مالا خفاء به عليك ، وجرت بذلك السنن ، فهذا ضلح من الخلفاء بعده ولا شيء يلحقك في ذلك ، وقد كشفت لك العلم ورأيك أعلا . قال : لكننا نجريه على ما أجروه إن شاء الله ، إن الله أمر تنبيه بالمشورة فكان يشاورني أمره ، ثم يأتيه جبريل [عليه السلام] بتوفيق الله ، ولكن عليك بالدعاء لمن ولاه الله أمرك ومر أصحابك بذلك ، وقد أمرت لك بشيء تفرقه على أصحابك ، فخرج له مال كثير ففرقه . أخبرني أبو الوليد الدر بندي قال نا محمد بن أبي بكر الوراق ببخارى قال نا محمد بن احمد بن حرب قال نا احمد بن عبد الواحد بن رفيد قال سمعت أبا عصمة سعد بن معاذ يقول سمعت اسماعيل بن حماد بن أبي حنيفة يقول : كان محمد ابن الحسن له مجلس في مسجد الكوفة وهو ابن عشرين سنة . أخبرنا علي بن الحسن التنوخي قال وجدت في كتاب جدي : حدثنا الحرمي بن أبي العلاء المكي قال نبأنا اسحاق بن محمد بن أبان النخعي قال حدثني هاني بن صيفي قال حدثني مجاشع بن يوسف . قال : كنت بالمدينة عند مالك وهو يفتي الناس ، فدخل عليه محمد بن الحسن صاحب أبي حنيفة وهو حدث . فقال : ما تقول في جنب لا يجذ الماء الا في المسجد ؟ فقال مالك : لا يدخل الجنب المسجد . قال : فكيف يصنع وقد حضرت الصلاة وهو يرى الماء ؟ قال : فجعل مالك يكرر لا يدخل الجنب المسجد . فلما أكثر عليه قال له مالك : فما تقول أنت في هذا ؟ قال : يتيم ويدخل فيأخذ الماء من المسجد ويخرج فيغتسل . قال من أين أنت ؟ قال : من

أهل هذه - وأشار الى الأرض - فقال ما من أهل المدينة أحد لا أعرفه . فقال :
 ما أكثر من لا تعرف . ثم نهض . قالوا لمالك : هذا محمد بن الحسن صاحب
 أبي حنيفة . فقال مالك : محمد بن الحسن كيف يكذب وقد ذكر أنه من أهل
 المدينة ؟ قالوا : إنما قال من أهل هذه وأشار الى الأرض . قال : هذا أشد على
 من ذاك . كتب الى محمد أبو عبد الرحمن بن عثمان الدمشقي يذكر أن خيثمة بن
 سليمان القرشي أخبرهم قال نا سليمان بن عبد الحميد البهراني قال سمعت يحيى بن
 صالح يقول قال لي ابن أكنم : قد رأيت مالكا وسمعت منه وراققت محمد بن
 الحسن فأيهما كان أفقه ؟ فقلت : محمد بن الحسن [فيما يأخذه لنفسه] أفقه من
 مالك . أخبرنا علي بن أبي علي قال أنبأنا طلحة بن محمد قال حدثني مكرم بن أحمد
 قال نا أحمد بن عطية قال سمعت أبا عبيد يقول : ما رأيت أعلم بكتاب الله من محمد
 ابن الحسن . حدثنا أبو طالب يحيى بن علي بن الطيب العجلي بحلوان قال أنبأنا
 أبو بكر بن المقرئ باصبهان قال أنبأنا أبو عمارة حمزة بن علي المصري قال سمعت
 الربيع بن سليمان يقول سمعت الشافعي يقول : لو أشاء أن أقول ان القرآن نزل
 بلغة محمد بن الحسن لقلته لفصاحته . أخبرنا رضوان بن محمد الدينوري قال سمعت
 الحسين بن جعفر العنزي بالري يقول سمعت أبا بكر بن المنذر يقول سمعت المزني
 يقول سمعت الشافعي يقول : ما رأيت سمينا أخف روحا من محمد بن الحسن ،
 وما رأيت أفصح منه كنت اذا رأيته يقرأ كأن القرآن نزل بلغته . حدثني
 الحسن بن محمد بن الحسن الخلال قال أنبأنا علي^(١) بن عمرو الجريري أن أبا القاسم
 علي بن محمد بن كاس النخعي حدثهم قال أنبأنا أحمد بن حماد بن سفيان قال سمعت
 الربيع بن سليمان قال سمعت الشافعي يقول : ما رأيت اعقل من محمد بن الحسن
 وقال النخعي حدثنا عبد الله بن العباس الطيالسي قال أنبأنا عباس الدوري قال

(١) كذا بالأصل وفي أنساب السمعاني أبو علي بن عمرو الجريري .

سمعت یحیی بن معین یقول : کتبت الجامع الصغیر عن محمد بن الحسن . أخبرنا محمد بن احمد بن رزق قال أنبأنا عثمان بن احمد الدقاق قال أنبأنا محمد بن اسماعیل التمار الرقی قال حدثنی الربیع قال سمعت الشافعی یقول : حملت عن محمد بن الحسن وقر بختی کتباً . أخبرنا أبو بشر محمد بن عمر الوکیل قال نبأنا عمر بن احمد الواعظ . وأخبرنا أبو طاهر محمد بن علی بن محمد بن یوسف الواعظ قال أنبأنا عبید الله بن عثمان الدقاق . قالوا : نبأنا ابراهیم بن محمد بن احمد البخاری قال حدثنی عباس بن عزیر أبو الفضل - زاد عبید الله القطان - ثم اتفقا ، قال نبأنا حرمله بن یحیی قال نبأنا محمد بن ادريس الشافعی . قال : کان محمد بن الحسن الشیبانی اذا أخذ فی المسألة کأنه قرآن ینزل علیه لا یقدم حرفاً ولا یؤخر . أخبرنا علی بن أبی علی قال أنبأنا طلحة بن محمد بن جعفر قال حدثنی أبو الحسن محمد بن ابراهیم بن حبیش البغوی قال حدثنی جعفر بن یاسین قال سمعت الربیع ابن سلیمان یقول : وقف رجل علی الشافعی فسأله عن مسألة فأجابہ ، فقال له الرجل : یا أبا عبد الله خالفك الفقهاء . فقال له الشافعی : وهل رأیت فقیها قط ؟ اللهم إلا أن تكون رأیت محمد بن الحسن فانه کان یملأ العین والقلب ، وما رأیت مبدئاً قط أذکی من محمد بن الحسن . وقال ابن حبیش حدثنی جعفر بن یاسین قال : کنت عند المزنی فوقف علیه رجل فسأله عن أهل العراق ، فقال له : ماتقول فی أبی حنیفة ؟ قال سیدهم . قال فأبو یوسف ؟ قال : أتبعهم للحديث . قال فمحمد بن الحسن ؟ قال : أكثرهم تفریعا . قال فزفر ؟ قال : أحدهم قیاساً . حدثنی الحسن بن محمد الخلال قال أنبأنا علی بن عمرو الجریری أن علی بن محمد النخعی حدثهم قال نا احمد بن حماد بن سفیان قال سمعت المزنی یقول سمعت الشافعی یقول : آمن الناس علی فی الفقه محمد بن الحسن . وقال النخعی نبأنا البختری ابن محمد قال سمعت محمد بن سماعة یقول . قال محمد بن الحسن لأهله : لا تسألونی

حاجة من حوائج الدنيا تشغلوا قلبي ، وخذوا ما تحتاجون اليه من وكيلى فانه
أقل لى ، وأفرغ لى . أخبرنا القاضى أبو العلاء محمد بن على الواسطى ،
قال نا محمد بن جعفر الكوفى التيمى قال قال لنا أبو على الحسن بن داود : فخر أهل
البصرة بأربعة كتب ، منها : كتاب البيان والتبيين للجاحظ ، وكتاب الحيوان
له ، وكتاب سيبويه ، وكتاب الخليل فى العين . ونحن نفتخر بسبعة وعشرين
ألف مسألة فى الحلال والحرام عملها رجل من أهل الكوفة يقال له محمد بن الحسن
قياسية عقلية لا يسع الناس جهلها ، وكتاب الفراء فى المعانى ، وكتاب المصادر
فى القرآن ، وكتاب الوقف والابتداء فيه ، وكتاب الواحد والجمع فيه ، سوى
باقى الحدود . ولنا واحد أسمى من الأخبار مثل كل كتاب ألف البصريون ، وهو
ابن الاعرابى ، وكان أوجد الناس فى اللغة . حدثنى الخلال قال نا على بن عمرو
أن على بن محمد النخعى حدثهم قال نا أبو بكر القراطيسى قال نا ابراهيم الحربى
قال سألت احمد بن حنبل . قلت : هذه المسائل الدقائق من أين لك ؟ قال : من
كتب محمد بن الحسن . أخبرنا محمد بن احمد بن رزق قال أنبأنا عثمان بن احمد
الدقاق قال أنبأنا محمد بن اسماعيل التمار قال حدثنى الربيع قال سمعت الشافعى
يقول : ما ناظرت أحدا الا تمر^(١) وجهه ما خلا محمد بن الحسن . أخبرنا محمد بن
الحسين القطان قال أنبأنا دعلج بن احمد قال أنبأنا احمد بن على الأبار قال حدثنى
يونس — يعنى ابن عبد الأعلى — قال سمعت الشافعى يقول : ناظرت محمد بن
الحسن وعليه ثياب رقاق ، فجعل تنفخ أوداجه ويصبح حتى لم يبق له زر إلا
انقطع^(٢) . قلت : ما كان لصاحبك أن يتكلم ولا كان لصاحبى أن يسكت . قال
قلت له : نشدتك بالله هل تعلم أن صاحبى كان عالما بكتاب الله ؟ قال : نعم ! قال

(١) فى هامش المخطوط ما نصه . هذا شاهد بكذب الحكاية التى يعدها لما بينهما من
التناقض فأعرف ذلك . (٢) كذا فى الاصلين ولعل هنا سقط
(١٢ - نى - تاريخ بغداد)

قلت : فهل كان عالما بمحدث رسول الله صلى الله عليه وسلم ؟ قال : نعم ! قال قلت :
 أما كان عاقلا . قال : نعم ! قلت : فهل كان صاحبك جاهلا بكتاب الله ؟ قال :
 نعم ! قلت : وبما جاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ؟ قال : نعم ! قلت : أو كان
 عاقلا ؟ قال : نعم ! قال قلت : صاحبي فيه ثلاث خصال لا يستقيم لاحد أن يكون
 قاضيا إلا بهن أو كلاما هذا معناه . أخبرنا ابن رزق قال أنبأنا عثمان بن أحمد
 قال أنبأنا محمد بن اسماعيل التمار الرقي قال حدثني أحمد بن خالد الكرمانى قال
 سمعت المقدمى بالبصرة يقول . قال الشافعى : لم يزل محمد بن الحسن عندى عظيما
 جليلا ، أنفقت على كتبه ستين دينارا حتى جمعنى وإياه مجلس عند الرشيد ،
 فابتدأ محمد بن الحسن . فقال : يا أمير المؤمنين إن أهل المدينة خالفوا كتاب الله
 نصا ، وأحكام رسول الله صلى الله عليه وسلم ، واجماع المسلمين . فأخذنى ما قدّم
 وما حدث . فقلت : ألا أراك قد قصدت لأهل بيت النبوة ومن نزل القرآن فيهم
 وأحكمت الأحكام فيهم ، وقبر رسول الله صلى الله عليه وسلم بين أظهرهم ، عمدت
 تهجوهم ، رأييتك أنت بأى شئ قضيت بشهادة امرأة واحدة قابلة حتى تورث
 ابن خليفة ملك الدنيا وما لا عظيما ؟ قال : بعلى بن أبى طالب . قلت : إنما رواه
 عن على رجل مجهول يقال له عبد الله بن نجى^(۱) ، ورواه جابر الجعفى وكان يؤمن
 بالرجعة . سمعت سفيان بن عيينة يقول : دخلت على جابر الجعفى فسألنى عن شئ
 من أمر الكهنة . ونحن معنا قضاء رسول الله صلى الله عليه وسلم ، وقضاء على بن
 أبى طالب . أنه قضى به بين أهل العراق . وقلت له : ما تقول فى القسامة ؟ قال :
 استفهام . قلت : يا سبحان الله ! تزعم أن رسول رب العالمين حكم فى أمته
 بالاستفهام ؟ يستفهم ولا يحكم به ؟ قال : فسمعها هارون . فقال : ما هذا ؟ على
 بالسيف والنطع ، فلما جئى بهما . قلت : يا أمير المؤمنين والله ما هذا عقده فى القسامة

(۱) فى المخطوط ابن نجى وكلاهما أوردهما صاحب تهذيب التهذيب والخلاصة .

وإنه ليقول فيها بخلاف هذا، ولكن المتناظران اذا تناظرا أحب أحدهما أن يدخل على صاحبه حجة يكتبه بها . قال : فسرى عن هارون قال : فلما خرجنا من عنده قال لي : كنت قد أشطت بدمي . قال قلت : فقد خلصك الله الآن . أخبرنا محمد بن الحسين بن محمد المتوثى قال أنبأنا أحمد بن عثمان بن يحيى الأدمي قال أنبأنا محمد بن اسماعيل أبو اسماعيل قال سمعت أحمد بن حنبل - وذكر ابتداء محمد بن الحسن . فقال : - كان يذهب مذهب جهم . أخبرنا أبو طالب عمر بن إبراهيم بن سعيد الفقيه قال نا محمد بن العباس الخزاز قال نا أبو طالب أحمد بن نصر بن طالب قال نا أبو النصر اسماعيل بن ميمون العجلي قال حدثني عمي نوح ابن ميمون . قال : دعاني محمد بن الحسن إلى أن أقول القرآن مخلوق ، فأبيت عليه فقال لي : زهدت في نصفك . فقلت له : بل زهدت في كلك . أخبرنا أبو بكر البرقاني قال قرئ على اسحاق النعماني وأنا أسمع حدثكم عبد الله بن اسحاق المدائني قال نا حنبل بن اسحاق قال سمعت عمي - يعني أحمد بن حنبل - يقول : وكان يعقوب أبو يوسف متصفا في الحديث . فأما أبو حنيفة ومحمد بن الحسن فكانا مخالفين للأثر ، وهاذان لهما رأى سوء . - يعني أبا حنيفة ومحمد بن الحسن - . وأخبرنا البرقاني قال نا يعقوب بن موسى الازدي قال أنبأنا أحمد بن طاهر بن النجم الميائجي قال أنبأنا سعيد بن عمرو البرذعي قال سمعت أبا زرعة - يعني الرازي - يقول : كان أبو حنيفة جهميا ، وكان محمد بن الحسن جهميا ، وكان أبو يوسف سليما من التجهم . أخبرنا أحمد بن محمد بن غالب قال حدثني محمد بن أحمد ابن محمد بن عبد الملك الأدمي قال أنبأنا محمد بن علي الأيادي قال أنبأنا زكريا الساجي . قال : محمد بن الحسن كان يقول بقول جهم وكان مرجئا . كتب إلى عبد الرحمن بن عثمان الدمشقي يذكر أن خيثمة بن سليمان القرشي أخبرهم قال أنبأنا سليمان بن عبد الحميد البهراني قال حدثنا عبد السلام بن محمد قال سمعت بقية

يقول قيل لاسماعيل بن عياش : يا أبا عتبة قد رافق محمد بن الحسن يحيى بن صالح من الكوفة الى مكة . قال : أما إنه لو رافق خنزيراً كان خيراً له منه . أخبرنا محمد بن أحمد بن رزق قال نا أحمد بن علي بن عمر بن حبيش الرازي قال سمعت محمد بن أحمد بن عصام يقول سمعت محمد بن سعد بن محمد بن الحسن بن عطية العوفي يقول سمعت يحيى بن معين - وسألته عن محمد بن الحسن فقال - : كذاب . قرأت على الحسن بن أبي بكر عن أحمد بن كامل القاضي قال أخبرني أحمد بن القاسم عن بشر بن الوليد قال قال أبو يوسف : قولوا لهذا الكذاب يعني محمد بن الحسن - هذا الذي يرويه عنى سمعه مني ؟ أنبأنا أحمد بن محمد بن عبد الله الكاتب قال أنبأنا محمد بن حميد المحرمي قال أنبأنا علي بن الحسين بن حبان قل وجدت في كتاب أبي بخط يده : قال أبو زكريا - يعني يحيى بن معين سمعت محمد بن الحسن صاحب الرأي وقيل له : هذه الكتب سمعتها من أبي يوسف ؟ فقال : لا والله ! ما سمعتها منه ، ولكني من أعلم الناس بها ، وما سمعت من أبي يوسف الا الجامع الصغير . أخبرنا القاضي أبو العلاء محمد بن علي قال أنبأنا محمد بن أحمد بن موسى البابسيري قال أنبأنا أبو أمية الاحوص بن المفضل الغلابي . قال قال أبي : حسن اللؤلؤي ، ومحمد بن الحسن ، كلاهما ضعيفان [أنبأنا القاضي أبو محمد يوسف بن ر] باح بن علي النصرى أنا أحمد بن [محمد بن اسماعيل المهندس بمصر قال ثنا أبو بشر] محمد بن أحمد بن حماد نا معاوية بن صالح [بن أبي عبد الله قال سمعت يحيى بن معين] . يقول : محمد بن الحسن ضعيف . [أخبرني عبد الله بن يحيى السكري قال أنبأنا محمد بن عبد الله الشافعي قال ثنا جعفر بن محمد بن الأزهر قال ثنا ابن الغلابي قال قال يحيى بن معين : محمد بن الحسن ليس بشيء . أخبرني أحمد بن عبد الله الانماطي قال أنبأنا] نا محمد بن المظفر الحافظ أنا علي [بن أحمد بن سليمان المصري قال أنا أحمد بن سعيد بن أبي مریم] حدثهم قال

وسأله - يعني ابن معين - [عن محمد بن الحسن . فقال] : ليس بشيء فلا تكتب حديثه . أخبرنا محمد بن الحسين القطان قال أنبأنا عثمان بن أحمد الدقاق قال نبأنا أبو العباس سهل بن أحمد الواسطي قال نبأنا أبو حفص عمرو بن علي الصيرفي . قال : محمد بن الحسن صاحب الرأي ضعيف . أخبرنا محمد بن أبي علي الاصبهاني قال أنبأنا الحسين بن محمد الشافعي بالاهواز قال أنبأنا أبو عبيد محمد بن علي بن عثمان الآجري . قال : وسأله - يعني أبا داود السجستاني - عن محمد بن الحسن الشيباني . فقال : لا شيء لا يكتب حديثه . أخبرنا أحمد بن محمد بن غالب . قال : سألت أبا الحسن الدارقطني عن محمد بن الحسن صاحب أبي حنيفة . فقال : قال يحيى بن معين كذاب . وقال فيه أحمد : - يعني ابن حنبل - نحو هذا . قال أبو الحسن : وعندى لا يستحق الترك . أخبرنا علي بن محمد بن الحسن المالكي قال أنبأنا عبد الله بن عثمان الصنفار قال أنبأنا محمد بن عمران بن موسى الصيرفي قال نبأنا عبد الله بن علي ابن المديني عن أبيه ، قال وسأله : عن أسد بن عمرو ، والحسن بن زياد اللؤلؤي ، ومحمد بن الحسن . فضعف أسداً والحسن بن زياد . وقال : محمد بن الحسن صدوق . أخبرنا أبو سعيد الحسن بن محمد بن عبد الله بن حسنويه الاصبهاني قال أنبأنا عبد الله بن محمد بن جعفر بن حبان قال أنبأنا عمر بن أحمد الاهوازي قال نبأنا خليفة بن خياط ، قال : محمد بن الحسن القاضي يكنى أبا عبد الله مولى بني شيبان مات بالري سنة تسع وثمانين ومائة . أخبرنا أحمد بن علي بن الحسين التوزي قال أنبأنا القاضي أبو عمر أحمد بن محمد بن موسى بن محمد المعروف بابن العلاف قال نبأنا أبو عمر الزاهد قال سمعت أحمد بن يحيى يقول : توفي الكسائي ومحمد بن الحسن في يوم واحد . فقال الرشيد : دفنت اليوم اللغة والفقه . أخبرنا أبو نعيم الاصبهاني الحافظ قال نبأنا أبو طلحة تمام بن محمد بن علي الأزدي بالبصرة قال أنشدنا القاضي محمد

ابن احمد بن أبي حازم قال أنشدنا الرياشي قال أنشدنا يزيد بن نعيم
ابن الحسن والكسائي وكاتا خرجا مع الرشيد الى الري فماتا بها في يوم واحد :
أسيت على قاضي القضاة محمد فأذويتُ دمي والعيون هجود
وقلت إذا ما الخطب أشكل من لنا بإيضاحه يوما وأنت فقيده
وأقلقتني موت الكسائي بعده وكادت بي الأرض الفضاء تميد
ها عالمانا أوديا وتخرّما فما لها في العالمين نديد
أخبرنا علي بن أبي علي قال نا طلحة بن محمد قال حدثني مكرم بن احمد
القاضي قال نا أحمد بن محمد بن المغلس قال نا سليمان بن أبي شيخ قال حدثني
ابن أبي رجاء القاضي قال سمعت محمويه — وكنا نعد من الابدال — قال :
رأيت محمد بن الحسن في المنام. فقلت : يا أبا عبدالله الى ما صرت ؟ قال قال لي :
إني لم أجعلك وعاء للعلم وأنا أريد أن أعذبك ، قلت : فما فعل أبو يوسف ؟
قال : فوقى . قلت : فما فعل أبو حنيفة ؟ قال : فوق أبي يوسف بطبقات .



عظمتِ امام

یہ وصیت امام اعظم رحمہ اللہ کی اہم ترین تالیفات میں رکھے جانے کے لائق ہے
کیونکہ اس میں امام کی زندگی کا ایک ایسا رخ سامنے آتا ہے جو عموماً اوجھل رہا ہے، اس وصیت
میں امام ایک باپ، ایک استاد، ایک ماہر نفسیات اور زمانہ شناس کے طور پر سامنے آتے ہیں۔

وصية

الامام الأعظم ابى حنيفة النعمان بن ثابت

رضى الله عنه

إلى

تلميذه يوسف بن خالد السمى البصرى

رحمـه الله

هو يوسف بن خالد السمى من شيوخ الشافعى ،
وقد ذكره ابن حجر فى عداد شيوخه فى مناقب الشافعى
وخرج عنه ابن ماجه ، وترجمه البدر العينى فى رجال
معانى الآثار ، وقد روى الطحاوى عن المزنى عن الشافعى
أنه قال فى حق يوسف بن خالد هذا كان رجلا من الخيار
وقد فند البدر العينى ما ينسب إليه من التجهم ، وتوفى
بالبصرة سنة ١٨٩ هجرية .

قال الزرنوجى فى كتابه : « تعليم المتعلم » وينبغى
لطالب العلم أن يحصل كتاب الوصية التى كتبها
أبو حنيفة رحمه الله ليوسف بن خالد السمى البصرى
عند رجوعه إلى أهله

وصیت

وصیت یوسف بن خالد سمتی کے نام ہے جن کا شمار امام شافعیؒ کے اجلہ شیوخ میں ہوتا ہے، حافظ ابن حجرؒ نے مناقب شافعی میں ان کا شمار شیوخ میں کیا ہے، علامہ بدر الدین العینیؒ نے رجال معانی الآثار میں ان کے حالات بیان کئے ہیں، امام طحاویؒ بروایت مزیؒ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ امام شافعیؒ نے یوسف بن خالد کے متعلق فرمایا کہ اچھے لوگوں میں تھے، ابن ماجہؒ نے ان سے تخریج حدیث کی ہے۔ نیز خود برہان الاسلام زر نوحیؒ نے تعلیم المستعلم میں اس وصیت کے متعلق لکھا ہے کہ طالب علم کے لئے کتاب الوصیۃ (جو امام اعظمؒ نے یوسف السمٹی کے لئے لکھی ہے) کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ اس بات کی سخت تردید کرتے ہیں کہ موصوف جہمیہ سے متاثر تھے۔

ان کی وفات ۸۹ھ میں بصرہ میں ہوئی: (رحمہ اللہ تعالیٰ)

الدِّينُ النَّصِيحَةُ

[حديث شريف]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بَعْدَ أَنْ أَخَذَ يُوسُفُ بْنُ خَالِدٍ السَّمْتِي الْعِلْمَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ
وَأَرَادَ الرُّجُوعَ إِلَى بَلَدَتِهِ الْبَصْرَةِ اسْتَأْذَنَ أَبَا حَنِيفَةَ فِي ذَلِكَ ،
فَقَالَ لَهُ أَبُو حَنِيفَةَ : حَتَّى أَزُودَكَ بِوَصِيَّةٍ فِيمَا تَحْتَاجُ إِلَيْهِ فِي مُعَاشَرَةِ
النَّاسِ ، وَمَرَاتِبِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَتَأْدِيبِ النَّفْسِ ، وَسِيَاسَةِ الرَّعِيَّةِ ،
وَرِيَاضَةِ الْخَاصَّةِ وَالْعَامَّةِ ، وَتَفْقُهِ أَمْرِ الْعَامَّةِ ، حَتَّى إِذَا خَرَجْتَ
بِعِلْمِكَ كَانَ مَعَكَ آلَةٌ تَصْلُحُ لَهُ ، وَتَرْيَنُهُ وَلَا تَشِينُهُ .
وَأَعْلَمْ أَنَّكَ مَتَى أَسَاتَ مُعَاشَرَةَ النَّاسِ صَارُوا لَكَ أَعْدَاءً ،
وَإِنْ كَانُوا لَكَ آبَاءً وَأُمَهَاتٍ ، وَمَتَى أَحَسَّنْتَ مُعَاشَرَةَ قَوْمٍ لَيْسُوا
لَكَ بِأَقْرَبَاءٍ صَارُوا لَكَ أُمَهَاتٍ وَآبَاءً .
ثُمَّ قَالَ لِي : أَصْبِرْ حَتَّى أَفْرُغَ لَكَ نَفْسِي ، وَأَجْمَعَ لَكَ هَمِّي ،
وَأَعْرِفَكَ مِنَ الْأَمْرِ مَا تَحْمَدُنِي فِي نَفْسِكَ عَلَيْهِ ، وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا
بِاللَّهِ .

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

النَّصِيحَةُ
الْمَشْتَرِكَةُ

یوسف بن خالد سمتی حضرت امام اعظمؒ کی خدمت میں رہ کر تکمیل علم کر چکے تو ولین مالوف بصرہ کو واپس ہونے کا ارادہ کیا، استاد شفیق سے اجازت چاہی تو امامؒ نے فرمایا کہ میں تمہارے لئے چند باتیں کہنا چاہتا ہوں، یہ باتیں تمہیں ہر جگہ کام دیں گی، خواہ لوگوں کے ساتھ معاملات ہوں یا اہل علم کے مراتب کا سوال ہو، تادیب نفس کا مرحلہ ہو، یا خواص و عوام کی تکمیل ہو، یا عام حالات کی تحقیق مقصود ہو، غرض کہ یہ باتیں دینی اور دنیاوی زندگی کے ہر موڑ پر کام آئیں گی اور علم کے لئے ایک ذریعہ خیر و صلاح بن جائیں گی۔

اس نکتہ کو خوب سمجھ لو کہ جب تم انسانی معاشرے کو بُرا سمجھو گے تو لوگ تمہارے دشمن بن جائیں گے چاہے وہ تمہارے ماں باپ ہی کیوں نہ ہوں اور جب تم اس معاشرے کے ساتھ اچھا سلوک کرو گے تو یہ معاشرہ تمہیں عزیز رکھے گا اور اسکے افراد تمہارے لئے ماں باپ بن جائیں گے۔

پھر فرمایا ذرا اطمینان سے مجھے چند باتیں کہنے دو۔ میں تمہارے لئے ایسے امور کی نشاندہی کئے دیتا ہوں جن کا خود بخود شکریہ کے ساتھ اعتراف کرنے پر مجبور ہو گے ، وما توفیقی الا باللہ

فَلَمَّا مَضَى الْمِيْعَادُ أَخْلَى لِي نَفْسَهُ ، فَقَالَ : أَنَا أَكْشِفُ
لَكَ عَمَّا تَعَرَّضْتُ لَهُ :

كَأَنِّي بِكَ ، وَقَدْ دَخَلْتَ الْبَصْرَةَ ، وَأَقْبَلْتَ عَلَى مَنْ
يُخَالِفُونَنَا بِهَا ، وَرَفَعْتَ نَفْسَكَ عَلَيْهِمْ ، وَتَطَاوَلْتَ بِعِلْمِكَ
لَدَيْهِمْ ، وَأَتَقَبَّضْتَ عَنْ مُعَاشَرَتِهِمْ وَمُخَالَطَتِهِمْ ، وَخَالَفْتَهُمْ
وَخَالَفُوكَ ، وَهَجَرْتَهُمْ وَهَجَرُوكَ ، وَشَتَمْتَهُمْ وَشَتَمُوكَ ، وَضَلَلْتَهُمْ
وَضَلَلُّوكَ وَبَدَّعُوكَ ، وَأَتَّصَلَ الشَّيْنُ بِنَا وَبِكَ ، فَاحْتَجَبَتْ إِلَى
الْإِتِّقَالِ عَنْهُمْ ، وَالْهَرَبِ مِنْهُمْ ، وَهَذَا لَيْسَ مِنْ رَأْيٍ لِأَنَّهُ
لَيْسَ بِعَاقِلٍ مَنْ لَمْ يُدَارِ مَنْ لَيْسَ لَهُ مِنْ مُدَارَاتِهِ بُدٌّ حَتَّى يَجْعَلَ
اللَّهُ لَهُ مَخْرَجًا .

إِذَا دَخَلْتَ الْبَصْرَةَ اسْتَقْبَلَكَ النَّاسُ وَزَارُوكَ ، وَعَرَفُوا
حَقَّكَ ، فَأَنْزَلَ كُلَّ رَجُلٍ مِنْهُمْ مَنْزِلَتَهُ ، وَأَكْرَمَ أَهْلَ الشَّرَفِ
وَعَظُمَ أَهْلَ الْعِلْمِ ، وَوَقَّرَ الشُّيُوخَ ، وَلَاطَفَ الْأَحْدَاثَ ،
وَتَقَرَّبَ مِنَ الْعَامَّةِ ، وَدَارَ الْفُجَّارَ ، وَأَصْحَبَ الْأَخْيَارَ ، وَلَا
تَتَهَاوَنَ بِالسُّلْطَانِ ، وَلَا تَحْقِرَنَّ أَحَدًا ، وَلَا تُقْصِرَنَّ فِي إِقَامَةِ
مُرُوءَتِكَ ، وَلَا تُخْرِجَنَّ سِرَّكَ إِلَى أَحَدٍ ، وَلَا تَتَّقِنَنَّ بِصُحْبَةِ
أَحَدٍ حَتَّى تَمْتَحِنَهُ ، وَلَا تُصَادِقَ خَسِيسًا ، وَلَا وَضِيعًا ، وَلَا تَأْلُفَنَّ
مَا يُنْكَرُ عَلَيْكَ فِي ظَاهِرِكَ ، وَإِيَّاكَ وَالْإِنْسِاطَ إِلَى الشُّفْهَاءِ
وَلَا تُجِيبَنَّ دَعْوَةَ ، وَلَا تَقْبَلَنَّ هَدِيَّةً .

وَعَلَيْكَ بِالْمُدَارَاةِ ، وَالصَّبْرِ وَالْإِحْتِمَالِ ، وَحُسْنِ الْخُلُقِ

تھوڑی دیر کے بعد فرمایا، دیکھو گویا میں تمہارے ساتھ ہوں اور تم بصرہ پہنچ گئے ہو اور تم اپنے مخالفوں کی طرف متوجہ ہو گئے، اپنے آپ کو ان پر فوقیت دینے لگے، تم نے اپنے علم کی وجہ سے خود کو ان پر بڑا ثابت کیا، ان کے ساتھ اختلاط کو بڑا سمجھا، ان کے معاشرے سے مُنقبض ہوتے، ان کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے نتیجہ میں انہوں نے بھی تمہاری مخالفت کی، تم نے انہیں چھوڑ دیا تو انہوں نے بھی تمہیں مُنہ نہیں لگایا تم نے انہیں گالی دی، ترکی بہ ترکی جواب ملا، تم نے انہیں گمراہ کہا، تو انہوں نے تمہیں بدعتی اور گمراہ گردانا، یہ لوسب کا دامن آلودہ ہو گیا، اب تمہیں ضرورت ہوتی کہ تم ان سے کہیں دُور بھاگ جاؤ، اور یہ گھلی حماقت ہے وہ شخص کبھی اچھی سوچ بوجھ کا نہیں ہو سکتا ہے کہ اسے کسی سے واسطہ پڑا ہو اور وہ کوئی راہ پیدا ہونے تک نباہ نہ کر سکے۔

جب تم بھرے پہنچو گے تو لوگ تمہارا خیر مقدم کریں گے، تم سے ملاقات کے لئے آئیں گے، کیونکہ یہ ان کا معاشرتی فریضہ ہے اب تم ہر ایک کو اُس کا مقام عطا کرو، بزرگوں کی عزت کرو، علماء کی تعظیم کرو، بوڑھوں کی توقیر کرو، لوجوانوں سے نرمی کا برتاؤ کرو، عوام کے قریب رہو، نیک و بد کے پاس اٹھنا بیٹھنا رکھو، بادشاہ وقت کی توہین نہ کرو، کسی کو کمتر نہ سمجھو، اپنی مروت و شرافت کو پس پشت نہ ڈالو، اپنا راز کسی پر فاش نہ کرو، بغیر پرکھے ہوتے کسی پر اعتماد نہ کر بیٹھو، خسیس الطبع اور کمینوں سے میل ملاپ نہ رکھو، اس شخص سے محبت و الفت کا اظہار نہ کرو جو تمہیں ناپسند کرتا ہو۔ سُنو! کہ احمقوں سے مل کر خوشی کا اظہار نہ کرو، نہ ان کی دعوت پر لبیک کہو، نہ ہی ان کا ہدیہ قبول کرو۔

نرم گفتاری، ضبط و تحمل، حُسن و اخلاق، کشادہ دلی، اچھے لباس اور خوشبو کو اپنے لئے لازم رکھو۔ سوار یوں میں ہمیشہ اچھی سواری رکھو، حوائج ضروریہ کے لئے کوئی وقت مقرر کر لو تاکہ ہر کام کو آسانی سے کر سکو، اپنے ساتھیوں سے غفلت نہ بُرتو، ان کی درستگی کی سب سے پہلے فکر کرو، مگر اس میں نرمی کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دو، نرم لہجہ میں گفتگو کو اپناؤ، عتاب و توبیخ سے بچو کہ اس سے ناصح ذلیل ہو جاتا ہے انہیں اس بات کا موقع نہ دو کہ وہ تمہاری تادیب کریں، ایسا کرنے سے تمہارے حالات درست رہیں گے۔ نماز کی پابندی کرو، سخاوت سے کام لو کیونکہ بخیل آدمی کبھی سردار نہیں بن سکتا، اپنا ایک مشیر کا

وَسَعَةِ الصَّدْرِ ، وَأَسْتَجِدُّ ثِيَابَكَ ، وَأُسْتَفِرُّ دَابَّتَكَ ،
 وَأَكْثِرُ اسْتِعْمَالَ الطِّيبِ ، وَأَجْعَلُ لِنَفْسِكَ خُلُوعَةً تَرُمُّ بِهَا
 حَوَائِجَكَ ، وَأُبْحَثُ عَنْ أَخْبَارِ حَشَمِكَ ، وَتَقَدَّمُ فِي تَأْدِيبِهِمْ
 وَتَقْوِيمِهِمْ ، وَأُسْتَعْمِلُ فِي ذَلِكَ الرَّفْقَ ، وَلَا تُكْثِرِ الْعِتَابَ
 فِيهِمْ الْعَذْلُ ، وَلَا تَلِ تَأْدِيبَهُمْ بِنَفْسِكَ ، فَإِنَّهُ أَبْقَى لِحَالِكَ .
 وَحَافِظٌ عَلَى صَلَوَاتِكَ ، وَأَبْدُلُ طَعَامَكَ ، فَإِنَّهُ مَا سَادَ
 بِخَيْلٍ قَطُّ ، وَلِتَسْكُنَ لَكَ بَطَانَةٌ تُعَرِّفُكَ أَخْبَارَ النَّاسِ ، فَتَعْرِفَ
 عَرَفْتَ بِفَسَادٍ بَادَرْتَ إِلَى إِصْلَاحِهِ ، وَمَتَى عَرَفْتَ بِصَلَاحٍ
 أَزْدَدْتَ فِيهِ رَغْبَةً وَعِنَايَةً .

وَزُرْ مَنْ يَزُورُكَ ، وَمَنْ لَا يَزُورُكَ ، وَأَحْسِنْ إِلَى مَنْ
 يُحْسِنُ إِلَيْكَ أَوْ يُسِيءُ ، وَخُذِ الْعَفْوَ ، وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ ، وَتَغَافَلَ
 عَمَّا لَا يَعْنِيكَ ، وَاتْرُكْ كُلَّ مَنْ يُؤْذِيكَ ، وَبَادِرْ فِي إِقَامَةِ
 الْحُقُوقِ ، وَمَنْ مَرِضَ مِنْ إِخْوَانِكَ فَعُدَّهُ بِنَفْسِكَ ، وَتَعَاهَدَهُ
 بِرُسُلِكَ ، وَمَنْ غَابَ مِنْهُمْ أَفْتَقَدْتَ أَخْوَالَهُ ، وَمَنْ قَعَدَ مِنْهُمْ
 عَنْكَ فَلَا تَقْعُدْ أَنْتَ عَنْهُ ، وَصِلْ مَنْ جَفَاكَ ، وَأَكْرِمْ مَنْ
 أَتَاكَ ، وَأَعْفُ عَمَّنْ أَسَاءَ إِلَيْكَ ، وَمَنْ تَكَلَّمَ فِيكَ بِالْقَبِيحِ
 فَتَكَلَّمْ فِيهِ بِالْحَسَنِ وَالْجَمِيلِ ، وَمَنْ مَاتَ مِنْهُمْ قَضَيْتَ حَقَّهُ ،
 وَمَنْ كَانَتْ لَهُ فَرَحَةٌ هَنَأَتْهُ بِهَا ، وَمَنْ كَانَتْ لَهُ مُصِيبَةٌ عَزَّيَّتَهُ
 عَنْهَا ، وَمَنْ أَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ تَوَجَّعَتْ بِهَا ، وَمَنْ اسْتَنْهَضَكَ
 بِأَمْرِ مِنْ أُمُورِهِ نَهَضْتَ لَهُ ، وَمَنْ اسْتَغَاثَكَ فَأَغِثْهُ ، وَمَنْ

بنالو جو تمھیں لوگوں کے حالات سے مطلع کرتا رہے اور جب تمھیں کوئی خوابات نظر آتے تو اس کی اصلاح کرنے میں جلدی کرو جب تم اصلاح کی راہ پا جاؤ تو اپنی رغبت اور عنایت کو بڑھا دو۔

جو شخص تم سے ملے اس سے بلا کرو اور اُس سے بھی جو نہ ملے۔ جو شخص تمھارے ساتھ نیک سلوک کرے اس کے ساتھ ویسا ہی کرو، اور اگر کوئی بد خلقی سے پیش آتے تو تم حُسنِ اخلاق کا ثبوت دو، عفو اور کرم کو مضبوطی سے تھام لو، نیک کاموں کی طرف لوگوں کو متوجہ کرو، جو شخص تمھارے درپے آزار ہو اس سے ترکِ تعلق کر لو، حقوق کی ادائیگی میں کوشاں رہو، اگر کوئی مسلمان بھاتی بیمار ہو جائے تو اس کی مزاج پرسی کرو اور اگر کوئی آنا جانا چھوڑ دے تو تم نہ چھوڑو، اگر کوئی شخص تم پر ظلم کرے تو اس کے ساتھ صلہ رحمی کرو، جو شخص تمھارے پاس آتے اس کی عزت کرو، اگر کسی نے تمھاری بُرائی کی تو اس سے درگزر کرو، جو شخص تمھارے خلاف غلط قسم کا پروپیگنڈا کرے اس کے باب میں تم اچھی بات کہو۔ اگر کسی کا انتقال ہو جائے تو اس کے حقوق پورے کر دو، اگر کسی کو خوشی کا موقع میسر آتے تو اسے مبارک باد دو، اگر کسی پر مصیبت پڑے تو اُس کی غمخواری کرو، اگر کسی پر آفت ٹوٹ پڑے تو اُس کے غم میں شرکت کرو، اگر کوئی تم سے کام لینا چاہے تو کر دو، اگر کوئی فریادی ہو تو اُس کی فریاد سن لو، اگر کوئی طالبِ نصرت ہو تو اس کی مدد کرو، جہاں تک تم سے ہو سکے لوگوں سے محبت و رافت کا اظہار کرو، سلام کو رواج دو خواہ وہ کمینوں ہی کی جماعت ہو، اگر مسجد میں یا تمھارے پاس کچھ لوگ بیٹھے مسائل پر گفتگو کر رہے ہوں تو اُن سے اختلاف رائے نہ کرو۔

اگر تم سے کوئی بات پوچھی جائے تو پہلے جو لوگوں میں رائج ہو اُسے بتاؤ پھر کہو اس میں دوسرا قول بھی ہے اور وہ ایسے اور ایسے اسکی دلیل یہ ہے۔ اگر انھوں نے سن لیا تو یقیناً اُن کے دلوں میں تمھاری قدر و منزلت جاگزیں ہو جائے گی، جو شخص تمھاری مخالفت کرے تو اُسے ایسی کوئی راہ دکھا دو جس پر وہ غور کرے۔

لوگوں کو آسان باتیں بتایا کرو، دقیق اور گہرے مسائل نہ بیان کرو مبادا وہ غلط مطلب سمجھ لیں، اُن سے لطف مہربانی کا معاملہ کرو کبھی کبھی اُن سے ہنسنی اور مذاق بھی کر لیا کرو کیونکہ تمھارا یہ عمل لوگوں

أَسْتَنْصِرَكَ نَصْرَتَهُ ، وَأُظْهِرُ تَوَدُّدًا إِلَى النَّاسِ مَا أَسْتَطِيعُ
وَأَفْشِي السَّلَامَ وَلَوْ عَلَى قَوْمٍ لِيَأْمَ ، وَمَتَى جَمَعَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ غَيْرِكَ
مَجْلِسٌ ، أَوْ ضَمَّكَ وَإِيَّاهُمْ مَسْجِدٌ ، وَجَرَتِ الْمَسَائِلُ وَخَاضُوا
فِيهَا بِخِلَافٍ مَا عِنْدَكَ لَا تُبْدِ لَهُمْ مِنْكَ خِلَافًا .

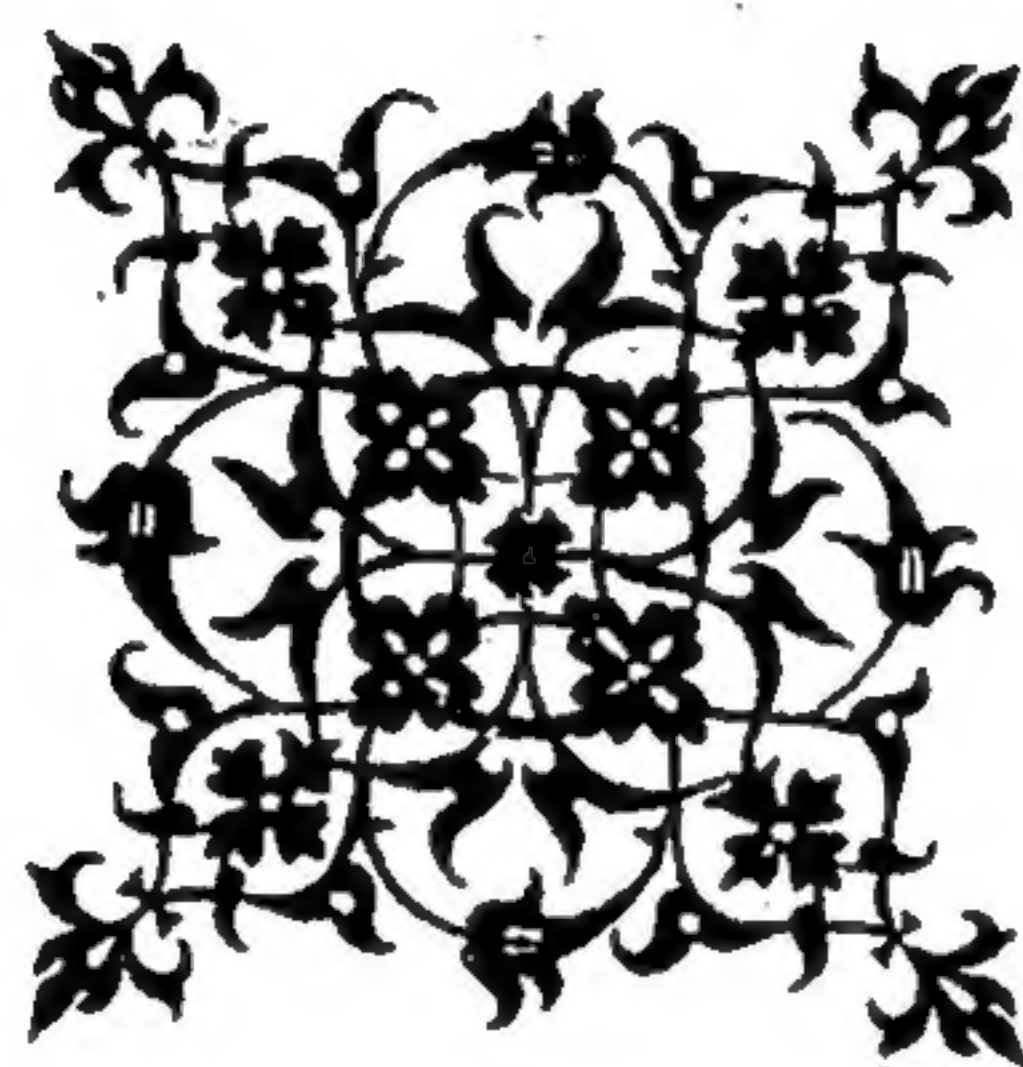
فَإِنْ سُئِلْتَ عَنْهَا أَخْبَرْتَ بِمَا يَعْرِفُهُ الْقَوْمُ ، ثُمَّ تَقُولُ : فِيهَا
قَوْلٌ آخَرٌ ، وَهُوَ كَذَا وَكَذَا ، وَالْحُجَّةُ لَهُ كَذَا ، فَإِنْ سَمِعُوهُ
مِنْكَ عَرَفُوا مَنَزِلَتَكَ وَمِقْدَارَكَ ، وَأَعْطَى كُلٌّ مَنْ يَخْتَلِفُ
إِلَيْكَ نَوْعًا مِنَ الْعِلْمِ يَنْظُرُ فِيهِ ، وَخُذْهُمْ بِحِلْيَةِ الْعِلْمِ دُونَ دَقِيقِهِ
وَأَلْسِنَهُمْ وَمَا زَحَمَهُمْ أَحْيَانًا وَحَادِثَهُمْ ، فَإِنَّهَا تَجْلِبُ لَكَ الْمَوَدَّةَ ، وَتَسْتَدِيمُ
مُواظَبَةَ الْعِلْمِ ، وَأَطْعِمَهُمْ أَحْيَانًا ، وَتَغَافِلَ عَنْ زَلَاتِهِمْ ، وَأَقْضِ
حَوَائِجَهُمْ ، وَأَرْفُقْ بِهِمْ ، وَسَامِحْهُمْ ، وَلَا تُبْدِ لِأَحَدٍ مِنْهُمْ ضِيقَ
صَدْرِ ، أَوْ ضَجْرًا ، وَكُنْ كَوَاحِدٍ مِنْهُمْ ، وَعَامِلِ النَّاسَ مُعَامَلَتَكَ
لِنَفْسِكَ ، وَأَرْضَ مِنْهُمْ مَا تَرْضَاهُ لِنَفْسِكَ ، وَأَسْتَعِنْ عَلَى نَفْسِكَ
بِالصِّيَانَةِ لَهَا ، وَالْمُرَاقَبَةِ لِأَخْوَالِهَا ، وَدَعْ الشَّغَبَ ، وَلَا تَضْجِرْ
لِمَنْ يَضْجِرُ عَلَيْكَ ، وَاسْتَمِعْ مَنْ يَسْتَمِعُ مِنْكَ ، وَلَا تُكَلِّفِ
النَّاسَ مَا لَا يُكَلِّفُونَكَ ، وَأَرْضَ لَهُمْ مَا رَضُوا لِأَنْفُسِهِمْ ، وَقَدِّمْ
إِلَيْهِمْ حُسْنَ النِّيَّةِ ، وَأَسْتَغْمِلِ الصَّدْقَ ، وَأَطْرِحِ الْكِبْرَ جَانِبًا ،
وَإِيَّاكَ وَالْعَدْرَ ، وَإِنْ غَدَرُوا بِكَ ، وَادِّ الْأَمَانَةَ ، وَإِنْ خَانُوكَ ،
وَتَمَسَّكَ بِالْوَفَاءِ ، وَاعْتَصِمِ بِالتَّقْوَى ، وَعَاشِرِ أَهْلَ الْأَدْيَانِ
حَسَبَ مُعَاشَرَتِهِمْ .

میں محبت پیدا کر دے گا، ہمیشہ علمی چرچا رکھو اور کبھی کبھی ان کی دعوت کر دیا کرو، ان سے سخاوت کیا کرو، چھوٹی چھوٹی غلطیوں سے تغافل برتو، ان کی ضروریات کو پورا کرو، لطف و کرم اور چشم پوشی کو اپنا خاصہ بنا لو، کسی سے دل تنگ اور زبرد تو بیخ سے پیش نہ آؤ، آپس میں گھل مل کر اس طرح رہو گویا تم ایک ہی ہو، لوگوں کے ساتھ وہی معاملہ کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو، ان کے لئے وہی چیزیں پسند کرو جو تمہیں مرغوب ہوں، نفس کی حفاظت کرو، احوال کی دیکھ بھال رکھو، فتنہ انگیزی سے دُور رہو، اگر کوئی شخص تمہیں زبرد تو بیخ کرے تو تم اسے نہ جھڑکو، اگر کوئی تمہاری باتیں غور سے سن رہا ہو تو تم بھی اس کی طرف کان لگا لو، لوگوں کو ایسی چیزوں کا مکلف نہ بناؤ جس کی وہ تمہیں تکلیف نہیں دے رہے ہیں، حسین نیت سے عوام کا خیر مقدم کرو، سچائی کو لازم رکھو، غرور و تکبر کو ایک طرف ڈال دو۔ دھوکہ بازی سے دُور رہو چاہے لوگ تمہارے ساتھ ایسا ہی معاملہ کر رہے ہوں، امانت میں خیانت نہ کرو خواہ لوگ تمہارے ساتھ خیانت ہی کیوں نہ کر رہے ہوں۔

وفاداری اور تقویٰ کو مضبوطی سے تھام لو، اہل کتاب سے وہی رہن سہن رکھو جیسا وہ تمہارے ساتھ رکھ رہے ہوں۔

فَإِنَّكَ إِن تَمَسَّكَتَ بِوَصِيَّتِي هَذِهِ رَجَوْتُ لَكَ أَنْ تَسْلَمَ ،
ثُمَّ قَالَ لَهُ : إِنَّهُ يُحْزِنُنِي مُفَارَقَتُكَ ، وَتَوَاسَيْتُ مَعْرِفَتَكَ فَوَاصِلِنِي
بِكُتُبِكَ ؟ وَعَرَّفَنِي حَوَائِجَكَ ، وَكُنْ لِي كَاتِبًا فَإِنِّي لَكَ كَاتِبٌ .
وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ ، وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ .

پس اگر تم نے میری اس وصیت پر عمل کیا تو یقیناً ہر آفت سے بچے رہو گے، دیکھو اس وقت میں دو کیفیتوں سے دوچار ہوں تم نظر سے دُور ہو جاؤ گے اس کا تو غم ہے اور اس پر مسرت ہے کہ تم نیک و بد کو پہچان لو گے، خط و کتابت جاری رکھنا، اپنی ضرورتوں سے مطلع کرتے رہنا، تم میری اولاد ہو، میں باپ ہوں۔ و صلی اللہ علی سیدنا محمد النبی الامی و علی آلہ و صحبہ وسلم :





سیرت پاک

مؤلف: — بشیر محمد شارق — دہلوی

خدا کا آخری پیغام لانے والے حضرت محمدؐ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے پاکیزہ حالات جنکو نہایت دلکش انداز میں در بڑی سادہ و پیاری اردو زبان میں قلم بند کیا گیا ہے۔

واقعات اس قدر دلچسپ ہیں کہ شروع کیجئے تو بغیر ختم کئے دل نہیں مانتا، اسکے مطالعہ سے بچوں کے دل میں حضورؐ کی عزت و وقعت اور محبت بٹھتی ہے، اور بڑوں کے دل عبث و سبق حاصل کرتے ہیں۔ اس مختصر مگر جامع کتاب میں تقریباً تمام حالات آگئے ہیں لیکن زبان اتنی شگفتہ ہے کہ کسی طرح بھی پڑھنے والے کی طبیعت کو بارہنیں معلوم ہوتا۔

یہ کتاب ہر شخص کے لئے مفید اور مسلمانوں کیلئے مشعل راہ ہے جسکا ایک ایک لفظ دنیا کو سچی محبت کا سبق دیتا ہے، غرض تمام ضروری معلومات کے دریا کو کوزہ میں بند کر دیا گیا ہے کتاب کے آخر میں مولانا حاکمی رح کی مقبول عام سندس کا وہ حصہ بھی شامل ہے جس کے پڑھنے سے عرب کی صحیح حالت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے۔

ناممکن ہے کہ اس کتاب کو پڑھ لینے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عزت اور اسلام کی سچائی کا اثر پڑھنے والے کے دل میں نہ پیدا ہو۔ قیمت محبتیں روپے

امام ابو حنیفہؒ

اور ان کے

ناقدین

از

نواب صدیق خان مولانا حبیب الرحمن شروانیؒ